Sarf jo honge ghame sibte Nabi (s.a.w) me'n Kausar
Baad tere wahi rah jayenge ZINDA LAMHE

Zinda Lamhe

Collection of Qaseeda Salam & Nauhe

Kausa Zaidi Lucknowi

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَحۡسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتَۢا ۚ
بَلۡ أَحۡيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُونَ

(آل عمران-١٦٩)

زندہ لمحے

صرف جو ہوں گے رہ آل نبیؐ میں کوثرؔ
بعد تیرے وہی رہ جائیں گے زندہ لمحے

کوثر زیدی لکھنوی

مشخصات

کتاب کا نام	:	زندہ لمحے
مصنف	:	کوثرؔ زیدی لکھنوی
تعلیم	:	M.A LL.B
مرتب	:	جناب فاضلؔ لکھنوی
ناشر	:	سید اشتر زیدی
سن اشاعت	:	جون ۲۰۲۲ء
کمپوزنگ	:	مولانا محمد یوسف اعظمی
زیر اہتمام	:	جناب ڈاکٹر شعورؔ اعظمی
پروف ریڈنگ	:	جناب منذر شعورؔ اعظمی
تعداد	:	۵۰۰ پانچ سو
ہدیہ	:	۴۵۰ روپے
ملنے کا پتہ	:	دفتر انجمن رونق ایمان، منصور نگر، لکھنؤ۔ ۳
		الایمان بک ڈپو، پالا گلی (ڈونگری) ممبئی
رابطہ نمبر	:	9892198887

انتساب

سید افتخار حسین ابنِ اظہار حسین زیدی

سیدہ اصغری بیگم بنتِ ابن الحسن زیدی

مرزا مہدی حسین ابنِ کاظم علی

مرحومین کے نام

کوثر زیدی لکھنوی

اهداء

کریم ابن کریم امام عصرؑ کی خدمت میں۔
اگر ایک حرف بھی قبولیت حاصل کرلے تو
اس بندۂ عاصی کے پورے
خانوادے کی بخشش یقینی ہے

کوثر زیدی لکھنوی

فہرست



بسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

ھو العلی

سید علی ناصر سعید عبقاتی آغا روحی

آل صاحب عبقات

رثائی ادب میں مسلسل اضافے ہو رہے ہیں۔ یہ اضافے ترمیم اور تقلید کے مابین عبوری ذہنوں سے کاغذ پر منتقل ہوتے ہیں تو ترنم سے عاری قاری کو زبان سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔

''زندہ لمحے'' کوثر زیدی کا منفرد زاویہ ہے۔ مشکل زمینوں اور ردیفوں پر اساتذہ کی اجارہ داری کے خاتمے کا پہلا اعلان یہ جرأت علامتی عمل ہے۔ کوثر کے سامنے کربلا کی وسیع ترین فضائیں ہیں۔ جن میں پرواز کا حوصلہ ان کی فکری جوانی اور جولانی کا مظہر ہے۔

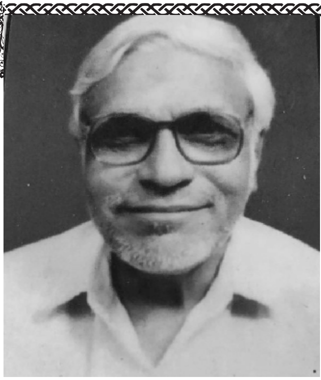
ہوسکتا ہے کہ ان پر ''آورد'' اور ''تعقید'' کا الزام لگایا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ ان کا پہلا کاغذی سفر ہے منزل نہیں، ہیئت۔ اسلوب، حسیت کو دو مصرعوں میں جمع کرنا کارے دارد۔ خدا کوثر کو مزید ہمت عطا کرے اور ان کے ممدوحین ان کی سعئ مشکل کو قبول فرمائیں۔

طالب التفات سرکار شہادت

سید علی ناصر سعید عبقاتی آغا روحی

آل صاحب عبقات

۸ ستمبر ۱۹۹۲ء



اجتہادی قوت فکر کا شاعر

کوثر زیدی لکھنوی

ڈاکٹر سید مجاہد حسین حسینی

(صدر: شعبۂ اردو، ایم ڈی کالج ممبئی یونورسٹی، ممبئی)

''بھیا! جینے والی باتیں کرو''

یہ جملہ ہمارے خاندان کی بڑی بوڑھیاں اس وقت بولتی ہیں جب کوئی بچہ ایسی بات کہے، یا ایسی حرکت کرے جو عام طور پر اس سن وسال کے بچے نہ کہتے ہیں اور نہ کرتے ہیں۔ یہ کام صرف بڑوں کو زیب دیتا ہے۔

اردو کے نوجوان شاعر جناب کوثر عباس زیدی (جو ادبی دنیا میں کوثؔر زیدی کے نام سے معروف ہیں۔ ہمارے دور سے تعلق رکھنے کے باوجود اس دور کے نہیں معلوم ہوتے۔

ماہ وسال کے اعتبار سے بلاشبہہ وہ بیسویں صدی کی پیداوار ہیں لیکن یہ ایک عجیب تماشا ہے کہ ان کے سینے میں دھڑکنے والا دل جوان ہے۔ مگر سوچنے والا دماغ عام نوجوانوں سے قطعاً مختلف ہے۔ وہ ذہنی بلوغت کی اس منزل میں ہیں جہاں ماضی، حال اور مستقبل ملے جلے نظر آتے ہیں۔ یعنی اساتذہ کی روایات کے ورثہ دار بھی ہیں۔ موجودہ دور کی صالح اور فطری جدّت پسندی سے اپنے لب ولہجہ پر صیقل کی ہے اور آنے والی نسلوں کے لئے قابل تقلید شاہراہ

فن بھی بناتے جارہے ہیں۔ ممکن ہے آپ میری اس گفتگو کو معمہ یا چیستاں سمجھیں۔اس لئے اجمال کو تفضیلی رنگ میں ڈھالنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہر انسان کی شخصیت کی تشکیل میں عموماً اس کی جائے پیدائش، خاندانی ماحول اور جبلی خصوصیات کی کارفرمائی ضرور ہوتی ہے۔خواہ اس کا شعوری احساس ہو یا نہ ہو۔اس کلیے کی روشنی میں جب ہم کوثرؔ زیدی صاحب کی شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں بہت سی باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ان کی خاندانی وجاہت قابل رشک ہے۔یعنی وہ اولاد جناب رسالت مآبؐ سے ہیں اور اپنے نجیب الطرفین ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو کسی کو حاصل ہو۔ دوسری چیز یہ کہ کوثرؔ زیدی صاحب نے شہر نگاراں'' لکھنؤ میں آنکھیں کھولیں۔ وہ لکھنؤ جو بقول مولوی عبدالحلیم شرر مرحوم مشرقی تمدن کا آخری نمونہ تھا۔

کوثرؔ زیدی صاحب کے دادا جان ڈاکٹر سید اظہار حسین صاحب زیدی مرحوم اپنے وقت کے مشہور طبیب حاذق سمجھے جاتے تھے۔نانا مرحوم جو وحشت تخلص فرماتے تھے جو اردو کے ساتھ فارسی میں شعر کہتے تھے اور خوب کہتے تھے۔کوثرؔ صاحب کے والد سید افتخار حسین زیدی صاحب جو عربی، فارسی اور اردو کے ساتھ انگریزی اور ہندی کا بھی علم رکھتے تھے آپ ڈبل ایم اے تھے۔ریلوے پولس فورس میں افسر اعلیٰ تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ مرحومہ ہومیو پیتھ کی ڈاکٹر جو اہلبیت اطہارؑ کی محبت میں ڈوبی ہوئی تھیں اور آپ کے ماموں حضرت خرد فیض آبادی کا شمار اساتذہ میں ہوتا تھا۔مختصر یہ کہ اٹھتے بیٹھتے جناب کوثرؔ زیدی کا لکھنوی کلچر سے سابقہ تھا۔

تعلیم و تربیت نے انہیں کچھ اور بھی سجایا، سنوارا اور نکھارا۔آپ ایک طرف گھر میں

بزرگوں کی دی ہوئی تربیت دوسری جانب حجتہ الاسلام مولانا سعادت حسینؒ خاں صاحب نے انہیں اپنی اولاد کی طرح تربیت دی اور علم دین سے آشنا کیا۔ آنجناب سے مسائل شرعیہ اور تاریخ مذہب اسلام اور عقائد کے بارے میں کافی علم حاصل کیا۔ کوثرؔ صاحب گردھاری سنگھ کالج سے انٹرمیڈیٹ، ودّیانت ہندو کالج سے بی اے، شیعہ کالج سے ایل ایل بی پھر لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری لی۔ کتابوں کا مطالعہ، مشاہدہ کائنات اور علمی مباحث میں حصہ لینا بھی اس اعلیٰ تعلیم کا ایک حصہ تھا۔ ادبی دنیا میں جن ہستیوں سے کسب فیض کیا ان میں میر تقی میر، سوداؔ، غالبؔ، مومنؔ، ناسخؔ، آتشؔ، انیسؔ، دبیرؔ، آرزوؔ، صفیؔ، اقبالؔ، عزیزؔ اور اثرؔ وغیرہ تھے۔ اپنے زمانے میں جوشؔ، نجمؔ، فیضؔ، آل رضاؔ، پرتوؔ، احسنؔ دانا پوری، افسر نواب افسرؔ، رفعتؔ لکھنوی مہدیؔ اعظمی صاحب وغیرہ پسندیدہ شعراء تھے، احباب میں حضرت فاضلؔ لکھنوی، مرزا اشفاق صاحب شوقؔ، ڈاکٹر مرزا سکندر حسین صاحب سکندرؔ، نظیرؔ باقری، باقر محسنؔ حیدرآبادی شعورؔ اعظمی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اس مختصر سے پس منظر کے بعد اب ہم جناب کوثرؔ زیدی کی شاعری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، شاعری حاشا اکتسابی چیز نہیں ہے۔ یوں تو کوئی بھی شخص دوسرں کا کلام پڑھ کر یا سن کر تک بندی کرسکتا ہے، لیکن دراصل وہ شئے جسے ''شاعری'' کہتے ہیں، چیزے دیگر ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ پروردگار عالم جسے چاہتا ہے یہ نعمت غیر مترقبہ عطا فرما دیتا ہے۔ اگر صحیح راہبر مل جائے یا انسان میں خود پسندی کی عادت قبیح نہ پیدا ہو تو مشق در یاضت سے انسان اس نعمت کو بام عروج تک لے جاتا ہے۔ یہ کوثرؔ زیدی صاحب کی خوش نصیبی تھی کہ انہیں یہ نایاب نعمت ملی۔ اگر چہ بقول خود وہ

اس فن میں کسی کے باقاعدہ شاگرد نہیں بنے لیکن چونکہ محمدؐ وآل محمدؐ کی مدح اور اخلاق اسلام کی ترویج واشاعت ان کا ہمیشہ نصب العین رہی۔ اس لئے ان کا کلام، خود بخود دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا گیا۔

ایک مرتبہ کوثرؔ صاحب سے اس سلسلہ میں استفسار کیا گیا تو موصوف نے فرمایا۔

''میں اپنے اشعار تاریخی واقعات اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ہی کہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جن کا مفہوم اہلبیتؑ کی فضیلت سے وابستہ ہو''۔

اس ضمن میں کوثرؔ زیدی صاحب کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

مرتضیٰؑ، بیت خدا ، دوش پیمبرؐ پاؤں میں
دیکھ کر گرنے لگے پتھر کے داور پاؤں میں

دیکھ لو کھولا تھا حق نے جو علیؑ کے واسطے
آج تک باقی ہے کعبے میں اسی در کی لکیر

فضہؑ ، کنیز فاطمہ زہراؑ ہے اس کا نام
جملوں میں آیتوں کے جو جوہر سمیٹ لے

دیکھ کر صلب و نسب بڑھتی ہے کافر کی طرف
کتنے محتاط ہیں حیدرؑ تیری شمشیر کے پاؤں

اس مقام پر یہ عرض کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ کوثرؔ زیدی صاحب نے غزلیں اور نظمیں بھی کہی ہیں۔ ایسی غزلوں اور نظموں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کے الگ الگ مجموعے شائع کئے جاسکتے ہیں

اور ان پر الگ تفصیلی گفتگو کی جا سکتی ہے، سر دست ہم کوثر صاحب کے صرف مذہبی کلام کو ہی موضوعِ مطالعہ بنا رہے ہیں۔

کوثر صاحب نے فن شاعری کو ہر طرح برتا ہے یعنی قطعہ، رباعی، مخمس، مسدّس، مستزاد، منقبت، سلام اور نوحے، ملتجی، الوداع سبھی اصناف میں طبع آزمائی کی ہے، قصائد بھی خاصی تعداد میں ہیں۔ لیکن دو اصناف کی طرف بطور خاص توجہ فرمائی ہے ''سلام اور نوحے'' سلام ایک ایسی صنف ادب ہے جسے اکثر شعراء نے میدان سخن بنایا ہے۔ لیکن اس کا اسلوب غزل سے اتنا ملتا ہے کہ بہت سے حضرات دونوں میں حد امتیاز قائم نہ رکھ سکے اور انہیں میر انیس علیہ الرحمہ کی ڈانٹ سننی پڑی.

غزل کا شعر کہیں اور سلام کہلائیں
انیسؔ کیا کہیں ان احمق الذینوں کو

سچ پوچھئے تو عربی اور فارسی زبانوں سے قطع نظر اردو زبان میں سلام گوئی کی مکمل تاریخ ملتی ہے۔ اس صنف شعر نے بہت سے ارتقائی مراحل طے کئے ہیں۔ ایک زمانے تک اس پر محض اعتقادی رنگ چھایا ہوا تھا۔ زبان و بیان اور تلاش مضمون کو ثانوی حیثیت حاصل تھی، رفتہ رفتہ ادبی عناصر کی آمیزش بھی ہونے لگے۔

کوثر زیدی کے سلاموں میں عقیدت و ادبیت کا امتزاج بڑی خوبصورتی کے ساتھ نظر آتا ہے۔ حسب ذیل مثالیں قابل ذکر ہیں۔

ہاتھ چومیں گے ملک تیرے، جناں میں کوثر
دیکھ کر تھامے ہوئے صاحب تطہیر کے پاؤں

ہو فکر کس لئے کوثؔر کو روز محشر کی
ثنائے شہؑ سے ہے اپنی نجات مٹھی میں
اے اہل کساءؑ ، میری کشتی کو کنارا دو
کہتا ہے نبیؐ کوئی ، طوفان کی بانہوں میں

سلام کو کچھ جلا بخشی رثائی نقطہ نظر نے۔ منقبتی سلاموں میں مقصد صرف تعریف و توصیف اور اظہار عقیدت تھا۔ رثائی نقطہ نظر نے سلاموں میں مبکی پہلو اور رقت انگیز محرکات بھی پیدا کئے۔ ایسے محرکات کا بیان واضح اور علامتی انداز میں کوثؔر زیدی صاحب کے یہاں اکثر پایا جاتا ہے۔

اس کے ماتم میں کبھی سوچا ہے تم نے بیبیو!
کس لئے رکھے تھے رخ پر شاہ کی دختر کے ہاتھ
سینۂ اکبرؑ سے نکلی گرم خوں کی ایک دھار
جب ہٹائے شاہ دیںؑ نے زخم سے اکبرؑ کے ہاتھ

کوثؔر صاحب کے سلاموں میں تنوع کی کمی اور ایک رنگی کا احساس بالکل نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ کہی ہوئی باتوں کو دوبارہ کہا ہے تو اس میں بھی جدّت اور تازگی کا احساس پایا جاتا ہے۔

اس قدر ایک تھے اوصاف نبیؐ اور علیؑ
شب کو ہجرت کی نظر آئے پیمبرؐ دونوں

آئے تھے لوگ دیکھنے آئینہ بندیاں
لایا چھپا کے ایک نہ پتھر لباس میں

تاریخ میں دنیا کی ، واحد یہی منظر ہے
ہنستا ہوا بچہ ہے ، روتا ہوا لشکر ہے

ایک اور چیز جو کوثرؔ زیدی کے سلاموں کا وصف خاص ہے وہ ان کی مشکل پسندی ہے۔ یہ مشکل پسندی مضامین میں نہیں۔ بلکہ ردیف اور قافیوں میں ہے۔ان کا کمال یہ ہے کہ سخت سے سخت ردیف کو اپنی چابکدستی اور ذہانت سے پانی کر دیا ہے اور قافیوں کی تلاش میں انہیں کبھی بھی سرگرداں نہیں ہونا پڑا۔

ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

’مشکل پسندی کو عادت نہ کہہ کر اسے ایک الگ راستے کا نام دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ میر انیسؔ مرزا دبیرؔ، جوشؔ اور دیگر اساتذہ نے ہر بحر و موضوع پر طبع آزمائی کر کے اپنی فنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔اس کے علاوہ ہمارے اپنے اس دور کے اساتذہ یا بزرگ شعراء جو ہمارے سامنے ایک پہاڑ کی طرح کھڑے ہیں۔ ایسے ماحول میں اپنی شناخت اور انفرادیت کے لئے میں نے مشکل ردیفوں کو اپنا موضوع سخن قرار دیا۔اس کے ساتھ یہ بھی تجربہ ہوا کہ مشکل ردیف میں اچھوتی تخئیل کے ساتھ اچھے اشعار کہے جا سکتے ہیں۔

ذرا غور فرمائیے ، سنگلاخ زمینوں میں کوثرؔ زیدی صاحب نے کیسے نرم و نازک مضامین

لطافت سے بیان فرمادئے ہیں۔

رکھ دیا پانی نے بھی اپنا مقدر پاؤں میں
دیکھ کر ہونٹوں پہ شعلے اور کوثر پاؤں میں
چاہو تو مردے جلادو، اپنی ٹھوکر سے علیؑ
یہ اثر تم کو ملا اللہ اکبر پاؤں میں

انصار دین حق تو بہتر گنے گئے
دنیا سے آج تک نہ ستم گر گنے گئے

نوک شمشیر سے حیدرؑ نے لکھا نقش جلی
بن گئے آج تو جبریل کے شہپر تعویز

چند جملے جناب کوثرؔ زیدی کے تصنیف کردہ نوحوں کے بارے میں بھی عرض کرتا چلوں۔ بے شک غالبؔ نے یہ حکم لگادیا ہے کہ۔

نالہ پابند نَے تو نہیں
فریاد کی کوئی لَے تو نہیں

اِس کے باوجود ماننا پڑے گا کہ ایک اضطراری حرکت اور قطعاً فطری عمل ہونے کے ساتھ ساتھ اظہار

غم کے بھی کچھ آداب اور اصول ہیں۔ خصوصاً جہاں کسی ادبی تخلیق میں گریہ و زاری، بین اور بکا سے کام لیا جائے وہاں اِن آداب اور اُصول کی کسی نہ کسی حدتک پابندی کرنا ہی پڑتی ہے۔یہ آداب کسی کتاب میں لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ ہمیں اپنے بزرگوں سے وراثتاً ملے ہیں یا پھر عقل سلیم کے ایجاد کردہ ہیں۔

نوحہ، دراصل وہ کلمات ،فقرے۔ جملے یا اشارات ہیں جن کے وسیلے سے ہم اپنے دل کے شدید درد وغم کا اظہار کرتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں صنف نازک کی نفسیات کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔مرنے والے کے غم میں عورتوں کے جذبات ومحسوسات اوراس کے اظہار پر خاص توجہ دی جاتی ہے،

عام طور پر ہمارے شعراء جو سلام کہتے ہیں۔ وہ ان میں بعض اشعار ایسے شامل کردیتے ہیں جن میں مبکی مضامین ہوں۔لیکن جو شعراء محض نوحہ کہنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ رقت انگیز مضامین، دردافزا مناظر اور موثر پیرایۂ بیان اختیار کرتے ہیں۔عموماً نوحہ عورتوں کی زبان سے پیش کیا جاتا ہے۔

واقعہ کربلا پر نظر ڈالئے تو خیام حسینؑ میں خواتین کی تعداد اچھی خاصی ہے اور یہ سبھی خواتین اہل حرم سے تعلق رکھتی ہیں۔ جناب زینبؑ، جناب ام کلثومؑ، جناب ام لیلیٰؑ ، جناب شہرؑ بانو جناب فضہؑ، بی بی سکینہؑ وغیرہ کے اسم گرامی بے حد مشہور ہیں۔ان سب کا الگ الگ منصب اور رول تھا۔کوثر زیدی صاحب نے ان محترم خواتین کی زبان مبارک سے جو باتیں کہلوائی ہیں وہ بے حد برجستہ ، برمحل، حسب حال اور اثر انگیز ہیں۔ان کی زبان، لب ولہجہ اور جذبات کا اتار

چڑھاؤ اگر چہ لکھنوی خواتین کا سا ہے لیکن بے حد قابل تعریف ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہے۔

جنگل میں کربلا کے زینبؑ کی تھی دہائی
نرغے میں دشمنوں کے تنہا ہے میرا بھائی

پروردگار عالم پروردگار عالم

جان فاطمہؑ زینبؑ	ہائے بے ردا زینبؑ
روح کربلا زینبؑ	ہائے بے ردا زینبؑ
تم پہ ظلم یوں ٹوٹے	سارے اقربا چھوٹے
جان سیدہؑ زینبؑ	ہائے بے ردا زینبؑ

پکاری بانوؑ، ہلا کے شانہ ،اٹھو سکینہؑ ، اٹھو سکینہؑ
زمیں پہ بیٹی یہ کیسا سونا ، اٹھو سکینہؑ ، اٹھو سکینہؑ

آپ دیکھیں گے کہ نوحہ کہتے وقت جناب کوثر زیدی نوحہ گر کے سن وسال، مرنے والے سے اس کے رشتہ اور صحت واقعہ کا بھی خیال رکھا ہے۔ اس کے علاوہ نوحوں کی بحریں بدلتی رہتی ہیں، عموماً ایسی بحریں اختیار کی گئی ہیں جن کے پڑھنے میں روانی ہو اور سب سے بڑھ کر ماتم اور سینہ زنی کا موقعہ مل سکے کہ یہی مآل مجلس ہوتا ہے۔

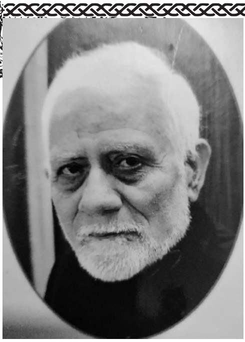
نوحوں پر عنوانات بھی قائم کئے گئے ہیں تا کہ قاری موقع ومحل کے لحاظ سے مطلوبہ نوحہ تلاش کرلے۔زبان وبیان،صوت وصدا شعری نزاکتوں اور فنی اجتہادات کے یہ تمام معجزے، نوجوان شاعر جناب کوثرؔ زیدی لکھنوی نے ایک دیدہ زیب اور یادگار مجموعہ کی شکل میں یکجا کردئے ہیں اس مجموعہ کا نام ہے ''زندہ لمحے'' ۔داداور تحسین کے علاوہ شاعر کا مقصد اصلی حصول ثواب اور زاد آخرت مہیا کرنا ہے اور آخرت بہر حال حیات جاوداں کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے مجموعے کا نام اس سے بہتر و بلیغ شاید ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

مجھے یقین ہے کہ قوم کے بزرگ وجوان اور مائیں،بہنیں اور بٹیاں اس مجموعہ کو پڑھ کر جاں نثار اہلبیتؑ جناب کوثرؔ زیدی کو دعائیں دیں گی اور آخر میں پیار سے کہیں گی کہ

بھیّا جینے والی باتیں کرو۔!

ممبئی ۲۸۔مارچ ۱۹۹۴ء

مجاہد حسین حسینی



کوثرؔ زیدی میری نظر میں

فاضلؔ لکھنوی

چراغ مدح علیؑ ہے زبان میثمؑ کی
ہر ایک لفظ نکلتا ہے روشنی کی طرح

اِس پرنور شعر اور روشن ترین تخیّل کے خالق جناب سیّد کوثر عباس زیدی بہ تخلّص کوثرؔ زیدی لکھنوی کی شخصیت دنیائے شعر و ادب میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ ہندوستان کی موجودہ ادبی اور مذہبی فضا میں قصیدوں، نوحوں اور سلاموں کے نئے منتخب مجموعے بہت کم تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ مگر کوثرؔ زیدی نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود خوشنودی آل محمدؐ کی خاطر اپنے ادبی دیوان غزلیات کو پس پشت چھوڑ کر مجموعہ قصائد سلام و نوحہ ''زندہ لمحے'' کے نام سے چھپوا کر ایک گرانقدر کارنمایاں انجام دیا ہے۔ جس سے موصوف کو مسلسل اجر و ثواب تا حیات اور بعد حیات حاصل ہوتا رہے گا۔

کوثرؔ صاحب دور حاضر کے نوجوان شعراء میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ آپ ایک بیباک، حاضر جواب اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ ایسے موزوں طبع شاعر ہیں کہ کسی وقت بھی امتحاناً مشکل سے مشکل زمین میں فی البدیہہ اشعار آپ سے روبرو کہلائے جاسکتے ہیں۔ آپ کا لب و لہجہ ندرت آمیز تخیلات کے موافق ہے۔ نئی نئی تخئیلوں کا استعمال نئے نئے انداز سے کرتے

ہیں۔موصوف نے زیادہ تر ایسی ردیفوں کا استعمال کیا ہے جو ابھی تک اچھوتی ہیں۔نئی ردیف ہونے کی وجہ سے خود بخود اشعار میں جدّت وندرت کا عمل کارفرما ہوجاتا ہے۔اور کلام میں تروتازگی پیدا ہوجاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اشعار سے بوئے رنگ قدیم نہیں آتی۔مثال کے طور پر..

خم میں احمدؐ نے کہا حیدرؑ کو جب اپنا وصی
حق نے کامل کردیا دین پیمبرؐ دھوپ میں

کلمہ جب آ کے پڑھ لیا دستِ رسولؐ پر
تب چین اور سکون کی پتھر نے سانس لی

وہ اگر تیغ اٹھاتا تو قیامت ہوتی
جو اشارے سے کرے ماہِ منور ٹکڑے

دیکھ کر شق القمر بوجہل یہ کہنے لگا
کٹ گئے تل آنکھ کے یا پھر ہے منظر میں شگاف

ہم لوگ تقریباً سن 1973-1972 سے ساتھ میں شعر کہہ رہے ہیں۔لکھنؤ آپ کا وطن ہے اسی دبستان لکھنو کی علمی اورادبی فضا میں آپ کے ذوق سلیم نے پرورش پائی ہے اور فکر ونظر کی نئی نئی راہیں تلاش کی ہیں۔اِدھر کچھ عرصے سے ملازمت کی وجہ سے آپ کا قیام ممبئی میں ہے

مشق سخن کے ساتھ اگر شاعر میں ذوق سلیم ہوتو ذہنی تربیت اور شعور فن کی پختگی کیلئے کافی ہے۔ کوثر صاحب نے کبھی کسی استاد کے آگے زانوئے ادب نہیں تہہ کیا نہ کسی سے کبھی کلام پر اصلاح لی۔ آپ کی شہرت صرف لکھنؤ کی ہی چہار دیواری میں محصور نہیں ہے آپ نے آل انڈیا اور بین الاقوامی سطح پر شہرت حاصل کی ہے۔ آپ کا کلام بیرونی ممالک سے بھی شائع ہوتا رہتا ہے۔ بین الاقوامی مقاصدوں اور مشاعروں میں بھی شریک ہوتے رہتے ہیں۔ ہندوستان کی کئی انجمنیں آپ کے نوحے اور سلام بھی پڑھتی ہیں۔

مجموعہ قصائد، سلام ونوحہ ''زندہ لمحے'' کا ایک ایک شعر قارئین کرام کے دلوں پر اثر انداز ہوگا۔ میں کوثر صاحب کے ان مخلص دوستوں جناب سیّد محمد اطہر رضوی اور جناب مرزا سکندر صاحب کا بھی تذکرہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کے بار بار اصرار پر کوثر صاحب اپنے مجموعہ قصائد سلام ونوحہ ''زندہ لمحے'' کو مرتّب کر کے شائع کرا رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی جناب کوثر زیدی لکھنوی کی جانب سے اس قسم کے گرانقدر مجموعے محبان آل محمدؐ کے لئے شائع ہوتے رہیں گے۔ آمین میری دعا ہے کہ پروردگار عالم محمدؐ وآل محمدؐ کے صدقے میں کوثر زیدی صاحب کو عمر نوحؑ عطا فرمائے اور ان کی محنت کو قبول فرمائے اور موصوف کو زیادہ سے زیادہ ترقی وشہرت عطا فرمائے۔ آخر میں یہ مصرع کوثر صاحب کی نذر کر کے آپ سے رخصت ہونے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اللہ رے دماغ کہ ہے آسمان پر

فاضل لکھنوی

سکریٹری ادارۂ شعروادب

رستم نگر۔ لکھنؤ۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۲ء



زندہ لمحوں کا شاعر

کوثر زیدی لکھنوی

ڈاکٹر شعور اعظمی

کوثر زیدی اسم بامسمیٰ ہیں۔ اتنا ضخیم مجموعہ ان کے پیش روؤں میں ہو تو ہو معاصرین میں تو کسی کا نہیں ہے۔ شعراء کو دو زمروں میں باآسانی تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) تخلیقی شاعر (۲) تقلیدی شاعر

یہاں تخلیقی شاعری سے یہ مراد نہیں ہے کہ آم کو املی کہا جائے، نہ تقلیدی شاعری سے یہ مراد ہے کہ قدیم مضامین کا چربہ اتارا جائے، ہذیان تخیل کو وحی والہام کا درجہ دیا جائے۔

تقلید سے مراد یہ ہے کہ اساطینِ ادب کے وضع کردہ اصولوں کی پابندی کی جائے۔

تخلیقی شاعری یہ ہے کہ پرانے لفظوں میں نئی روح پھونکی جائے۔ المعنیٰ فی بطنِ الشاعر والی بات نہ ہو۔

کوثر زیدی کے کلام میں دونوں کا امتزاج نظر آتا ہے۔

تقلیدی شاعری بھی آسان نہیں ہوتی تمام متفق علیہ اصول وضوابط کی پابندی لازمی ہوتی ہے جس کا کوثر زیدی کے کلام میں التزام نظر آتا ہے

دورانِ جنگ ایک کے دو ہو گئے شقی
عباس ضیغم اسد ذوالجلال ہیں

تخلیقی شاعری کا تعلق حسّیات ونفسیات سے ہوتا ہے شاعر صرف وہی باتیں نظم نہیں کرتا جن کا ذکر تاریخ میں موجود ہو۔ جو چیزیں ممکن الوقوع ہوں وہ بھی نظم کی جاسکتی ہیں دوسرے لفظوں میں مورخانہ حقیقت پر شاعرانہ حقیقت کو تفوق ہے۔ ملاحظہ فرمائیے

دیکھا تو پسر ہاتھوں پہ دمِ توڑ چکا تھا
کانوں میں صدا آئی تھی اک تیر کی سَن سے

شہؑ بولے رن میں لاشِ شبیہِ رسولؐ پر
پیری شباب دے علی اکبرؑ کی لاش ہے
خیبر شکن نجف سے زرا آؤ کربلا
ہاتھوں پہ اب حسینؑ کے اصغرؑ کی لاش ہے

کوثرؔ صاحب اگر کچھ اور نہ بھی کہتے تو یہ اشعار انھیں دنیائے ادب میں زندہ رکھنے کے لئے کافی ہیں ان کے اشعار کی بجلی ان کے دل سے اٹھ کر سامعین کے دل پر گرتی ہے۔

کوثرؔ صاحب کے کلام پر پروفیسر مجاہد حسین حسینی کا تفصیلی تبصرہ موجود ہے اس لئے میں اِن کے کلام سے قطع نظر اِن کے اشاعتی عزم مصمم اور سعی پیہم کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں۔

یہ مجموعہ ''زندہ لمحے'' ۱۹۹۰ء کے آس پاس ترتیب دیا جا چکا تھا۔ مجھے یقین اس لئے ہے کہ مسودے میں لیتھو والی چھپائی کی کتابت بھی ہے جس کا بڑا حصہ فسادات (۱۹۹۲ء) کی نذر ہو گیا۔

کچھ D.T.P کرنے والے کوثرؔ صاحب سے عاجز آ گئے اور کچھ سے کوثرؔ صاحب، ۳۰ رسال کے طویل عرصے نے بھی ان کی ہمّت پست نہیں کی نئے عزم کے ساتھ وہ اشاعت پر آمادہ ہوئے۔ خدا کا شکر ہے کہ ان کا ارادہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اس مجموعے میں ان کا ابتدائی کلام بھی ہے اور ۲۰۲۲ء کا بھی۔ اس لئے اگر طرز بیان میں دورنگی نظر آئے تو قابل اعتراض نہیں، یہ تو امرِ فطری ہے۔ میری دعا ہے جس طرح انھوں نے سنگلاخ زمینوں میں تخیل کے چشمے جاری کیے ہیں، اسی طرح خارزاروں کو گلزار کرتے رہیں۔

فقط
شعورؔ اعظمی



اپنی بات

اظہارِ تشکر کے ساتھ

لب میثمؓ پہ روشن ہے علیؑ کی مدح کا سورج
بتاؤ کیسے کاٹو گے ضیائے نور خنجر سے

سب سے پہلے میں شکر گزار ہوں خلاق عالم خدائے وحدہ لاشریک اپنے اس پروردگار کا جس کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ الحمد کا مستحق ہے۔ لاکھوں درود و سلام ان نورانی پیکروں ''محمدؐ و آل محمدؐ'' پر جنھیں خالق کائنات نے اپنی تمام نعمتوں سے نوازا اور ان کی محبت کو کائنات پر واجب قرار دیا۔ اس کے بعد میں شکر گزار ہوں اپنے والدین کا جنھوں نے مجھے دین دار بنایا۔ جن کی تربیتی کاوشوں اور دعاؤں کی برکتوں کی وجہ سے مجھے معرفت الٰہی اور محبت اہلبیتؑ کا بیش قیمت خزانہ ملا۔ خدا ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے۔ آمین

میں شکر گزار ہوں استاد عظیم حجتہ الاسلام والمسلمین عالی جناب مرحوم مولانا سعادت حسین خان صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کا جن سے مجھے علم دین حاصل ہوا۔ ساتھ ہی میں خاص طور پر ممنون ہوں شہنشاہ الفاظ، آفتاب خطابت و بلاغت و فصاحت، سرکار روح الملّت، حجتہ الاسلام علامہ مولانا سید علی ناصر سعید عبقاتی عرف آغا روحی صاحب قبلہ مجتہد کا جنھوں نے میری تصنیف پر قلم اٹھا کر اپنے زرّیں خیالات کا اظہار کر کے مجھے شرف خاص بخشا۔ اس کے ساتھ میں بہت متشکر ہوں عزت مآب عالی جناب پروفیسر ڈاکٹر سید مجاہد حسین صاحب حسینی کا جو ہمیشہ اپنے اصرار خاص سے مجھ پر زور

ڈالتے ہوئے میری تصنیف ''زندہ لمحے'' کو منظر عام پر لانے میں مسلسل کوشاں رہے۔موصوف نے اپنی تمام مصروفیات کے باوجود میری تصنیف کے لئے اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور ایک مکمل تعارف تحریر فرما کر مجھے خاص شرف سے نواز کر میری ہمت افزائی کی۔حسینی صاحب کا شمار صف اوّل کے ادیبوں میں کیا جاتا ہے۔میں ان کا بہت بہت شکر گزار ہوں خدا انہیں صحت کامل اور عمر نوحؑ عطا کرے۔آمین

اس کے بعد میں دل کی گہرائیوں سے خاص طور پر شکر گزار ہوں اپنے عزیز ترین دوست برادر مشفق عالی جناب علامہ فاضؔل صاحب لکھنوی کا جو بہت اچھے شاعر ہونے کے ساتھ ایک اچھے انسان اور مخلص دوست ہیں۔جناب فاضؔل صاحب لکھنوی کا شمار دور حاضر میں صف اوّل کے استاد شعراء میں کیا جاتا ہے۔آپ کا کلام لکھنؤ کی مشہور و معروف انجمن قمر بنی ہاشم بھی پڑھتی ہے۔ فاضؔل صاحب لکھنوی کا مجموعہ قصائد و سلام ''آیاتِ جاں'' کے نام سے اور مجموعہ غزلیات ''شکستہ آئینے'' مع تذکرہ عروض و قافیہ بھی منظر عام پر آچکا ہے۔جن کے پر خلوص اصرار اور عملی تعاون کے بغیر میری تصنیف کی اشاعت ممکن نہ تھی،جنہوں نے تصنیف کو منظر عام پر لانے اور ترتیب وغیرہ میں بھی اپنے زرّیں مشوروں سے نوازا،میں ان کا بہت ہی شکر گزار ہوں۔اور اس کے ساتھ ہی میں اپنے قلب کی گہرائیوں سے خاص طور پر ممنون و متشکر ہوں استاد الشعرا عالیجناب ڈاکٹر شعوؔر صاحب اعظمی کا جو کسی تعارف کے محتاج نہیں جو ایک اچھے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے انسان دوست بھی ہیں،ڈاکٹر شعوؔر صاحب اعظمی کا شمار دنیائے ادب میں صف اول کے ادیبوں اور استاد شعرا میں کیا جاتا ہے،موصوف کی کئی تصانیف کے ساتھ کئی تالیفات بھی منظر

عام پر آ چکی ہیں، آپ نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود ایک بڑے بھائی کی طرح میری تصنیف ''زندہ لمحے'' پر نہ کہ صرف اپنا قیمتی وقت صرف کیا بلکہ اپنے زرّین مشوروں سے بھی نوازتے ہوئے اپنے زیر اہتمام میری تصنیف کو منظر عام پر لانے میں میری مدد کی میں ان کا شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ خدا انھیں صحت کامل اور عمر نوحؑ عطا کرے آمین۔

اس کے علاوہ میں شکر گزار ہوں اپنے بھائی نیر زیدی، افسر زیدی، اپنے تمام عزیزوں اور دوستوں کا خاص طور پر مرحوم اطہر رضوی، مرحوم میرزا اسکندر صاحب اور سرکار خطیب اکبر مولانا مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ کا ان سبھی کی خواہش تھی کہ میری تصنیف جلد از جلد شائع ہو۔ اگر خطیب اکبر حیات ہوتے تو وہ میری تصنیف پر اپنی رائے کا اظہار ضرور فرماتے ہوئے میری حوصلہ افزائی کرتےِ۔ خدا انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

میری تصنیف میں دیر ہونے کی وجہ ممبئی کے فسادات بھی ہیں کیونکہ جس کاتب کو مرحوم اظہار حسین صاحب حیدری نے کتابت کا کام سونپا تھا وہ بغیر ملے اچانک اپنے وطن چلے گئے اور کلام بھی واپس نہیں کیا۔ مجھے اپنا کلام یکجا کرنے میں کافی وقت لگا اور تاخیر ہوتی چلی گئی۔ خیر خدا کا شکر ہے جو ہوا اس کی مرضی۔

میں اپنے والد مرحوم سید افتخار حسین زیدی صاحب کا، اپنی اہلیہ صاحبہ کا جنہوں نے کاغذ کے ٹکروں سے میرے کلام کو ڈائری کی شکل میں یکجا کیا اسی کے ساتھ میں اپنی بیٹی، داماد اور فرزند اشتر زیدی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ضد کی حد دں تک بار بار اصرار کیا اور یہ پوچھتے رہے کہ میرا مجموعہ کلام منظر عام پر کب آئے گا؟ میں شکر گزار ہوں بہنوں اور بہنوئیوں جناب

امیر مہدی نقوی صاحب ڈاکٹر حسن رضا صاحب، رئیس آغا صاحب اور ابو جعفر صاحب کا بھی۔

اب میں اپنی بات کیا کروں کہ میں کیا ہوں جو اپنے بارے میں کچھ کہوں بس اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ میری خاندانی وجاہت قابل رشک ہے۔ میں نے ایک نجیب الطرفین سید گھرانے میں آنکھ کھولی جہاں مجھے دینی۔ ادبی اور علمی ماحول ملا۔ جس نے مجھے اپنے آپ میں ڈھال لیا۔ اس کے لئے رب العزت کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ شاعری انسان کو خالق کائنات کی طرف سے عطائے خاص ہے اور اس شاعری میں اگر مدح محمدؐ وآل محمدؐ کی توفیق جس کو بھی حاصل ہو جائے تو یقیناً اُس کا سلسلہ عالم ارواح میں قالو بلی' کہنے والوں سے جا ملتا ہے، مدح محمدؐ وآل محمدؐ نے نامہ اعمال کو ایسا مزین کر دیا کہ قرطاس کے آئینے میں جنت کے نقشے صاف نظر آنے لگتے ہیں۔ قصائد، سلام اور نوحہ جات کا مجموعہ ''زندہ لمحے'' منظر عام پر آرہا ہے۔ یہ مجموعہ عشق محمدؐ وآل محمدؐ کی عطائے خاص ہے۔ آج جب میں زندہ لمحے کو دیکھتا ہوں تو یقین نہیں آتا کہ یہ میرا ہی کہا ہوا کلام ہے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کرسکتا۔ تو بس اقرار کی ایک ہی صورت نکلتی ہے کہ رب العزت، خدائے قدیر کے سامنے سربسجود ہو کر اپنے کلام کو اُس کی قدرت کا ایک کرشمہ سمجھ کر تسلیم کرلوں جس نے اس خاک کے ذرّے سے نور کے آسمانوں کا ذکر کروالیا۔ اپنی شاعری کے بارے میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ہمیشہ دوسروں سے ہٹ کر شعر کہنے کی کوشش ضرور کی ہے اور اپنی اس کاوش میں کس قدر کامیاب ہوا ہوں یہ فیصلہ قاری حضرات ہی کریں گے۔ مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں کہنا۔ جو لکھنا یا کہنا تھا وہ روح الملت مولانا آغا روحی صاحب قبلہ، پروفیسر مجاہد حسین

حسینی صاحب اور برادرم علامہ فاضل لکھنوی اور ڈاکٹر شعور صاحب اعظمی نے تحریر کر دیا وہی کافی ہے۔ مجھے خودنمائی کا کوئی شوق نہیں ہے۔

خیر اب آپ کی خدمت میں اپنا مجموعہ کلام ''زندہ لمحے'' شائع کر کے پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ مجھے اپنی کمیوں کا خود اعتراف ہے۔ قارئین کو یہ بھی بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ یہ تصنیف بہت کم وقت میں وجود میں آئی جس کی وجہ سے مجھے اپنے کلام پر نظر ثانی کا موقع بھی نہیں مل سکا۔ مگر میں اسے صرف اور صرف اپنی مغفرت کا ذریعہ سمجھ کر فاتح قلوب عالم، حضرت علی اصغر علیہ السلام کو وسیلہ نجات بنا کر بارگاہ امام عصر عج میں حقیر نذرانہ عقیدت ذریعۂ بخشش سمجھ کر پیش کر رہا ہوں۔ لہذا قارئیں سے گزارش ہے کہ جلد بازی میں جو بھی خامی یا کمی رہ گئی ہے اسے نظر انداز کرتے ہوئے معاف فرمائیں گے۔

فقط والسلام

گدائے باب مدینۃ العلم

کوثر زیدی لکھنوی



حمد باری تعالیٰ

حمد کیا کوئی کرے حسبِ ضرورت تیری
جب معین ہی نہیں حدِّ فضیلت تیری

چاند سورج ہوں ہوائیں ہوں کہ خوشبو و صبا
کُن کے دوحرفوں میں پوشیدہ ہے قدرت تیری

عرشِ اوصاف پہ تیرے ہے رسائی کِس کی
بس نبیؐ جانے علیؑ جانے حقیقت تیری

ہم نے آیات کے شیشے میں وہ منظر دیکھا
جِس میں موسیٰؑ کو نظر آئی تھی ہیبت تیری

کون بتلائے گا بس آلِ محمدؐ کے سِوا
تیری بخشش، تری توحید عدالت تیری

تو ہی خالق تو ہی معبود تو ہی رازِ سکوت
تو ہمیشہ سے ، ہمیشہ ہے سکونت تیری

وہ ہو میزان کہ ہو روزِ حِسابِ محشر
فیصلہ بھی ہے ترا کوثر و جنّت تیری

تو ہی جبّار ہے خالق بھی ہے رحمٰن و رحیم
آیت آیت سے نمایاں ہے جلالت تیری

روزِ روشن میں بدلتا ہے تو کالی راتیں
کون سمجھے گا بھلا حِکمت و قدرت تیری

اِس لئے نام ترا وردِ زباں ہے رکھّا
لمحہ لمحہ مجھے پڑتی ہے ضرورت تیری

حمدِ معبود کرے گا تو بھلا کیا کوثرؔ
اتنی لفظوں میں نہ طاقت ہے نہ ہمّت تیری

اپنے لب چباتے مِلے

نبیؐ کی مدح میں جو بھی قلم اٹھاتے ملے
ہر ایک شعر پہ جنّت میں گھر بناتے مِلے

جو کالی کملی کے سائے میں دھوپ کھاتے مِلے
شجر وہ دورِ خزاں میں بھی لہلہاتے مِلے

بنے وصی جو علیؑ، شیخ تِلملاتے مِلے
نہ کچھ بھی بول سکے اَپنے لب چباتے مِلے

تمہارے آنے کی آہٹ ہوئی جو دنیا میں
چمن مہکتے مِلے پھول مسکراتے مِلے

تِری ثنا کو جو بیٹھا میں یاعلیؑ کہہ کر
قلم کے ہونٹوں پہ مضمون جگمگاتے مِلے

جنھوں نے روشنی پائی تمہارے قدموں سے
وہ ذرّے خاک کے،تاروں سے جگمگاتے مِلے

تمہارے عِلم لدنّی کی روشنی کے طفیل
اندھیری فِکر کے جنگل بھی جگمگاتے مِلے

جو ڈوب جاتے ہیں تیری ثنا کے دریا میں
قمر زمیں سے، فلک سے گُہر اٹھاتے مِلے

سِتم کی دھُوپ نے جِن کو بہت ستایا تھا
وہ تیرے سایۂ رحمت میں چین پاتے مِلے

لئے تھے بوسے جنھوں نے تمہارے ہونٹوں کے
حدیث بن کے وہ الفاظ جگمگاتے مِلے

تمہارے دستِ مبارک کے معجزے ایسے
جو سنگ ریزوں کو اہلِ زباں بناتے مِلے

زمینِ نرم سے گزرے شمیمِ گُل کی طرح
وہ پتھروں پہ نشانِ قدم بناتے مِلے

وہی وصی ہے تمہارا وہی ہے شیرِ خدا
وہ جِس کے نام سے ضیغم بھی تھرتھراتے مِلے

بغیرِ حُکمِ خدا آپ بولتے ہی نہیں
کلامِ پاک کے سورے یہی بتاتے مِلے

تِری جبیں سے جو قطرے گرے پسینے کے
رسول سارے انہیں سے وجود پاتے مِلے

ہزاروں سال ہیں درکار جس مسافت کو
وہاں سے آپ تو لمحوں میں جاتے آتے ملے

فضیلتِ شبِ معراج کیا بیان کروں
نبیؐ کے پاؤں میں جبریلؑ پر بچھاتے ملے

تمہارے نقشِ قدم کی بلندیوں کو سلام
فلک بھی زیرِ قدم آ کے مسکراتے ملے

اے شہرِ علم ترے در پہ بیٹھ کر کوثرؔ
ترے حسینؑ کے صدقے میں رزق پاتے ملے

☆☆☆

دیں کی نُصرت کو چلے راہ میں کعبا دیکھا
کہیں صحرا کہیں سبزہ کہیں دریا دیکھا
چاند دیکھا جو محرّم کا فلک پر کوثرؔ
تیغ کے شیشے میں عباسؑ نے چہرا دیکھا

واجب کی نیّت کیجیے

آیئے آ کر یہاں ضوبار قسمت کیجیے
بزمِ نعتِ پاک میں خوش ہو کے شرکت کیجیے

عشقِ مال و زر کو اپنے دل سے رخصت کیجیے
نعت خوانی کی طرف مائل طبیعت کیجیے

کھُل کے زہرا﷼ کے زرا دشمن پہ لعنت کیجیے
پھر نبیؐ پاک کی جی بھر کے مدحت کیجیے

باوضو گر نقطۂ با کی تلاوت کیجیے
ختم لاکھوں سال کی پل میں مسافت کیجیے

دُھوپ سُورج سے، الگ پھُولوں سے نکہت کیجیے
پھر جو ممکن ہو الگ قراں سے عترتؑ کیجیے

چھو نہیں سکتا کوئی پھر تو تخیُّل کا عروج
نعت گوئی کے لئے واجب کی نیّت کیجیے

رہزنوں سے دولتِ ایماں بچانا ہے مُحال
یا علیؑ مشکلکشاء میری حفاظت کیجیے

مدحتِ آلِؑ نبی ہے اک صِراطِ مُستقیم
پہلے تلواروں پہ چلنے کی مہارت کیجیے

روشنی لیکر مدینے کی چمکتی دھُوپ سے
مُنتقل سینہ بہ سینہ اُنکی اُلفت کیجیے

جب مدینے کی فضا میں جا کے ہمنے سانس لی
زندگی بولی یہاں صدیوں سُکونت کیجیے

نہج میثمؒ میں سنا کر نعتِ پاکِ مصطفیٰؐ
منفرد سارے جہاں میں اپنی قامت کیجیے

نعت گویوں سے کہا رضوان نے روز حساب
چلئے میرے ساتھ چل کر سیرِ جنّت کیجیے

شیرخوار شاہِؑ دیں سے درس لیکر عزم کا
آئینے سے چور پتھر کی عمارت کیجیے

احمدِ مُرسلؐ کی قربت چاہیئے گر حشر میں
ترکِ دنیا ترکِ دولت ترکِ لذّت کیجیے

کتنی سنجیدہ ہے لفظوں کی مزاجی کیفیت
نعت گوئی میں کبھی کوثرؔ نہ عجلت کیجیے

سنگ اگر آتے ہیں

صدفِ فکر میں مدحت کے گہُر آتے ہیں
پھول الفاظ کے کاغذ پہ اُبھر آتے ہیں

بھیک میں لینے کو وہ سایۂ در آتے ہیں
گُل بدن ہونے یہاں خشک شجر آتے ہیں

کر کے جب وادیٔ طیبہ کا سفر آتے ہیں
ہم مدینہ سے اُٹھائے ہوئے سر آتے ہیں

ذرّے جو پائے محمدؐ کے اِدھر آتے ہیں
عرش کے رُخ پہ وہ سُورج سے نظر آتے ہیں

بھیک لینے کو ملک جنّ و بشر آتے ہیں
مانگتے ایسے ہیں وہ ضِد پہ اُتر آتے ہیں

جب اُٹھاتا ہوں قلم نعتِ نبیؐ لکھنے کو
جائے قرطاس پہ جبریلؑ کے پَر آتے ہیں

شکلِ الفاظ میں مدّاحِ آقا کے لئے
میرے اشعار میں انمول گہر آتے ہیں

نعت کہنے کے لئے طائر تخئیلِ ہُنر
کم سے کم عرش معلّیٰ پہ نظر آتے ہیں

تیری دہلیزِ مقدّس پہ جھکانے کو جبیں
اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ ہنر آتے ہیں

جگمگاتے ہیں جِدھر نقشِ کفِ پائے رسولؐ
انبیاؑ سارے زیارت کو اُدھر آتے ہیں

تیری تسبیح فضائل میں پرونے کے لئے
عرش سے لفظوں کے بے مثل گہُر آتے ہیں

ڈوب جاتا ہے اُجالوں میں مدینہ سارا
نقشِ پا آپ کے جس وقت اُبھر آتے ہیں

اپنی شفقت سے اُنہیں اہلِ زباں کرتے ہو
دست بوسی کے لئے سنگ اگر آتے ہیں

عرش در عرش ہے کچھ ایسی محمدؐ کی ضیا
سب سمجھتے ہیں کہ سرکار اِدھر آتے ہیں

تیری مسجد ترا منبر ترے گُنبد کے نُقوش
سامنے آنکھوں کے ہر شام وسحر آتے ہیں

راہِ مرسلؐ میں پروں کو یوں جھکائے ہیں ملک
فرشِ مخمل کی جگہ پاؤں میں پر آتے ہیں

نعت گوئی کا سفر بھی ہے اگر مثل صِراط
ہمکو تلواروں پہ چلنے کے ہُنر آتے ہیں

حق وہی ہوتا ہے بس آپ گزرتے ہیں جدھر
ابر بھی آپ پہ سائے کو اُدھر آتے ہیں

سارے اَفلاک سے بالا ملی دہلیز رسولؐ
سر بلندی کو جہاں شمس وقمر آتے ہیں

آپ کے روضۂ اقدس کی زمیں پر آقا
پاؤں رکھنے میں لرزتے ہیں مگر آتے ہیں

بابِ زہراؑ پہ سلامی کو محمدؐ سے سنا
ساتھ جبریل بھی ہر شام وسحر آتے ہیں

ذکر اللہ و نبیؐ ذکر علیؑ ذکرِ بتولؑ
میری قسمت میں بِلا فصل ثمر آتے ہیں

ذِکر آتے ہی مدینے کے گلی کوچوں کے
عکس بُجھتی ہوئی آنکھوں میں اُبھر آتے ہیں

عرش کیا دوشِ محمدؐ پہ بھی دیکھا ہے اُنہیں
مثل حیدرؑ ہمیں حسنینؑ نظر آتے ہیں

جس نے دیکھا مری آنکھوں میں یہی اُسنے کہا
ایک ہی نور کے دو جلوے نظر آتے ہیں

شکلِ سائل میں ملک عرش بریں سے اکثر
روٹیاں لینے کو زہراؑ اترے گھر آتے ہیں

نعت گوئی کا انہیں حق ہے یقیناً کوثرؔ
مثلِ میثمؒ جو صلیبوں پہ نظر آتے ہیں

جا بجا تقریر کی لہجے کا پردہ بھی کیا
ثانیٔ زہراؑ ہو تم مریمؑ بھی ہیں تم پر نثار
یہ بتا زینبؑ مجھے میں تیرے لہجے کو بھلا
لہجہ حیدرؑ کہوں یا لہجۂ پروردگار

مزا قندِ مکرّر کا

قصیدہ کب ہے ہاتھوں میں قبالہ ہے یہ محشر کا
مجھے کیا فکر جنت کی ثناگر ہوں پیمبرؐ کا

جبیں رکھ دی ہے حوروں نے ثنا اِن پر لکھو کہہ کر
قلم ہم نے اٹھایا تھا ابھی جبریلؑ کے پر کا

ہٹاتا ہی نہیں نظریں کفِ پائے محمدؐ سے
ستارا اُوج پر دیکھو یہاں فکرِ سخنور کا

بغیرِ حبِّ عترتؑ خُلد میں جانا نہیں ممکن
عمل بے کار ہے واعظ حرم کے گرد چکّر کا

ہوا ہے چاند دو ٹکڑے سر گردوں اِشارے سے
تصرّف آ کے دیکھیں تو جری دستِ پیمبرؐ کا

بھلا آثار وحشت کے نہ کیوں چھائیں منافق پر
چھڑا ہے ذکر محفل میں یہاں محبوبِؐ داور کا

فضا میں باغِ جنّت کے گلوں کی خوشبویں ہونگی
فلک زیرِ قدم ہونگے سفر ہو گا پیمبرؐ کا

پرائے ہوں کے اپنے ہوں وہ منکر یا منافق ہوں
پڑھا کرتے ہیں سب کلمہ سدا کِردار سرورؐ کا
نظر میں کوثر و جنّت کی طوبیٰ کی فضا ہو گی
ملے گا آج مدحت میں مزا قندِ مکرّر کا
شرف حاصِل ہوا مجھ کو نبیؐ کی مدح سے کوثرؔ
سفر ممکن ہوا میرا زمیں سے آج منبر کا

ائمہؑ کے مراتب کا نہیں گر پاس ہو کوثرؔ
عقاید کی خرابی کا فقط اظہار ہوتا ہے
وہ اک تدبیر تھی نسل امامت کو بچانے کی
طبیبِ دینِ پیغمبرؐ کہیں بیمار ہوتا ہے

آیتیں قرآن کی

اُن کی مِدحت کا شرف معراج ہے انسان کی
جِن کی مِدحت میں زباں مصروف ہے قرآن کی

بات کیا کرتا ہے واعظ بوذرؓ وسلمانؓ کی
جب خبر تجھ کو نہیں بہلول کے ایمان کی

دین سے نِسبت نہیں واعِظ تجھے اِک آن کی
پھر یہ کیوں وِردِ زباں ہیں آیتیں قرآن کی

کیا گُلِ یکتا کے آنے کی خبر ہے باغ میں
باوُضو پڑھتے ہیں غُنچے آیتیں قرآن کی

میرا محور، میرا جادہ، میری دنیا تیرا دَر
میں ہوں کیا، منزل یہی جبریلؑ کی رضوان کی

کیا مُفصّل کون سمجھے گا تجھے اے شاہِؑ دیں
تِری عظمت عقل سے بالا ہر اِک انسان کی

ابنِ مریمؑ،خِضرؑ اور اِلیاسؑ کے قِبلہ نُما
ہے تڑپ کوثرؔ کے دل میں دید کے ارمان کی

☆☆☆

ضیائے نور خنجر سے

حدِ سِدرہ پہ جب پہنچا ملک بولا پیمبرؐ سے
بڑھایا اک قدم تو ہاتھ دھو بیٹھوں گا شہپر سے
تھا حُکمِ رب ملائک کو قدم بُوسی کریں آنکھیں
نہ ٹکرائے کِسی کی آنکھ احمدؐ کے رُخ و سر سے

دو رویہ ہوں ادب کے ساتھ صف بستہ ملک سارے
کہیں اھلاً و سہلاً انبیاءؑ ہر گام سرورؐ سے
ہر اک گُلشن مہک اُٹھّا محمدؐ کے تصدّق میں
بس اک قطرہ پسینے کا گِرا تھا جسمِ اطہر سے

کِسی نے چاند سُورج کی کبھی پرچھائیں دیکھی ہے
طلب سائے کی کرتے ہو نبیؐ نورِ پیکر سے
لبِ میثمؒ پہ روشن ہے علیؑ کی مدح کا سورج
بتاؤ کیسے کاٹو گے ضیائے نور خنجر سے

علیؑ کا دست و لہجہ تھا شبِ معراج اے مُرسلؐ
تھے محوِ گفتگو خالق سے یا اپنے برادر سے
رخِ زیبا محمدؐ کا خوشی سے کِھل اٹھا کوثرؔ
سماعت آشنا لہجہ علیؑ کا سن کے داور سے

معلّم عقل کامل کا

طلوع روشنی جیسے نشاں ہو اُنکی آمد کا
ظہورِ حق کی حجت ہے جہاں میں نورِ احمد کا

نبوت سے تمامی انبیاءؑ محروم رہ جاتے
ظہور اوّل اگر دنیا میں ہو جاتا محمدؐ کا

لکھا تھا جو قلم نے لوح پر معلوم تھا اُنکو
پڑھا تھا گو نہ ظاہر میں سبق اُس حرف ابجد کا

دبستانِ ازل میں عقلِ کامل کا معلّم تو
نہ تھا نام ونشاں جن روزوں اس لوحِ زبرجد کا

مٹی گرمی نہ بستر کی گئے احمدؐ پھرے احمدؐ
قدم تھا ایک ہی جیسے بر آمد کا در آمد کا

شب وروز ان کے بیٹوں کا سنا جھولا جھلاتے تھے
عجب انداز ہے جبریلؑ یہ تیری خوشامد کا

نہ حشمت کی تمنّا ہے نہ دولت کی ہوس مجھکو
گو چاہت ہے تو بس اتنی ملے روضہ محمدؐ کا

سراپا نور تھا سایہ نہیں تھا جسم کا اُنکے
کہاں ممکن کہ میں لکھوں قصیدہ اُس سہی قد کا

وہ جنت ہو کہ کوثر ہو جہاں جاؤں وہیں کوثرؔ
فرشتے دیکھ کر کہہ دیں غلام آیا محمدؐ کا

تمام علم و ہنر جو بھی ہے حسینؑ کے نام
تمام فکر و نظر جو بھی ہے حسینؑ کے نام
میری حیات تو کوثرؔ انھیں کا صدقہ ہے
تمام خون جگر جو بھی ہے حسینؑ کے نام

پتھر نے سانس لی

کعبے میں آکے پہلی جو حیدرؑ نے سانس لی
تو چین سے زمیں پہ پیمبرؐ نے سانس لی

جب تک فضا میں چاند کے ٹکڑے رہے جدا
تب تک نہ کائنات کے منظر نے سانس لی

کلمہ جب آکے پڑھ لیا دستِ رسولؐ پر
تب چین اور سکون کی پتھّر نے سانس لی

حیراں تھا چاند دیکھ کر اُس کے نصیب کو
آکر درِ علیؑ پہ جو اختر نے سانس لی

سُن کر لبِ رسولؐ سے وارث ہیں مرتضٰیؑ
میدانِ خُم میں چین کی منبر نے سانس لی

خیبر شِکن کی تیغ جو چمکی تو دشت میں
مرحب نے سانس لی ہے نہ عنتر نے سانس لی

غازی بڑے بڑے تھے مگر بھاگتے مِلے
خیبر کا در اُکھاڑ کے حیدرؑ نے سانس لی

لرزا فلک زمین ہِلی رو دئے لعیں
دشتِ بلا میں ہنس کے جو اصغرؑ نے سانس لی

اُس دم یہ عُقدہ کھُل گیا مرتا نہیں شہید
قرآن پڑھ کے نیزے پہ جب سر نے سانس لی

دم گھُٹ رہا تھا فوجِ ستمگر میں شام سے
قدموں میں شہہؑ کے حرؑ کے مقدّر نے سانس لی

سانسوں میں گھُل گئی گُلِ فِردوس کی مہک
سر رکھ کے در پہ شہہؑ کے جو کوثرؔ نے سانس لی

خنجر کے سفر سے

پلٹیں گے نہیں اُلفتِ حیدرؑ کے سفر سے
طوفان گزُرتے ہیں گزُر جائیں وہ سر سے

اِک آن کو ہٹتی نہیں میثمؑ کی ڈگر سے
فُرصت کہاں مِدحت کو اُجالوں کے سفر سے

کہتا ہے کہ غافِل ہے وِلایت کی خبر سے
دن چار ہوئے،لوٹ کے حاجی کو سفر سے

جب گُلشنِ جنّت ہے ترا صحنِ مقدّس
جنّت کا تقابل ہو بھلا کیوں ترِے گھر سے

ہے فِکرِ ثنا اِس لئے پُر ذائقہ میری
ہر آن ثمر مِلتے ہیں مِدحت کے شجر سے

میثمؑ سے ادا مِدحتِ حیدرؑ کی مِلی ہے
بے خوف زباں رہتی ہے خنجر کے سفر سے

بیچی ہے نہ بیچیں گے کبھی اُلفتِ حیدرؑ
قیمت بھی چُکائے جو کوئی شمس و قمر سے

جو مانگیں علیؑ دیتے ہیں اک آن میں ہم کو
ممکن نہیں مِل پائے وہ طوبیٰ کے شجر سے

حیدرؑ کی ثنا دار پر کرتے ملے میثمؒ
پل بھر بھی زباں روکی نہ اغیار کے ڈر سے

بیٹھے ہیں تری راہوں میں اِس واسطے مولاؑ
جنت وہیں ملتی ہے گزرتے ہو جدھر سے

سر اُس کا زمانے میں کبھی اُٹھ نہیں سکتا
جو شخص بھی گر جائے گا قنبرؓ کی نظر سے

احمدؐ سے گئے پہلے پلٹ آئے بھی پہلے
لمحوں میں علیؑ گزرے ہیں صدیوں کے سفر سے

یوں جلوہ فِگن برسرِ منبر مِلے دونوں
روشن ہو فلک جیسے کہ خورشید وقمر سے

حیدرؑ کو وصی اپنا بناتے ہیں پیمبرؐ
اور سایہ کئے دھوپ میں جبریلؑ ہیں پَر سے

موّلا ہمیں جنت کی تمنّا نہیں کوئی
جنّت تو بنا لیں گے تِری گردِ سفر سے

دشمن یہ بتائیں تو ہمیں آلِ نبیؐ کے
اُمید شفاعت لئے بیٹھے ہیں کدھر سے

مولاؑ کی محبت ہوئی محفوظ جو دل میں
انمول صدف ہو گیا بے مِثل گُہر سے

ممکن ہی نہیں تیرے کفِ پا کا تقابل
سُورج سے، ستاروں سے، دھنک اور قمر سے
مولاؑ کی ولایت کا جو قائل نہیں کوثؔر
کیوں ذکرِ علیؑ کیجئے اُس تنگ نظر سے

☆☆☆☆☆

کعبے کے برابر رتبہ ہے ایمان سِکھایا جاتا ہے
یاں عرش کا رہنے والا ملک دربان بنایا جاتا ہے
کہتے ہیں جو کافر مومن کو وہ دیکھ لیں اپنی آنکھوں سے
یہ خانۂ بوطالبؑ ہے یہاں قرآن پڑھایا جاتا ہے

آدمی کیا چیز ہے

نور کہتے ہیں کِسے اور روشنی کیا چیز ہے
کیا خبر اغیار کو عشقِ علیؑ کیا چیز ہے

پہلے یہ سمجھو کہ عِشقِ حیدریؑ کیا چیز ہے
بعد میں پوچھو کے نہجِ میثمیؒ کیا چیز ہے

کیا خبر وَاعظ تجھے عِشقِ علیؑ کیا چیز ہے
کور بینوں کو خبر کیا روشنی کیا چیز ہے

کیا بتائے گا بھلا وہ جنگ سے بھاگا ہے جو
پوچھیئے مولا علیؑ سے نَاصِری کیا چیز ہے

گر سمجھنا ہے تو پوچھو بوذرؓ و سلمانؓ سے
عِلم کہتے ہیں کِسے اور آگہی کیا چیز ہے

کُلِّ ایماں بھی علیؑ ہیں شاہِ مرداں بھی علیؑ
ہے خبر ہم کو حدیثِ خیبری کیا چیز ہے

یہ درِ مشکل کشاؑ ہے آکے دیکھو تو یہاں
انبیاءؑ مانگیں مدد تو آدمی کیا چیز ہے

راویو مولا علیؑ کی جائے پیدائش ہے جو
سارے عالَم میں بھلا اُس سے بڑی کیا چیز ہے

جو قصیدہ اور نوحہ ، مرثیہ کہتا نہیں
کیا وہ سمجھے گا بھلا پھر شاعری کیا چیز ہے

وہ غدیرِ خُم کے میخانے سے گزرا ہی نہیں
کیا خبر وَاعظ کو جامِ کوثری کیا چیز ہے

ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کی یہ تو اک ادنیٰ عطا
حُرؑ جہنّم سے ترا ہونا بری کیا چیز ہے

روضۂ شبیرؑ آکر کربلا میں دیکھ لے
پھر بتا رِضواں مجھے جنّت تِری کیا چیز ہے

شیرِ قالیں ساحروں کو دیکھ کر کہتا مِلا
معجزے کے سامنے جادوگری کیا چیز ہے

سیّدِ سجّادؑ کے بیٹے کے عِلم و فضل سے
لوگ حیراں ہیں کہ دینِ جعفریؑ کیا چیز ہے

جو اسیرِ سیم و زر ہیں کیا بتائیں گے بھلا
پوچھئے زین العباءؑ سے رہبری کیا چیز ہے

موت مثلِ شہد ہے قاسمؑ کی نظروں میں جہاں
صبرِ عابدؑ کی نظر میں ہتھکڑی کیا چیز ہے

اے خطیبِ شام و کوفہ وارثِ علمِ رسولؐ
تیرے خطبوں سے لگا پیغمبری کیا چیز ہے

وہ شہنشاہِ نجفؑ کے در کا ہے ادنیٰ فقیر
سامنے کوثرؔ کے آخر قیصری کیا چیز ہے

منبر چمکے

بزمِ انوار میں جیسے مہہ انور چمکے
بزمِ معصومؑ میں ویسے رخِ حیدرؑ چمکے

قربت باب علیؑ پا کے مقدر چمکے
فرش پر دُرِّ نجف عرش پہ اختر چمکے

دستِ مرسلؐ پہ چلا جائے تو پتھر چمکے
پائے حیدرؑ میں جو آ جائے تو خیبر چمکے

بزم عصمت میں اُسی شان سے حیدرؑ چمکے
جیسے سوروں میں سدا سورۂ کوثر چمکے

چودھویں ہو تو فلک پر مہہ انور چمکے
بند رومال میں اشکِ غمِ سرورؑ چمکے

دل کو تاریک کیا بغض علیؑ نے ان کے
گرد آلود ہو شیشہ تو وہ کیونکر چمکے

بزم اعمال میں کیونکر نہ ثنائے عترتؑ
صورت مہر منور سر محشر چمکے

عرش پر جائیں محمدؐ تو اجالا ہو جائے
آئیں کعبے میں علیؑ خانۂ داور چمکے

فضلِ خالق سے امامت کا قمر چمکے ہے
عکس چہرے کا جو پڑ جائے مقدّر چمکے

جنگ صفّین میں حیدرؑ نے کیا جب حملہ
ذُوالفقارِ اسدؑ اللہ کے جوھر چمکے

حکم انگلی کے اشارے سے دیا مرسلؐ نے
کیوں نہ دو ہو کے بھلا ماہ منور چمکے

دستِ خالق سے اِشارا جو ملا ہے اسکو
کیوں نہ خورشید بھلا آج پلٹ کر چمکے

برسرِ دوش نبیؐ جسکے قدم کعبے میں
اسکی دہلیز پر آجائے تو اختر چمکے

جب شرف چاند کو حاصِل ہے ستاروں پہ سدا
پھر نہ اصحاب میں کیونکر رخِ حیدرؑ چمکے

خیبر و خندق و صفّین و جمل ہو کہ اُحد
ہر جگہ تیغ یداللہؑ کے جوھر چمکے

ہم میں کچھ خاص نہیں خاک کے پتلے ہیں سبھی
مدحت آلؑ کے صدقے میں سُخنور چمکے

فلسفی عادل و عالم او حکیم و زاہد
بارش ابر سلونی ہو تو منبر چمکے

مِثل مرسلؐ کے ترا نور چھنے چادر سے
ایک شب سوئے علیؑ آ کے تو بستر چمکے

قطرۂ اشک عزا تیری تجلّی کے نثار
چھوٹ پڑ جائے زرا سی تو سمندر چمکے

حُرؑ سے قسمت نے کہا خیمۂ باطل سے نکل
جا کے سر رکھ درِ شہؑ پر تو مقدّر چمکے

جیسے خورشید قیامت پہ گری برق اجل
جب سرِ عرش مرے اشکوں کے گوھر چمکے

ابن زھراؑ نے دعا دے کے لیا ہے بوسہ
چہرۂ جونؒ نہ کیوں چاند سے بڑھکر چمکے

داغِ ماتم یوں چمکتے ہیں لحد میں کوثرؔ
چودھویں رات کو جیسے مہہ انور چمکے

گِن کر ہنسی خوشی

کہہ دیں غلام مجھ کو جو قنبرؓ ہنسی خوشی
قدموں میں اُن کے وار دوں میں سر ہنسی خوشی

ارض و سما نے دیکھا وہ منظر ہنسی خوشی
اُترا درِ علیؑ پہ جو اختر ہنسی خوشی

مدحِ علیؑ کرو گے جو کوثرؔ ہنسی خوشی
پھر داد دیں گے میثمؓ و قنبرؓ ہنسی خوشی

پہلے درود بھیجئے مِل کر ہنسی خوشی
پھر منقبت سُناؤں میں پڑھ کر ہنسی خوشی

لے کر علیؑ کو نکلے جو کعبے سے مصطفٰیؐ
جبریلؑ نے بچھا دِئے شہپر ہنسی خوشی

بنتِ اسد کے لال کی آمد کے واسطے
کعبے میں بَن رہا ہے نیا دَر ہنسی خوشی

سر خَم کئے ہیں مرضئ داور کے سامنے
تبلیغ کر رہے ہیں پیمبرؐ ہنسی خوشی

سلمانؓ اور بوذرؓ وقنبرؓ کو دیکھئے
منبر بَنا رہے ہیں وہ مِل کر ہنسی خوشی

مرضی علیؑ کی دیکھی تو مغرب کی سِمت سے
خورشید آ رہا ہے پلٹ کر ہنسی خوشی

میدانِ خُم میں بوذرؓ و قنبرؓ کے ساتھ ساتھ
جبریلؑ نے بَنایا ہے منبر ہنسی خوشی

حکمِ خدا ہے میرے وصی ہونگے مرتضیٰؑ
خطبہ سُنا رہے ہیں پیمبرؐ ہنسی خوشی

حیدرؑ کا عقد رب نے پڑھا فاطمہؑ کے ساتھ
مسجد میں پڑھ رہے ہیں پیمبرؐ ہنسی خوشی

جو فرقِ فاطمہؑ پہ تھی، حیدرؑ کے واسطے
سجّادے میں بدل گئی چادر ہنسی خوشی

دستِ علیؑ نے توڑے ہیں کعبے میں کتنے بُت
واعظ انھیں شمار زرا کر ہنسی خوشی

لِکھ دو مِری کتابِ عمل میں یہ قدسیو!
جشنِ وِلا میں مَیں بھی تھا شب بھر ہنسی خوشی

بس وہ درِ حُسین علیہ السلام ہے
دنیا جھُکا رہی ہے جہاں سر ہنسی خوشی

شاہِ نجفؑ کے لال کی نصرت کے واسطے
مقتل میں جا رہے ہیں بہتّر ہنسی خوشی

ہے مثلِ شہد موت جو قاسمؑ کے سامنے
صیقل کریں نہ کس لئے خنجر ہنسی خوشی

وہ ہوں حبیبؑ و قاسمؑ و اکبرؑ کہ جَونؓ ہوں
مرنے کو جا رہے ہیں برابر ہنسی خوشی

ھَل مِن سُنا تو ہو گئے جھُولے میں مضطرب
اب جا رہے ہیں دشت میں اصغرؑ ہنسی خوشی

زینبؑ کو جس کے لُٹنے کا صدمہ تھا بی بیو
تم نے اُتار دی وہی چادر ہنسی خوشی

سینے سے، سر سے، شانوں سے، گردن سے دیکھئے
مقتل سجا رہے ہیں بہتّر ہنسی خوشی

کوثؔر یہ دھڑکنوں کی صدا ہے چلو نجف
باقی گزاریں اب وہیں رہ کر ہنسی خوشی

☆☆☆

قد اور آفتاب

صبح دم کو گیسوئے شب سے نکل کر آفتاب
نور لینے آ گیا حیدرؑ کے دَر پر آفتاب

پہلے جا کر چومتا ہے بابِ حیدرؑ آفتاب
نور دیتا ہے ہمیں حیدرؑ سے لیکر آفتاب

بابِ حیدرؑ پر ہوئے سلمانؓ و قنبرؓ آفتاب
پائے سرورؑ پر ہوا حُرؑ کا مقدّر آفتاب

آئنہ خانے میں شانِ آئنہ گر آفتاب
جو خدا کا ہے وہی حیدرؑ کا ہے گھر آفتاب

نور چھِن جاتا نہ آتا گر پلٹ کر آفتاب
جا کے مغرب سے جو پلٹا بہر حیدرؑ آفتاب

اک ستارا بن گیا حیدرؑ کے دَر پر آفتاب
نورِ حیدرؑ سے ہوا مُرسلؐ کا بستر آفتاب

حکمِ حیدرؑ پر نہ آتا گر پلٹ کر آفتاب
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہوتا فلک پر آفتاب

مدحِ حیدرؑ کا لئے اپنے لبوں پر آفتاب
ضوفگن ہے دار پر اب تک قداور آفتاب

ڈھونڈتا ہے کیوں کنارا عظمتِ حیدرؑ کا تو
ہے کناروں سے مبرّیٰ یہ سمندر آفتاب

جو گلاب ان کی ثنا دورِ خزاں میں بھی کرے
دُھوپ میں مرجھائے گا آخر وہ کیونکر آفتاب

نقش پائے مرتضیٰؑ ہو جس کی آنکھوں میں بسا
کیوں وہ دیکھے گا بھلا تجھ کو پلٹ کر آفتاب

بسترِ مُرسلؐ سے کہتا تھا یہ چھن کر نورِ حق
سو رہا ہے چاند یا ہے زیرِ چادر آفتاب

روضۂ حیدرؑ پہ دیکھے دو مجاور **مستقل**
رات کو ماہِ منوّر اور دن بھر آفتاب

دیکھ لو قران میں ماہِ مبیں مہرِ مبیں
مرتضیٰؑ ہیں بدرِ کامِل اور پیمبرؐ آفتاب

آئی ہاتف کی صدا اور دین کامِل ہو گیا
خُم کے منبر پر گئے جب دو برابر آفتاب

عقدِ زہرؑا و علیؑ پر کہہ اُٹھے حور و ملک
ماہ طلعت سیّدہؑ ہیں اور شوہر آفتاب

ہوتے ہیں پیدا یہاں لعل و گہر دُرِّ نجف
یہ تو بس تیری شعاعوں کا ہے جوہر آفتاب

مثلِ حُرؑ اُس نے گذاری شب اندھیروں میں مگر
آ گیا وقتِ اذاں حیدرؑ کے دَر پر آفتاب

اُسکی ڈیوڑھی پر ستارے کا اترنا کیا بھلا
جسکی مرضی پر چلے اللہ اکبر آفتاب

وہ تھا کوثرؔ بس مرے مشکلکشاؑء کا معجزہ
تا قیامت اب نہ آئے گا پلٹ کر آفتاب

☆☆☆☆☆

کتب خانہ سجایا ہے

تری نہج بلاغہ میں جو اک نقطہ بھی آیا ہے
کلام پاک کے نقطوں کی صورت جگمگایا ہے
حصولِ علم میں جس نے بھی اک لمحہ لگایا ہے
وہ اس لمحے کی برکت سے کئی صدیوں پہ چھایا ہے
مری آنکھوں میں خالق نے جو اک نقطہ سجایا ہے
اُسی نقطے کی برکت سے درِ حیدرؑ دکھایا ہے
درِ آلِ پیمبرؐ پر ملک جس دم بھی آیا ہے
کبھی نعمات جنت اور کبھی آیات لایا ہے
کلامِ پاک میں اِقرا کا جو فرمان آیا ہے
ملک اُس میں حصُول علم کا پیغام لایا ہے
ثنا کے چرخ پر ہم نے مہہ انور سجایا ہے
صلیبوں کو علیؑ کی مدح کا منبر بنایا ہے
زمیں پر آج یہ جو آسماں تشریف لایا ہے
اسی نے عرش پر رہ کر فرشتوں کو پڑھایا ہے
جہالت سرنگوں دیکھی ہمیشہ علم کے آگے
اندھیرے کو ہمیشہ نور سے مفتوح پایا ہے

زبور انجیل توریت اور قرآنی صحیفے ہیں
خدا نے عرش پر شاید کوئی مکتب بنایا ہے
نئی خوشبو نئی رنگت بہارِ نو فضاؤں میں
خدا نے علم کا گُلشن نئے گُل سے سجایا ہے
علیؑ کے علم و حکمت کا ہے موجیں مارتا دریا
جہالت کا کوئی پتھر اُسے کب روک پایا ہے
علیؑ کی مدح میں ہر دم زباں بولے گی محشر تک
سجا لو دار تم میثمؒ نے اک لشکر بنایا ہے
محمدؐ اور علیؑ شبیرؑ و شبّرؑ باقرؑ و صادقؑ
جدھر گزرے جہاں بیٹھے وہیں مکتب بنایا ہے
مدینہ علم کا ہوں میں علیؑ اسکا ہیں دروازہ
کہاں سے علم لینا ہے پیمبرؐ نے بتایا ہے
اگرچہ بولہب نے مرحب و عنتر بنائے ہیں
ابوطالبؑ نے اپنے لال کو حیدرؑ بنایا ہے
دکھا کر اصغرؑ بے شیر کی لفظوں میں تصویریں
خلاف ظلم مادر نے ہمیں ہنسنا سکھایا ہے
ابھی اک بیت لکھّی تھی فلک پر غُل ہوا کوثرؔ
زمیں پر رہنے والے نے جناں میں گھر بنایا ہے

سورج بکھر کر مل گیا

خم کا منبر مل گیا دوشِ پیمبرؐ مل گیا
ہر بلندی پر ہمیں مولائے قنبرؓ مل گیا

روئے حیدرؑ میں فضائل کا سمندر مل گیا
سارا قرآں ایک نقطے میں سمٹ کر مل گیا

کتنا معنی خیز وہ قول پیمبرؐ مل گیا
راہِ کوثر کے لئے مرسلؐ سے رہبر مل گیا

لعل اور پکھراج کے ہمراہ گوہر مل گیا
یہ فضائل کے سمندر میں اُتر کر مل گیا

جوہرِ دُرِّ نجف حیدرؑ کے دَر پر مل گیا
آئینے سے خوبصورت ہمکو پتھر مل گیا

نعرہ صلّی علیٰ جن کے لبوں پر مل گیا
یہ عمل تو خالقِ اکبر سے جا کر مل گیا

بابِ حیدرؑ سے سنا جب فرق اختر مل گیا
غُل مدینہ میں ہوا زہراؑ کو ہمسر مل گیا

اس لئے سونا اُگلتی ہے زمینِ فکروفن
شکلِ میثمؒ میں ہمیں شیریں سخنور مل گیا

دشمنِ آلِ نبیؐ کو قتل کرنے کے لئے
مدحِ حیدرؑ کا ہمیں اک تیز خنجر مل گیا

کیوں نہ کرتا میں ثنائے ساقیٔ کوثر بھلا
جب ثنا کے واسطے سوروں کا دفتر مل گیا

کٹ تو سکتی ہے مگر وہ بک نہیں سکتی کبھی
جس زباں کو آلؑ کی مدحت کا جوہر مل گیا

اور اب اسکے سوا معراجِ مدحت ہے کوئی
جب ثنا کے واسطے سولی کا منبر مل گیا

بھر گیا سرمایۂ الفاظ سے متنِ بیاض
حاشیے سے آکے جب مدحت کا دفتر مل گیا

اسکے چہرے کی چمک ہو ماند آخر کس لئے
جب نجف کی خاک میں سورج بکھر کر مل گیا

خنجروں کے سائے میں یوں چین سے سوئے علیؑ
پھول سا تکیہ نبیؐ کا نرم بستر مل گیا

بیت احمدؐ میں ہیں زہراؑ بیت داور میں علیؑ
مرضیٔ معبود سے رشتہ برابر مل گیا

جب فلک سے بڑھ گئی سہرے کی لڑیونکی چمک
چاند تاروں کو لگا مہر منور مل گیا

رسمِ جلوہ میں علیؑ آئے تو حوروں نے کہا
ایک کعبہ دوسرے کعبے سے آکر مل گیا

ہو گئی خیرہ سبھی جوہر شناسوں کی نظر
مول اشکوں کا حد قیمت سے بڑھ کر مل گیا

دیکھ کر عقدِ علیؑ حور و ملک کہنے لگے
آئنہ سے آئنہ جوہر سے جوہر مل گیا

عرشِ اعظم پر ہوا ہے عقدِ زہراؑ و علیؑ
سورۂ کوثر کو کوثرؔ آج کوثر مل گیا

☆☆☆

لطفِ زندگی لے لو

دیارِ میثمؒ و دعبلؒ سے شاعری لے لو
قلم اٹھاؤ ادائے سخنوری لے لو
شعور و عقل و خرد علم و آگہی لے لو
علیؑ کے نام پہ جو کچھ ہے تم سبھی لے لو
ولائے آلؑ کے بدلے میں ہر خوشی لے لو
علیؑ کے عشق میں چاہو تو زندگی لے لو
یہ کون کہتا ہے واعظ سے تیرگی لے لو
علیؑ کے دَر پہ چلو چل کے روشنی لے لو
خودی کے نام پہ جی بھر کے بےخودی لے لو
علیؑ کے ہاتھوں سے اک جامِ کوثری لے لو
بہ نام عشقِ علیؑ ہم سے ہر خوشی لے لو
یہ امتحان جو چاہو تو تم ابھی لے لو
مزاج میثمؒ و سلمانؒ و بوذریؒ لے لو
علیؑ کے عشق میں ایماں کی روشنی لے لو
سجی ہے بزمِ علیؑ مدح کو اٹھاؤ قلم
ثنا کے واسطے لفظوں سے روشنی لے لو

ابھی ہے دور بہت منزل ثنائے علیؑ
فرازِ دار سے تم طرزِ میثمیؒ لے لو

قصیدہ لکھنے جو بیٹھا تو آگہی نے کہا
علیؑ کی مدح ہے قرآں سے روشنی لے لو

گرا کے پاؤں سے بغضِ علیؑ کا قصرِ نجس
دعائے قنبرؒ و سلمانؒ و بوذریؒ لے لو

ملے ہیں بھیک میں جنکو ولایتوں کے ثمر
انھیں فقیروں سے اندازِ بندگی لے لو

علیؑ کی مدح کے جوہر نہ چھین پاؤ گے
خیال خام ہے سورج سے روشنی لے لو

علیؑ کی مدح سے ممکن نہیں ہے دست کشی
زبان کھینچ لو سولی دو زندگی لے لو

ہو کاظمین و نجف سامرہ کہ مشہد ہو
اِن آستانوں سے اِنعامِ بندگی لے لو

سنا ہے بزمِ ملائک میں گفتگو ہے یہی
درِ علیؑ پہ چلو لُطفِ زندگی لے لو

جو مجھ کو دیکھا تو رضوان نے کہا کوثرؔ
علیؑ کے ہاتھوں سے تم جامِ کوثری لے لو

ٹھوکر میں پڑا تھا سورج

نور لینے دَرِ حیدرؑ پہ جو اترا سورج
جھک کے تعظیم سے کرتا ملا سجدا سورج

یا علیؑ تیرے فضائل کا جو چمکا سورج
نقطے نقطے سے ہزاروں ہوئے پیدا سورج

قسمتِ حُرؑ کا جو عاشور کو چمکا سورج
کھا گیا سارے گناہوں کا اندھیرا سورج

میرے سینے پہ جو روشن ہے عزا کا سورج
اسکے جلوؤں کی رمق پا نہیں سکتا سورج

چشم میزان میں رکھّا جو دمکتا سورج
گوہرِ اشکِ عزا سے ملا ہلکا سورج

یا علیؑ دید کو موسیٰؑ بھی چلے آئے مگر
دیکھنے دیتا نہیں آپکا چہرہ سورج

بابِ حیدرؑ پہ نظر آتا ہے دیدہ ور کو
خاک کے ذرّوں سے نظروں کو چُراتا سورج

گنبدِ شاہِؑ نجف تیری تجلّی کے نثار
داغ ہے چاند میں بے کار ہے دھندھلا سورج

طور پر ہوش جب آیا تو یہ موسیٰؑ نے کہا
کون دیکھے گا ترے جسم کا سایا سورج

چھا گئی دھوپ زمانے میں ہوا وقت نماز
اک اشارے پہ علیؑ آپ کے پلٹا سورج

ہمسری فاتحِ خیبر کی کہاں ہے ممکن
خاک کا ذرّہ کبھی ہو نہیں سکتا سورج

جنکو مولاؑ ترے قدموں نے تجلّی بخشی
ایسے ذرّوں سے کہاں آنکھ ملاتا سورج

دوش مرسلؐ پہ نظر آئے یوں کعبے میں علیؑ
آسماں پاؤں میں ٹھوکر میں پڑا تھا سورج

چھو نہیں سکتا کبھی اسکے مقدر کو زوال
آسمانِ غمِ سرورؑ پہ جو چمکا سورج

دھوپ میں ہیبتِ غازیؑ کے چلے تیر نظر
غیض میں گھاٹ پہ جب ڈوب کے ابھرا سورج

اسکی کرنوں سے تو خورشید کی آنکھیں جھپکیں
وہ جو زھراؑ ترے رومال میں چمکا سورج

ڈال کر آیتِ قران کی نوری چادر
فرقِ ہمشیر کا کرتا رہا پردا سورج

قتل شبیرؑ ہوئے چادرِ زینبؑ بھی چھنی
عصر عاشور ہوا سوگ میں کالا سورج

ہم سے لے پایا نہ حیدرؑ کی محبت جس نے
چاند اک ہاتھ پہ اک ہاتھ پہ رکھّا سورج

تو نے سجدہ جو کیا بابِ علیؑ پر کوثرؔ
تیری قسمت کا درِ علم پہ چمکا سورج

کوثر کے اِرد گِرد

کعبہ نظیر دیکھئے منبر کے اِرد گِرد
جبریل گھومتے ملے حیدرؑ کے ارد گِرد

اصحاب ایسے بیٹھے ہیں حیدرؑ کے ارد گرد
سیّارے جیسے رہتے ہیں محور کے اِرد گِرد

ہجرت کی شب رسولؐ کے بستر کے اِرد گِرد
لاکھوں فضیلتیں ملی حیدرؑ کے اِرد گِرد

جو ہیں صدائے نعرۂ حیدرؑ کے اِرد گِرد
کوثر پہ ہونگے ساقئ کوثر کے اِرد گِرد

راوی بیاں کرے نہ کرے ہم کو ہے خبر
جنّت طواف کرتی ہے قنبرؑ کے اِرد گِرد

ہے بابِ شہر علم جو قولِ رسولؐ سے
اپنی حیات گزری اسی دَر کے اِرد گِرد

سلمانؑ اور بوذرؑ و قنبرؑ کے ساتھ ساتھ
جبریلؑ مسکراتے ہیں منبر کے اِرد گِرد

خیبر میں جو بھی بھاگے تھے مرحب کے خوف سے
بیٹھے ہیں سر جھکائے پیمبرؐ کے اِرد گِرد

اپنی ضرورتوں کا لئے کاسۂ طلب
اصحاب گھومتے ملے حیدرؑ کے اِرد گِرد

دنیا میں تھے جو خاص وہ میدان حشر میں
ملتے نہیں ہیں شافع محشرؐ کے اِرد گِرد

آلِ رسولؐ تیرے ثناگر کی عظمتیں
جنّت بھی گھومتی ہے سخنور کے اِرد گِرد

بیٹھے ہیں دور دور صحابی رسولؐ کے
مقدادؓ ہیں غدیر میں منبر کے اِرد گِرد

جس گھر سے روٹیاں لیں ملائک نے بار بار
ذوقِ طلب ہے اپنا اُسی گھر کے اِرد گِرد

آلِ نبیؐ کے خاص مخالف وہی ملے
رسوائیاں ہیں جنکے مقدّر کے اِرد گِرد

قرآں کی جان خلقتِ دنیا کے ہیں سبب
جو لوگ ہیں کساء میں پیمبرؐ کے اِرد گِرد

زیرِ کساء تھے پنجتنِؑ پاک جس گھڑی
جبریل گھومتے ملے چادر کے اِرد گِرد

بزمِ ثنائے آلؑ سجائیں گے خُلد میں
طوبیٰ کی چھاؤں میں کبھی کوثر کے اِرد گِرد

میدانِ خُم ہو یا کہ ہو مجلس حسینؑ کی
گزری ہے اپنی عمر تو منبر کے اِرد گِرد

محوِ طوافِ شاہؑ تو عباسؑ یوں ملے
جیسے کہ چاند پھرتا ہے محور کے اِرد گِرد

کرب وبلا پہنچتے ہی محسوس یہ ہوا
دنیا سمٹ رہی ہے بہتّر کے اِرد گِرد

محشر میں جسکو ملنا ہو کوثرؔ سے وہ سنے
کوثرؔ ملے گا ساقئ کوثر کے اِرد گِرد

☆☆☆☆☆☆

قدآور ہو گئے

ہم زبانِ مصطفٰےؐ و ربِّ اکبر ہو گئے
ہم بھی مدّاحِ علیؑ قران پڑھکر ہو گئے

خوبیٔ قسمت سے جزوِ بابِ حیدرؑ ہو گئے
لعل و گوھر سے گراں اس دَر کے پتھّر ہو گئے

میثمؑ و عمّارؓ و سلمانؓ و ابوذّرؓ ہو گئے
فیض حیدرؑ سے کئی قطرے سمندر ہو گئے

خَم درِ حیدرؑ پہ جب اغیار کے سر ہو گئے
آئینے سے خوبصورت آج پتھر ہو گئے

حضرتِ عباسؑ جب سالارِ لشکر ہو گئے
جوش پیاسوں میں بڑھا دریا سمندر ہو گئے

مدحتِ حیدرؑ میں جب الفاظ کے مہکے گلاب
گلشنِ جنّت کے گل اُن پر نچھاور ہو گئے

ذرّہٗ خاکِ نجف سے مانگ کر کچھ روشنی
کِس قدر روشن نئے خورشید و اختر ہو گئے

گرمیٔ الفاظ مدحِ مرتضیٰؑ تو دیکھئے
غرق خود اپنے پسینے میں ستمگر ہو گئے

جو بھی گزرے ہیں ثنائے حیدرؑ کرّار میں
ایسے لمحے زیست کے صدیوں سے بہتر ہو گئے

آ گئی جب دھار پر مدّاح حیدرؑ کی زباں
خنجروں کے ذائقے شربت سے بڑھکر ہو گئے

مدحتِ حیدرؑ میں ہیں مدت سے مصروفِ جہاد
حرف خنجر ہو گئے الفاظ لشکر ہو گئے

رب سے پایا رب کا چہرہ رب کا لہجہ رب کا نام
لو علی کونین میں سب سے قدآور ہو گئے

اس قدر اونچی ملی فرشِ نجف کی روشنی
بابِ حیدرؑ کے اجالے آسماں پر ہو گئے

گرد آلودہ دلوں میں الفتِ حیدرؑ کہاں
آئنے تھے صاف تو محفوظ جوہر ہو گئے

خیمۂ اسلام میں اصحاب سجتے ہی رہے
برق چمکی اور علیؑ فتّاحِ خیبر ہو گئے

کون ٹھہرے گا بھلا انکے مقابل دہر میں
مرتضیٰؑ کے ساتھ جب سوروں کے لشکر ہو گئے

فرقِ مرحب سے گزر کر تیغ جب پر تک گئی
یوں لگا جبرؑیل کو وہ آج بے پر ہو گئے

بیت لکھنے کے لئے میں چُن رہا تھا حرف حرف
ریزہ ریزہ جوڑ کر فردوس میں گھر ہو گئے

مرحبان شام کو رن میں رلانے کے لئے
کربلا کے دشت میں اصغرؑبھی حیدرؑ ہو گئے

قیمتِ اشکِ عزا ٹھہرا نہ پائے انبیاء
دیکھئے کتنے گراں اشکوں کے گوھر ہو گئے

پائے زھراؑ پر رکھے کوثرؔ نے جب اشکِ عزا
اسکی خاطر پھر تو وا فردوس کے دَر ہو گئے

قدوقامت تیری

برسرِ دار جو کرتے مِلے مدحت تیری
اُن کی سانسوں میں مہکتی رہی نکہت تیری

کِتنی نازک ہے حقیقت میں طبیعت تیری
غنچہ و گُل نے بھی پائی نہ نزاکت تیری

اِس لئے رہتے ہیں مصروفِ زیارت پیہم
شیشۂ دِل میں اُتر آئی ہے صُورت تیری

پانچ پاروں میں برابر سے یوں تقسیم ہوئی
شکل وصورت، لب و لہجہ، قدوقامت تیری

باب خیبر کا اُٹھالے کسی تنکے کی طرح
ہنس کے خورشید پلٹ دے ہے یہ قوت تیری

اِس لئے کہتی ہے دنیا مجھے دیوانہ تِرا
میری آنکھوں سے جھلکتی ہے محبّت تیری

اِس لئے ہوتے ہیں اشعار میں نُدرت کے گہر
ہم پہ رہتی ہے سدا چشمِ عِنایت تیری

وہ مسافر ہوں کہ بھوکے ہوں کہ مسکین ویتیم
کون ایسا ہے نہ ہو جس پہ عنایت تیری

عابد و زاہد و منصف تمھیں مزدور حکیم
کتنی بے مثل ہے وہ نہج بلاغت تیری

انبیاؑ جن و بشر کیوں نہ پکاریں تجھ کو
جب ہے خالق کو پیمبرؐ کو ضرورت تیری

نفس کو بیچ کے کل مرضی خالق لے لی
ہم نے دیکھی شب ہجرت وہ تجارت تیری

روزِ روشن میں بدلتی ہے جو کالی راتیں
نازش کون و مکاں خوب ہے قدرت تیری

پہلا نقطہ ہو مرے پہلے سبق کا مولا
ماں نے گھٹی میں پلائی ہے مودت تیری

چودہ صدیوں سے زمانے میں نہیں جس کی نظیر
تیرا سجدہ تری ضربت وہ عدالت تیری

جیت کر بدر و احد خیبر و خندق نہ ملی
جتنی مسرور تھی سجدے میں طبیعت تیری

تیرے سجدوں کی گرانی کو سمجھنا ہے محال
بھاری ثقلین کے سجدوں پہ ہے ضربت تیری

میں مصلے پہ تھا اور مجھ کو ملک تھے گھیرے
وجد میں کرتا تھا محراب میں مدحت تیری

مجھ کو ماں باپ نے بچپن سے بتایا ہے یہی
باب مولا نہیں کوثرؔ ہے یہ جنت تیری

قلم زباں کو بنایا ورق لبوں کو کیا
خراشیں بن گئیں تحریر تشنگی اصغرؑ

اللہ اکبر دھوپ میں

دی صدا جبریلؑ نے جس وقت بڑھ کر دھوپ میں
سُن کے بلّغ کی صدا ٹھہرے پیمبرؐ دھوپ میں

چل کے ہم بھی تو سُنیں وہ حُکمِ دَاور دھوپ میں
حاجیوں سے کہہ رہے ہیں کیا پیمبرؐ دھوپ میں

جِس گھڑی مُرسلؐ نے دی مَن کُنتُ مولاؑ کی صدا
کر دئے سایہ فگن جبریلؑ نے پَر دھوپ میں

بَن گئی تھی چاندنی عشقِ علیؑ میں دھوپ بھی
اِسلئے مسرور تھے سلمانؓ و قنبرؓ دھوپ میں

مصطفٰیؐ نے جب کیا منبر پہ حیدرؑ کو بلند
چار سوُ اِک شور تھا اللہ اکبر دھوپ میں

خُم میں احمدؐ نے کہا حیدرؑ کو جب اپنا وصی
حق نے کامِل کر دیا دینِ پیمبرؐ دھوپ میں

سُن رہا تھا ہر مُنافق یوں ولایت کی خبر
کوئی قیدی توڑتا ہو جیسے پتھر دھوپ میں

تھی مبارک باد دینا مرتضیٰؑ کو اِس لئے
حُکم میں آیا عرش سے ہر اِک پیمبرؐ دھوپ میں

کہہ نہ پایا کوئی کچھ بخٍّ لکَ کے ماسوا
اِک مُنافق مر گیا جب کھا کے پتھّر دھوپ میں

بغضِ حیدرؑ کا نتیجہ یہ مُنافق کو مِلا
دل تو اندر جل رہا تھا جِسم باہر دھوپ میں

بنٹ گیا دو حصّوں میں مرحب بھی عنتر کی طرح
بن کے بجلی جب گری تیغِ دو پیکر دھوپ میں

☆☆☆

سخنور غدیر کا

میثمؒ خطیبِ دَار سخنور غدیر کا
رکھتا ہے نہجِ خاص پیمبرؐ غدیر کا

لایا جو حکمِ رب وہ سُنا دے رسولؐ کو
جبریل تو ہے آج پیمبرؐ غدیر کا

ہوتے کلیم گر تو بتاتے وہ غش کے بعد
جو طُور کا تھا ہے وہی منظر غدیر کا

بلّغ کی آیتوں نے یہ اعلان کر دیا
تا حشر ذکر ہو گا مکرّر غدیر کا

کوثر کا جام خود اُسے ڈھونڈھے گا روزِ حشر
دُنیا میں پی چُکا ہے جو ساغر غدیر کا

بہرِ طواف بوذرؓ و سلمانؓ جب ملے
کعبہ نظیر بن گیا منبر غدیر کا

جو آج تک دُکھاتے تھے قلبِ رسولؐ کو
قدرت نے اُن کو مارا ہے نشتر غدیر کا

مُرسلؐ نے بوترابؑ کو اِتنا کیا بلند
خود چھُپ گیا ہو جیسے پیمبرؐ غدیر کا

حُکمِ خدا سے جِس گھڑی مولاؑ بنے علیؑ
جِبریلؑ چومنے لگے منبر غدیر کا

طٰہٰ‌رین کو مِلا کے پڑھایا رسولؐ نے
حیدرؑ کی تہنیت کو تھا دن بھر غدیر کا

مُرسلؐ نے کہہ کے دشت میں تعمیر کر دیا
اِیمان کا عروج ہے منبر غدیر کا

اصحاب سامعین ہیں بزمِ وِلا میں آج
منبر پہ ہے رسولؐ ثناگر غدیر کا

گھٹّی میں تھا جو عِشق ثنائے ابوتُرابؑ
کوثؔر نہ ہوتا کیسے سُخنور غدیر کا

☆☆☆

پتھر کو پتھر سے

ہے میرے سر کو بس نسبت درِ مولائے قنبرؑ سے
نہیں اونچا زمانے میں کِسی کا سر مرے سر سے

علیؑ کا معجزہ کہیئے کہ اعجازِ تولّا ہے
زباں حق کی نہیں کٹتی کبھی دنیا میں خنجر سے

علیؑ کی ہمسری اور بُزدلوں سے باز آ واعظ
زیادہ پاؤں پھیلانا نہیں اچھا ہے چادر سے

علیؑ سوتے رہے گھر میں رہے کفار دھوکے میں
محمدؐ کی مہک آتی رہی اُس رات بستر سے

چراغِ معنئ مَن کُنتُ مولا کے اُجالے ہیں
تعارف ہو گیا دیکھو برابر کا برابر سے

تولّا کے چراغوں کو بجھا سکتا نہیں کوئی
پتنگے کیا بجھائیں گے کِسی بھی شمع کو پَر سے

خِلافت چل کے آئی ہے علیؑ کے پائے اقدس تک
خِلافت کے لئے حیدرؑ کبھی نکلے نہیں گھر سے

مثالِ مرگ حارث ہے علیؑ کے بغض کا حاصِل
کیا مسمارحق نے آج پھر پتھر کو پتھر سے

محمدؐ کے صحابی سے صفت منسوب ہے لیکن
غدیری ہیں نہیں روتے کبھی ہم سانپ کے ڈر سے

نہ کیوں محوِ سماعت ہوں ملائک عرش سے آکر
علیؑ کے ذِکر کی آواز آتی ہے مِرے گھر سے

یہ محفل خم کی ہے کوثرؔ علیؑ والوں کو آنے دو
نجاست دور رہتی ہے علیؑ کی بزمِ اطہر سے

☆☆☆

خیبر میں بلانا حیدرؑ کا

قرآں کے نُقطے نُقطے میں مِلتا ہے قصیدا حیدرؑ کا
دنیائے فضیلت میں دیکھو یکتا ہے گھرانا حیدرؑ کا

دنیا سے لحد اور میزاں تک دیکھا ہے کرشما حیدرؑ کا
جِس جا بھی پُکارا مُشکل میں پایا ہے سہارا حیدرؑ کا

جب کن سے فنا کی منزل تک زہراؑ کا کوئی ہمسر ہی نہیں
اِس واسطے مرسلؐ کر دیجے بیٹی سے رِشتا حیدرؑ کا

چادر کو بچھایا زہراؑ نے سجّادہ کی صورت حُجرے میں
خاتونِ جناں کی آمد ہے اور شکر کا سجدا حیدرؑ کا

عِمراںؑ کا پسر مولودِ حرم اور فاطمہؑ دُختر مرسلؐ کی
سب جِن وملائک کہتے ہیں کیا خوب ہے رِشتا حیدرؑ کا

ہے نفسِ خدا و دستِ خدا وہ وجہِ خدا وعینِ خدا
کِس درجہ فضیلت رکھتا ہے دیکھو تو سراپا حیدرؑ کا

جب گھر کو نبیؐ کے گھیرے تھے کُفّارِ عرب تلواروں سے
ہے یاد ہمیں وہ نُصرت میں بستر پر سونا حیدرؑ کا

محراب ہو، منبر یا میداں، ہو عدل وشُجاعت یا حِکمت
ہر گام پہ چلتے دیکھا ہے دنیا میں سِکّا حیدرؑ کا

اِسلام پہ جب بھی وقت پڑا مولاؑ کے سِوا کوئی نہ مِلا
تاریخ میں پڑھ کر دیکھو تو خیبر میں بُلانا حیدرؑ کا

مرسلؐ جو عبادت کرتے تھے اِک روز ہمیں بھی کرنا ہے
مرقد ہو کہ حوضِ کوثر ہو دیکھیں گے چہرا حیدرؑ کا

معصومؑ ہیں زہراؑ اور علیؑ اِس واسطے حکمِ خالِق سے
آیات کے پھولوں سے گوندھا جبریلؑ نے سہرا حیدرؑ کا

مُشکل میں کبھی جب پڑ جاؤ مولاؑ کو بُلانا اے کوثرؔ
بچپن سے ہماری ماں نے ہمیں اِک نام بتایا حیدرؑ کا

☆☆☆

آسرا دینے لگے

مُشکلوں میں جب علیؑ کو ہم صدا دینے لگے
مشکلیں ہٹنے لگیں غم راستا دینے لگے

جب سخن کو عشق حیدرؑ کی غذا دینے لگے
دار سے بڑھکر ہمیں میثمؑ دعا دینے لگے

آنے والے خوشبوئے جنّت کے جھونکے جھوم کر
آمدِ حیدرؑ کا دنیا کو پتا دینے لگے

کب بھلا ممکن تھا ہم سے مدحت حیدرؑ کریں
خوبیٔ قسمت کہ میثمؑ حوصلا دینے لگے

میرا دعویٰ ہے نہیں پلٹے گا خالی ہاتھ وہ
دَر پہ عابدؑ کے اگر دشمن صدا دینے لگے

واسطہ زہراؑ کا دے کر کی دعا بیمار نے
سیّد سجادؑ خود اُسکو شِفاء دینے لگے

تھی بھنور میں ناؤ اور لب پر تھا میرے یا علیؑ
ایک پل گزرا نہیں وہ آسرا دینے لگے

مَس ہوئے جو بھی تمہارے پائے اقدس سے علیؑ
خاک کے ذرّے وہ سورج کو ضیا دینے لگے

محفلِ مدحت کی جب رضوان نے پائی خبر
عرش والوں کو مرے گھر کا پتا دینے لگے

فِطرس و راہب کو کوثرؔ جس جگہ سب کچھ ملا
ہم بھی اُس بابِ فضیلت پر صدا دینے لگے

☆☆☆

گزارا تھا جو لمحہ ہم نے

آستانے پہ ترے خود کو جو پایا ہم نے
چشم کیا قلب جگر سر بھی جھکایا ہم نے
یا علیؑ کہہ کے جو مشکل میں پکارا ہم نے
لمحہ گذرا بھی نہیں پایا کنارا ہم نے
اپنی قسمت کا ورق دیکھا سنہرا ہم نے
تری مدحت میں ابھی لکھّا تھا نقطا ہم نے
اور کسی دَر سے کبھی کچھ نہیں مانگا ہم نے
تری ڈیوڑھی سے لیا صرف وثیقا ہم نے
رکھ کے سر سو گئے میثمؒ کے درِ دولت پر
آنکھ کھولی تو پڑھا تیرا قصیدا ہم نے
سر پہ آیات کی دستار فضیلت دیکھی
تم کو جب گود میں عمرانؑ کی دیکھا ہم نے
شب کو معراج کی احمدؐ سے مخاطب تھا خدا
بزم خالق میں سنا آپ کا لہجا ہم نے

پئے تعظیم نبیؐ خم سرِ تسلیم ترا
زیرِ پا مُہرِ نبوت کو بھی دیکھا ہم نے

بدلے اک نیند کے کُل مرضیٔ خالق لے لی
اِس سے بہتر نہ سنا نفس کا سودا ہم نے

ہو نہیں پائے مگر تیرے فضائل تحریر
کرلیا ساتوں سمندر کو بھی یکجا ہم نے

اُس پہ قربان ہوئی جاتی ہیں لاکھوں صدیاں
آپ کے دَر پہ گزارا تھا جو لمحا ہم نے

تھی خبر ہم کو زمانہ ہے مخالف لیکن
آپ کے روضہ پہ چھوڑا نہیں جانا ہم نے

پلٹا سورج کی طرح پھر سے علیؑ کا لہجہ
مثل معراج سنا طوس میں لہجا ہم نے

مشکلیں آئیں مگر ہو گئیں رخصت پل میں
تم کو بتلائیں ابھی اتنا تھا سوچا ہم نے

ساعتیں سال صدی تیرے اشارے پہ چلیں
تری مرضی پہ رواں دیکھی ہے دنیا ہم نے

اِتنے روشن ملے الفاظ ترے خطبے کے
جیسے شفّاف سمندر کو ہو دیکھا ہم نے

دل تڑپتا ہے مرا پھر سے زیارت کے لئے
اِس لئے شاہ نجف تم کو پکارا ہم نے

آپ جس رات کو سوئے ہیں علیؑ بستر پر
جاگتے دیکھا ہے اُس شب کو زمانا ہم نے

ایک ہی نور کے پیکر ہیں محمدؐ سارے
چودہ معصوموںؑ کا دیکھا نہیں سایا ہم نے

موجزن رہتا ہے جو جود وعطا سے ہر دم
بخششوں کا تری دیکھا ہے وہ دریا ہم نے

جسکی ہر فرد کے اوصاف وعمل ہوں یکساں
ایسا دیکھا نہ کہیں کوئی گھرانا ہم نے

پائے حیدرؑ کی ہوئیں آہٹیں محسوس ہمیں
جا کے دہلیز پہ جب سر کو جھکایا ہم نے

ترے اقوالِ بلاغت کے چمکتے جُملے
مثلِ آیات تھے میزاں میں جو تولا ہم نے

تیری ہمسر کی شب و روز ہوں پڑھتا تسبیح
اِس عمل کو کبھی چھوڑا نہیں مولاؑ ہم نے

نور کے جسم کی تمثیل عبث ہے کوثرؔ
مثل کیا چیز ہے دیکھا نہیں سایا ہم نے

☆☆☆☆

پسینہ علیؑ کا

کہا مصطفیٰؐ نے ہمارے وصی کا
تقابل نہیں ہے علیؑ سے کسی کا
ثنا گر نہ ہوگا وہ آلِ نبیؐ کا
سلیقہ نہیں ہے جسے شاعری کا

ہے اخلاق ایسا نبیؐ کے وصیؑ کا
ہے قاتل کے لب پر قصیدہ علیؑ کا
تجلّی سے تیری ہے روشن زمانہ
یہ سورج ہے ذرّہ تری روشنی کا

وہ اہلِ سُخن ہوں کہ وہ کم سخن ہوں
لگا قصرِ جنّت میں حصّہ سبھی کا
صدا دے رہی ہے یہ نہج بلاغہ
ہے قرآں کا لہجہ ہی لہجہ علیؑ کا

معیّن ہو کیسے حدِ نور اُنکی
احاطہ نہیں ہے علیؑ روشنی کا

ہے مَالک حرم کا وہ مولودِ کعبہ
جو بیتِ خدا ہے وہ گھر ہے اُسی کا

ہمیشہ وہاں پر کھِلے پھول دیکھے
گِرا جس زمیں پر پسینہ علیؑ کا

خبر ہے کہ واعظ عطش کا ہے مُنکر
گراں ذکر اُس پر ہوا تشنگی کا

بھلا نِصف کلمے سے کیا فائدہ ہے
کیا غصب واعظ نے حصّہ علیؑ کا

تبسّم وہ اصغرؑ کا لکھّے گا کیوں کر
ہے قاصِر بیاں سے ہنر شاعری کا

مکینِ نجف ہے وہ مولودِ کعبہ
پتہ عارفوں نے بتایا علیؑ کا

عدو کو رُلایا تبسّم سے اصغرؑ
یہ بچپن میں عالم ہے سنجیدگی کا

ہر اک آن کوثرؔ شہِؑ دیں پہ رُولو
بھروسا نہیں ہے کوئی زندگی کا

ذکرِ علیؑ سے ہے

ذکرِ خدا علیؑ سے ہے کعبہ علیؑ سے ہے
واجب کی سرحدوں پہ بھی قبضہ اسی سے ہے

محفوظ وہ عتابِ خدا و نبیؐ سے ہے
اُلفت جسے جہان میں حق کے ولی سے ہے

آباد اپنے دل کا علاقہ علیؑ سے ہے
گلشن ہماری فکر کا مہکا اِسی سے ہے

ایثار کا جہان میں جذبہ علیؑ سے ہے
کتنے شکم کو پُر کیا فاقہ کشی سے ہے

میثمؒ نے جو چراغ جلائے تھے دار پر
روشن ہماری فکر اُسی روشنی سے ہے

قاتل بھی خود قصیدہ پڑھے اُنکی شان میں
اخلاق اتنا اچھا کسی کا علیؑ سے ہے

ذکرِ علیؑ پہ آنچ نہ آئے گی حشر تک
قرآں کی آیتوں کا یہ وعدہ نبیؐ سے ہے

رہتے تھے جو ضیائے سلونی سے دُور دُور
رشتہ اب اُنکی نسلوں کا تیرہ شبی سے ہے

مشہور ہے جو نہج بلاغہ کے نام سے
منسوب وہ کلام تو مولا علیؑ سے ہے

ایسے میری حیات کے ضامن ہیں مرتضیٰؑ
ساحل کا جیسے دہر میں رشتہ ندی سے ہے

سنگِ درِ نجف ہوا دُرِّ نجف جہاں
اُس آئنے کا ربط اُسی جوہری سے ہے

بابِ نجف سے لائی کیوں لوٹا کے تو مجھے
میرا سوال اب بھی یہی زندگی سے ہے

محفوظ کیوں نہ گُل رہیں کانٹوں کے درمیاں
رشتہ جب انکے ہونٹوں کا نادِ علیؑ سے ہے

کیوں کر کرے گا کوئی مُعین حدود نور
ہر ذرّہ آفتاب تری روشنی سے ہے

لایا درِ نجف سے تجلّی سمیٹ کر
شعروں میں میرے اتنا اُجالا اسی سے ہے

عرقِ جبیں علیؑ کا جو ٹپکا زمین پر
زرخیز یہ زمین اُسی کی نمی سے ہے

گزرا جو تیرے بابِ فضیلت پہ یا علیؑ
وہ لمحۂ حیات تو بہتر صدی سے ہے

ہم کیا ہمارا علم ہے کیا شاعری ہے کیا
عزّت یہ چار لوگوں میں ذکرِ علیؑ سے ہے

پڑھنے سے نِصف کلمہ کوئی فائدہ نہیں
وابستہ حذف حصّہ خدا کے ولی سے ہے

منبر سے شورِ سیلِ سلونی کی بازگشت
پوچھے وہ جس کو پوچھنا جو بھی علیؑ سے ہے

مُجھ کو پُلِ صِراط کی منزل سے خوف کیا
میرا تو راستہ ہی نجف کی گلی سے ہے

تیغ و تبر کے بیچ میں رہتا ہوں بے خطر
منسوب میرا جسم جو سینہ زنی سے ہے

کوثؔر ترے قلم کی جسارت لکھے علیؑ
شاید کمالِ عزم یہ اذنِ نبیؐ سے ہے

مشیت غدیر میں

کیسا مِلا وہ حکمِ مشیّت غدیر میں
سُنتے ہی جِس کو ٹھہری رِسالت غدیر میں

پایا علیؑ نے تاجِ وِلایت غدیر میں
اِسلام کی چمک اُٹھی قِسمت غدیر میں

منبر پہ ہے خطیبِ مشیّت غدیر میں
قرآں ہے جیسے محوِ خِطابت غدیر میں

قنبرؑ کے ساتھ میثمؑ و سلمانؑ شاد ہیں
جیسے کہ اُن کو مِل گئی جنّت غدیر میں

حیدرؑ کو جانشین بنا کر رسولؐ نے
دَراصَل کی ہے دیں کی حِفاظت غدیر میں

تاریخ میں لِکھا ہے کہ اِتنا کیا بلند
مولاؑ سے چھُپ گئی تھی رِسالت غدیر میں

سلمانؑ اور میثمؑ و بوذرؑ کو مِل گئی
اِیمان کی بٹی تھی جو دولت غدیر میں

کہنا پڑے گا آج مُبارک ہو یا علیؑ
کِتنوں پہ آپڑی یہ مُصیبت غدیر میں

بخٍ لکَّ زباں پہ مُنافِق کی تھا مگر
رُخ سے عیاں تھی دل کی حقیقت غدیر میں

اتممتُ نعمتی سے تو واضح ہے باخدا
مولائے کائناتؑ کی عظمت غدیر میں

کوثؔر کو آج ساقیِٔ کوثر کے فیض سے
کوثر کے ساتھ مِل گئی جنّت غدیر میں

☆☆☆

میرا نصیریوں کا خدا ہے الگ الگ
لفظ علیؑ پہ اپنے جدا کب خیال ہیں

منظر میں شگاف

حق کے پرچم نے کیا جب سنگ خیبر میں شگاف
بڑھ کر حیدرؑ نے کیا مرحب کے پیکر میں شگاف

کر سکا ظالم نہ جب محراب و منبر میں شگاف
ابن ملجم نے کیا ہے فرق حیدرؑ میں شگاف

دم بہ خود سارے نجومی دیکھتے ہی رہ گئے
جا بہ جا کرنے لگے حیدرؑ جو پتھر میں شگاف

حکم رب پا کر نبیؐ پڑھنے لگے ناد علیؑ
مرتضیٰؑ آ کر کرو اب باب خیبر میں شگاف

جب بلا یا تھا نبیؐ نے پڑھ کے خود ناد علیؑ
کیوں نہ کرتے مرتضیٰؑ پھر باب خیبر میں شگاف

اسکی طاقت کو بھلا سمجھے گی دنیا کس طرح
جو اشارے سے کرے ماہ منور میں شگاف

دیکھ کر زور علیؑ حیراں تھے سارے خیبری
مس ہوئیں دو انگلیاں اور ہو گیا در میں شگاف

کیوں نہ پلٹے پھر بھلا حکم علیؑ پر آفتاب
اس نے بھی دیکھا ہے جب ماہ منور میں شگاف

وہ تو کہیئے روک لی حیدرؑ نے رن میں ذوالفقار
ور نہ ہوتا آج تو گیتی کے محور میں شگاف

گر اشارے پر نہ حیدرؑ کے پلٹتا آفتاب
پھر تو دنیا دیکھتی خورشید خاور میں شگاف

دیکھ کر شق القمر بوجہل یہ کہنے لگا
کٹ گئے تل آنکھ کے یا پھر ہے منظر میں شگاف

مرگ حارث دیکھ کر کہنے لگے یہ مصطفیٰؐ
دیکھ لو ہوتا ہے یوں پتھر سے پتھر میں شگاف

ضرب قاسمؑ دیکھ کر ازرق پہ مثل مرتضیٰؑ
ہٹ گئے جبریلؑ پیچھے ہو نہ شہپر میں شگاف

کس طرح لڑتے عدو عباسؑ و اکبرؑ سے بھلا
اک تبسم نے کیا جب قلب لشکر میں شگاف

ہے جو خاتونؑ جناں اور حامِل تطہیر بھی
ہیں بہتر اس کی چادر کے مقدر میں شگاف

دیکھ کر آب رواں آنکھوں میں آنسو آ گئے
یاد اصغرؑ میں ہوا ہے قلب کوثرؔ میں شگاف

لافتیٰ اِلاّ علیؑ لاسیف الاّ ذُوالفقار

ضامنِ قرآن و ایماں بیکسوں کے غمگسار
گلشنِ اسلام میں ہے آپ کے دم سے بہار
آپ کا طرزِ جہاد ایسا تھا اے عالی وقار
دی نِدا ہاتف نے دنیا کو بحکمِ کِردگار

کل عبادت سے گراں کافر پہ تیرا ایک وار
لَا فتیٰ اِلاّ علیؑ لا سیف اِلاّ ذوالفقار

آپ کا ثانی نہیں کوئی بھی اے مُشکلکشاؑ
یوں درِ خیبر اُکھاڑا،زیر مرحب کو کیا
جِس پہ نازاں تھے عدو جب اُس کا سر بھی کٹ گیا
دی صدا جِنّ و مَلَک نے مرحبا صد مرحبا

دے دیا خوش ہو کے حق نے زندگی پر اختیار
لَا فتیٰ اِلاّ علیؑ لَا سیف اِلاّ ذوالفقار

سامنا مرحب کا تھا لیکن جبیں پر خَم نہ تھا
جوش بس غازی کا بڑھتا جا رہا تھا کم نہ تھا
جُز علیؑ دنیا میں کوئی فاتحِ اعظم نہ تھا
حق کی خاطِر موت کا بھی کوئی جِس کو غم نہ تھا
کرتا تھا اعلان جیسے اُسکے چہرے کا نِکھار
لا فتیٰ الاّ علیؑ لَا سیف اِلاّ ذُوالفقار

یا علیؑ مشکلکشا، شیرِ خدا، حاجت روا
تو محافظ دین کا، تیرا مُحافظ ہے خدا
اے ابوطالبؑ کے بیٹے مرحبا صد مرحبا
تو مفکّر فلسفی بھی اور خود ہے فلسفا
تیری ذاتِ پاک سے روشن ہے کعبے کا وقار
لا فتیٰ الاّ علیؑ لَا سیف اِلاّ ذُوالفقار

معرکہ صفّین کا تو الحفیظ و الاماں
زورِ حیدر دیکھ کر حیران تھا خود آسماں
سُورما اُڑنے لگے بن کر ہوا میں دھجّیاں
خاک میں ملنے لگیں تھیں نامور جو ہستیاں
جنگِ حیدرؑ دیکھ کر خود کہہ اُٹھا پروردگار
لا فتیٰ الاّ علیؑ لَا سیف اِلاّ ذُوالفقار

رن میں ضیغم ہیں علیؑ تو کھیت میں مزدور ہیں
یہ اگر ہیں تو فقط پیشِ خدا مجبور ہیں
انبیاءؑ و اوصیاءؑ اِن کے سبھی مشکور ہیں
سارے عالَم میں یہی مشکلکشاءؑ مشہور ہیں
اور نصیری تو اِنہیں کہنے لگے پروردگار
لا فتیٰ الاّ علیؑ لاَ سیف اِلاّ ذُوالفقار

عالمِ علمِ لدنّی، تیغ زن، زاہد، کریم
خالقِ نہجُ البلاغہ، فلسفی، عالِم، حکیم
مالکِ تسنیم و کوثر، شافعِ محشر، رحیم
نقطۂ با کُلِّ ایماں، شیرِؑ حق، عابد، علیم
مدحِ حیدرؑ میں مِلیں آیاتِ قرآن بے شُمار
لا فتیٰ الاّ علیؑ لاَ سیف اِلاّ ذُوالفقار

دل تڑپتا ہے کروں کیونکر نہ ذکرِ کربلا
چند پیاسوں کے لئے لاکھوں جہاں تھے اشقیا
پھر شہِؑ دیں سے سوالِ بیعتِ فاسق ہوا
کُند خنجر گردنِ شبیرؑ پر جس دم چلا
کر گئی انکارِ بیعت خونِ شہؑ کی دھار دھار
لا فتیٰ الاّ علیؑ لاَ سیف اِلاّ ذُوالفقار

بعد اکبرؑ عصر کی کہنے گئے اصغرؑ اذاں
اک تبسّم سے گریں اعدا پہ رن میں بجلیاں
پھیر کر سوکھے لبوں پر اپنی ننھی سی زباں
یوں رجز پڑھنے لگے اصغرؑ بدل کر تیوریاں
میں علیؑ کا لال ہوں میری زباں ہے ذوالفقار
لا فتیٰ الّا علیؑ لَا سیف اِلّا ذُوالفقار

تم کو مولاؑ دے رہا ہے کب سے یہ کوثرؔ صدا
میری بھی سن لو خدارا اے نُصیری کے خدا
اے ابوطالبؑ کے بیٹے، یا شہہؑ عُقدہ کُشا
سر نہ کوثرؔ کا جھکے بس تیرے دَر کے ماسوا
اپنے روضے پر بُلا لو یا شہِؑ دُلدُل سوار
لا فتیٰ الّا علیؑ لَا سیف اِلّا ذُوالفقار

☆☆☆

مدحِ فاطمہ زہراؑ

تیری عظمت بھی پیمبرؐ کے برابر ہو گی
تو محمدؐ کی طرح شافعِ محشر ہو گی

آستاں پر جو ترے تابشِ اختر ہو گی
شام، وہ شام مدینے کی منوّر ہو گی

نسل احمدؐ کو جو کہتے تھے کہ ابتر ہو گی
آج زہراؑ کی بدولت وہی کوثر ہو گی

عظمتِ فاطمہؑ اِس طرح اُجاگر ہو گی
ضعفِ احمدؐ کی دوا آپؑ کی چادر ہو گی

اوج پر اُس کے مقدّر کا ستارا ہو گا
آپ کی چشمِ کرم فاطمہؑ جس پر ہو گی

مریمؑ و سارہؑ کی تعظیم بہت ہو گی مگر
فاطمہؑ آپ کی تعظیم سے کم تر ہو گی

رسمِ جلوہ میں علیؑ محوِ عبادت ہونگے
شکل سجّادہ میں زہراؑ تری چادر ہو گی

کیا نہیں جانتے یہ تجھ کو رُلانے والے
لعنتِ جِنّ و مَلَک اُن کا مقدّر ہو گی

کاذِب وفاسِق وغاصِب کے مُقابل زہراؑ
تیری بیٹی بھی ترِے عزم کا پیکر ہوگی

بحرِ بخشش میں مِری ڈوبتی کشتی کے لئے
فاطمہؑ تیری توجّہ مِرا لنگر ہوگی

روزِ عاشور اِمامت کو بچانے کے لئے
آپؐ کی مِثل فقط آپ کی دُختر ہوگی

وعدۂ حق بھی ہے اور تیری تمنّا زہراؑ
مجلسِ شاہِ زمنؑ اِس لئے گھر گھر ہوگی

وہ بھی معصومہؑ کی تعظیم کرے گی کوثرؔ
ذَات وہ ذَات جو ہر ذَات سے برتر ہوگی

☆☆☆

ہم غم نصیب لوگوں کا میدان حشر میں
زہراؑ تری دعاؤں پہ دار ومدار ہے

روشنی کے آنگن میں

علم کے دبستاں میں آگہی کے آنگن میں
بس علیؑ ہی ملتے ہیں روشنی کے آنگن میں

تاج و تخت والے ہیں مفلسی کے آنگن میں
ہیں غلام حیدرؑ کے بوذریؓ کے آنگن میں

بات حق کی ہوتی ہے حق رہی کے آنگن میں
مرتضٰیؑ کی مدحت ہے ہر صدی کے آنگن میں

کیوں اُداس بیٹھے ہو تیرگی کے آنگن میں
آؤ بابِ حیدرؑ پر روشنی کے آنگن میں

وہ بلالؓ و میثمؓ ہوں یا کہ بوذرؓ و قنبرؓ
یہ نگینے ملتے ہیں جوہری کے آنگن میں

مصطفٰیؐ کے ہاتھوں پر مرتضٰیؑ کو جب دیکھا
دیں کے رُخ پہ خوشیاں ہیں رہبری کے آنگن میں

جام عشقِ حیدرؑ کے بزم میں چھلکتے ہیں
مئے کشوں کی آمد ہے میکشی کے آنگن میں

مُنکرِ ولایت نے اپنے نام کر لی ہے
جُرم کی سزا خود ہی خودکشی کے آنگن میں

کیا انھیں لبھائیں گے تاج و تخت دنیا کے
جو علیؑ کے خادم ہیں بوذریؒ کے آنگن میں

ہو وہ دور آدمؑ کا یا کہ عصرِ حاضر ہو
بس علیؑ ہی ملتے ہیں ہر صدی کے آنگن میں

بس علیؑ کے شیدا ہی آج مُسکراتے ہیں
بغضِ آلؑ والے ہیں بے بسی کے آنگن میں

میرے جد نے پایا ہے اتنا بابِ حیدرؑ سے
میں نے آنکھ کھولی ہے قیصری کے آنگن میں

وقت نزع بالیں پر جب امامؑ آئیں گے
موت مُسکرائے گی زندگی کے آنگن میں

باغِ قلبِ مومن میں گل ہیں عشقِ حیدرؑ کے
پھول یہ نہیں کھِلتے ہر کسی کے آنگن میں

مصطفٰیؐ کی آنکھوں میں اشک ہیں مسرّت کے
رُخصتی ہے زہرؑا کی جب علیؑ کے آنگن میں

آج رسمِ جلوہ ہے مُرتضیٰؑ ہیں سجدے میں
خالقِ نصیری ہے بندگی کے آنگن میں

فاطمہؑ کے آنچل پر یوں علیؑ کا سجدہ ہے
دھوپ جیسے اُتری ہو چاندنی کے آنگن میں

آج عقدِ زہراؑ ہے مرتضیٰؑ ہیں سجدے میں
مہروماہ اُترے ہیں روشنی کے آنگن میں

آج عقدِ زہراؑ ہے منقبت لکھو کوثرؔ
قصرِ خلد پاؤ گے شاعری کے آنگن میں

☆☆☆☆

کسی نے موت کو آواز دی ہے

عقائد میں کہیں کوئی کمی ہے
وگرنہ کیوں پریشاں زندگی ہے

درِ زہراؑ سے جو بھی اجنبی ہے
اُسے جنّت بھی کب پہچانتی ہے

زمانے میں تری عظمت بڑی ہے
لقب تیرا ہی بس بنتِ نبیؐ ہے

کہیں وَا بابِ ذِکرِ فاطمیؑ ہے
یہاں تک بوئے جنّت آ رہی ہے

فرِشتے آسماں سے آ رہے ہیں
یہاں زہراؑ کی مِدحت ہو رہی ہے

نبیؐ زادی سے اوروں کا تقابُل
خرابیِ خون کی دیوانگی ہے

لقب معصومؑ کے سب چھین کر بھی
سِتم پھر بھی مقدّس مولوی ہے

یہ بزم فاطمہؑ زہرا ہے وَاعظ
یہاں آنکھوں میں دیکھو روشنی ہے

نہ ہو کیوں اوُج پر قِسمت ہماری
درِ زہراؑ پہ پیشانی جھُکی ہے

درِ زہراؑ سے وابستہ ہے جو بھی
اُسی کی زندگی بس زندگی ہے

درِ زہراؑ سے ہم نے رِزق پایا
ملائک کو یہاں روٹی مِلی ہے

کہا مظلوم کے ماتم کو بِدعت
کِسی نے موت کو آوازدی ہے

غُلامِ فاطمہؑ زہرا ہوں کوثرؔ
زبان و فِکر اپنی میثمیؒ ہے

☆☆☆

پہچان ہیں زہراؑ

تمہاری ذاتِ اقدس کے کئی عنوان ہیں زہراؑ
کریں مدحت بھلا کیسے سبھی حیران ہیں زہراؑ

اُجالے تیرے آنگن کے عظیم الشان ہیں زہراؑ
سُنا ہے جِن کی تابِش پر فلک حیران ہیں زہراؑ

جِناں سے آکے آنگن میں نسیمِ خُلد کہتی ہے
چمن کے غنچہ و گُل پر ترے اِحسان ہیں زہراؑ

مہکتی خوشبوؤں کے قافلے جنّت سے اُترے ہیں
ترے عقدِ مسرّت میں سبھی مہمان ہیں زہراؑ

ترے گھر کے چراغوں کی لوَیں ہیں اِس قدر اُونچی
ہوا مایوس ہے، بے حوصلہ طوفان ہیں زہراؑ

بغیرِ اِذن داخل ہو نہیں سکتا ہے کوئی بھی
ترے بابِ فضیلت کے مَلک دربان ہیں زہراؑ

اندھیرے نور کے آگے کبھی ٹھہرے ہیں دنیا میں؟
ترے سہرے کی تابِش پر سبھی حیران ہیں زہراؑ

کوئی ہمسر نہیں تیرا، بجُز حیدرؑ زمانے میں
سُنے لب ہائے مُرسلؐ سے یہی اعلان ہیں زہراؑ

تمہاری ذاتِ اقدس نے کِیا رُسوا نصاریٰ کو
تمہاری ذات کے چرچے سرِ میدان ہیں زہراؑ
کہاں اُن میں سکت اِتنی سمائے عکس جو تیرا
ترے جلووں کے آگے آئینے حیران ہیں زہراؑ
یہاں حفظِ مراتب ہیں سنبھل کر لفظ رکھنا ہے
تمہاری شان میں الفاظ کے فُقدان ہیں زہراؑ
اُنہی کی نسلِ نوری سے چلا ہے سلسلہ واعظ
سیادت کی زمانے میں فقط پہچان ہیں زہراؑ
نبیؐ مسند سے اُٹھتے ہیں تری تعظیم کو بی بی
تری قامت بلندی پر فلک حیران ہیں زہراؑ
تمہاری مختصر سی زندگی اِتنی مفصّل ہے
حیاتِ صنفِ نِسواں پر ترے اِحسان ہیں زہراؑ
علیؑ محوِ تِلاوت ہیں کبھی حسنینؑ اور مرسلؐ
جِسے قرآن پڑھتے ہیں یہ وہ قرآن ہیں زہراؑ
چلن پردے کا دُنیا میں ہوا ہے آپ سے قائم
ہزاروں عورتوں پر آپ کے اِحسان ہیں زہراؑ

نبیؐ زادی، علیؑ کی ہم نوا، حسنینؑ کی مادر
کہیں آیت، کہیں سورہ، کہیں قرآن ہیں زہراؑ

ترے گھر کی عداوت میں ہوئے برباد وہ سارے
تھے قصرِ زَعم جو کل تک وہ اب ویران ہیں زہراؑ

ترے ہونٹوں کے منبر سے جلالت خیز خطبوں نے
خِلافت کو کِیا رُسوا سبھی حیران ہیں زہراؑ

کِیا حقِّ فِدک ثابت دلیلیں دے کے آیت سے
سرِ دربار گویا بولتا قرآن ہیں زہراؑ

مدینے میں لحد تیری ہے زیرِ آسماں دیکھی
عزاداروں کی آنکھیں اِس لئے ویران ہیں زہراؑ

کِسی صوُرت سے بن جائے تمہاری قبر پر روضہ
تمہارے چاہنے والوں کے یہ ارمان ہیں زہراؑ

قلم،قِرطاس رکھ دو بس یہی کہتے رہو کوثرؔ
عظیم الشان ہیں زہراؑ عظیم الشان ہیں زہراؑ

شعلہ مثالی ہوگیا

جو دَرِ خاتونِ جنّت پر سوالی ہو گیا
وہ فرشتہ آسمانوں پر مِثالی ہو گیا

چوم کر بابِ علیؑ ادنیٰ سے عالی ہو گیا
اِک ستارا آسمانوں پر مِثالی ہو گیا

سورۂ کوثر پیامِ لازوالی ہو گیا
چہرۂ محبوبِ داور گُل مِثالی ہو گیا

خوش ہُوا جو دیکھ کر حیدرؑ کے چہرے کا جمال
دِیدہ وَر وہ صاحبِ چشمِ غزالی ہو گیا

زرد پیکر دھوپ نے پائی جو شادی کی خبر
کِھل گئیں باچھیں خوشی سے رُخ گُلالی ہو گیا

حیدرؑ و زہراؑ کے سہرے کو سجانے کے لئے
حوریں مَالن بَن گئیں رضوان مالی ہو گیا

آج میثمؔ نے کہی ہے رُخصتی سہرے کے ساتھ
وہ کلامِ خاص محفل میں مِثالی ہو گیا

کہہ اٹھے سلمانؓ و قنبرؓ سُن کے سہرا مرحبا
لحنِ میثمؓ آج تو لحنِ بِلالیؓ ہو گیا

رونقِ دیوارِ کعبہ سورۂ کوثر بنا
جو عُروجِ کُفر تھا پَل میں زوالی ہو گیا

لائے دنیا کِس طرح اُن کی سخاوت کی مِثال
بابِ زہراؑ پر تونگر ہر سوالی ہو گیا

جنگِ خندق میں علیؑ کو غیظ آیا جِس گھڑی
سُرخ آنکھیں ہو گئیں چہرہ جَلالی ہو گیا

برسرِ دربار زہراؑ مانگنے پہنچی جو حق
لہجۂ شبنم صفت ، شعلہ مِثالی ہو گیا

اِس قدر پایا ہے کوثرؔ بابِ شہرِ عِلم سے
کہہ نہ پائیں حشر تک کشکول خالی ہو گیا

☆☆☆

کمایا جائے گا

دائرہ حیدرؑ کی مدحت کا بڑھایا جائے گا
زور لفظوں کے لئے میثمؑ سے لایا جائے گا

انبیاؑ حور و ملائک کو بلایا جائے گا
پھر رُخِ معصومؑ پر سہرا سجایا جائے گا

ہر کلام اِنس کو اُس دم ہٹایا جائے گا
خانۂ کعبہ پہ جب کوثر سجایا جائے گا

داد کی خواہش نہیں توصیف کی حاجت نہیں
قصرِ ایماں مدح حیدرؑ سے سجایا جائے گا

عرش کو چھونے لگے گا طائرِ تخیّل جب
مدحتِ حیدرؑ کو تب عنواں بنایا جائے گا

زیر پا دوشِ نبیؐ ہیں عرش پر پائے رسولؐ
قامت حیدرؑ ہے کیا کیونکر بتایا جائے گا

جن کو لاؤ گے مقابل میں علیؑ کے سوچ لو
انکی نسلوں کو یہاں پہلے کھنگالا جائے گا

ہر بلائے دہر سے محفوظ ہے وہ گھر سدا
جس میں زہرؑا نام کا طغرا لگایا جائے گا

عرشِ اعظم پر ہوا ہے عقد زہرؑا و علیؑ
حکمِ رب سے پھر وہی صیغہ سنایا جائے گا

مصطفٰیؐ جس دم پڑھیں گے عقد زہرؑا و علیؑ
سورۂ کوثر سے پھر کعبہ سجایا جائے گا

اِس طرف صلِّ علٰی مسجد میں گونجے گا اُدھر
آسماں دَر آسماں نعرا لگایا جائے گا

مثل حیدرؑ ہیں فضائل کا سمندر فاطمہؑ
آیت آیت سورہ سورہ یہ بتایا جائے گا

روزِ محشر کے لئے ہم جمع کر لیں گے اسے
اُنکی مدحت سے منافع جو کمایا جائے گا

آیتوں کی یہ زبانیں رُک نہیں سکتیں کبھی
مدح میں حیدرؑ کی بس قراں سنایا جائے گا

روزِ محشر رو دئے سُن کر کے ظالم یہ صدا
دشمنِ زہرؑا کو دوزخ میں جلایا جائے گا

مرحبا بخٍ لکَ سن کر لبِ جبریلؑ سے
آفریں کہنے کو ہر چھوٹا بڑا آجائے گا

رسمِ جلوہ میں علیؑ محوِ عبادت ہونگے جب
آیتوں سے بزمِ عصمت کو سجایا جائے گا

ہیں علیؑ دامادِ پیغمبرؐ وصیِ مصطفٰیؐ
دونوں عالم کا انھیں مولا بنایا جائے گا

مَس ہوئی جو بھی ہَوا دیوار و دَر سے آپکے
حکمِ رب سے خلد میں اسکو بسایا جائے گا

ہیں مُصلّے پر نبیؐ زادی علیؑ محراب میں
پیشِ رب دونوں کے سجدوں کو سجایا جائے گا

کہہ رہا ہے سورۂ کوثر یہ کوثرؔ دہر سے
تا قیامت نسل زہراؑ کو بڑھایا جائے گا

حکمت فاطمہؑ کی ہے

ہر اِک اِنسان پر وَاجب اِطاعت فاطمہؑ کی ہے
نبیؐ اُٹھتے ہیں آمد پر یہ عظمت فاطمہؑ کی ہے
کریں خیرات فاقوں میں یہ طینت فاطمہؑ کی ہے
نِرالی ساری دنیا سے سخاوت فاطمہؑ کی ہے
سدا تطہیر میں لِپٹی طہارت فاطمہؑ کی ہے
نِہاں قرآں کے جلووں میں جلالت فاطمہؑ کی ہے
ہُوا اَبتر زمانے میں وہ دیکھو دشمنِ مُرسلؐ
کہو صلِّ علیٰ ہنس کر ولادت فاطمہؑ کی ہے
نہیں ہمسر کوئی اِن کا کِسی بھی دور میں دیکھو
یہ ہیں اُمِّ ابیہا یہ فضیلت فاطمہؑ کی ہے
مَلک نازاں ہیں چکّی کو چَلا کر آپ کے گھر کی
نہیں کمتر عبادت سے یہ خدمت فاطمہؑ کی ہے
مُسلسَل چُومتی ہیں آیتیں بڑھ بڑھ کے پیشانی
لبِ تطہیر سے سُن لو جو عزت فاطمہؑ کی ہے
بہ ظاہر مختصر سی زندگی کہتی ہے دنیا سے
مُکمل صنفِ نِسواں کو ہدایت فاطمہؑ کی ہے

بہت ہی محترم ہیں مریمؑ و سارہؑ زمانے میں
مگر وَاجب تو اُن پر بھی اِطاعت فاطمہؑ کی ہے

علیؑ مولودِ کعبہ ہیں تو یہ خاتونِ محشر ہیں
وہ اُن کا مرتبہ ہے یہ فضیلت فاطمہؑ کی ہے

محمدؐ اور علیؑ کے واسطے مُشکلکشاؑ ٹھہریں
کہ اُن کے ہر قدم کے ساتھ شرکت فاطمہؑ کی ہے

عدو ابتر ہوئے لیکن ابھی تک نسل ہے اِن کی
جِنھیں سادات کہتے ہیں وہ عترت فاطمہؑ کی ہے

فلک ہو، چاند، تارے یا کہ سُورج اور ہوائیں ہوں
زمیں سے عرش تک دیکھو حکومت فاطمہؑ کی ہے

اِدھر اِک شعر لِکھا اور اُدھر جنّت میں گھر پایا
نہیں حیرت کوئی اِس میں کہ جنّت فاطمہؑ کی ہے

مَلک بھی آ نہیں سکتا بغیرِ اِذن اِس گھر میں
یہی بس مختصر لفظوں میں عظمت فاطمہؑ کی ہے

ہزاروں انبیاءؑ سے عِلم جو پایا ہے صدیوں میں
دیا وہ درس لمحوں میں یہ حِکمت فاطمہؑ کی ہے

لبوں پر آیتیں ہیں یا پیمبرؐ کی حدیثیں ہیں
سرِ دربارِ باطل یوں خِطابت فاطمہؐ کی ہے

عیاں ہے اِنّما سے اور ظاہر ھَل اَتیٰ سے بھی
کلامِ پاک کے ہونٹوں پہ مِدحت فاطمہؐ کی ہے

جلایا گھر، فدک چھینا، نہیں رونے دیا اِن کو
یہی تو کلمہ گویوں سے شکایت فاطمہؐ کی ہے

نہیں منظور یہ مجھ کو برہنہ سر پھرے در دَر
کہا سرورؑ نے صغریٰؑ میں شباہت فاطمہؐ کی ہے

کروں کیونکر نہ میں کوثرؔ ثنائے بنتِ پیغمبرؐ
تِلاوت کے برابر ہی جو مِدحت فاطمہؐ کی ہے

☆☆☆

شاعری اُن کے گھرانے کی عطا ہے ہمکو
نوکِ نیزہ پہ جو قرآن پڑھا کرتے ہیں
شب کو فرقت میں تصور کے سہارے کوثرؔ
پہروں اک نور سے ہم بات کیا کرتے ہیں

سچّے کو سچّا مِلتا ہے

حیدرؑ کی وِلادت کعبے میں کعبے کو کعبا مِلتا ہے
خاتونِ جِناں سے عقدِ علیؑ اچھّے کو اچھّا مِلتا ہے

جو کچھ بھی لیا ہے ہم نے سدا وہ دین کے ذمّہ داروں سے
یہ دیکھو غدیرِ خُم میں ہمیں مولاؑ سے مولاؑ مِلتا ہے

ہیں نسلِ بنی ہاشمؑ دونوں ہیں ایک حسب اور ایک نسب
ہے ایک گھرانا دونوں کا رشتے سے رِشتا مِلتا ہے

صدیقہ کوئی صادق ہے کوئی اُترا یہ ستارہ کہتا ہوا
کیا خوب ہے مرضی خالق کی سچّے کو سچّا مِلتا ہے

اَفلاک نے دیکھی تھی نہ کبھی معصومؑوں کی شادی دنیا میں
کیا خوب مقدّس ہیں دونوں رُتبے سے رُتبا مِلتا ہے

محراب عبادت میں حیدرؑ اور گھر میں مُصلّے پر زہراؑ
سب جِنّ و ملائک حیراں ہیں سجدے سے سجدا مِلتا ہے

لُولُو بھی مِلے مرجاں بھی مِلے ہے ناز خزانے پر اپنے
دریائے لدُنّی سے ہم کو یہ دیکھئے کیا کیا مِلتا ہے

گونجے نہ صدائے صلِّ علیٰ کیونکر سے بھلا پھر محفل میں
یہ عقدِ علیؑ و زہراؑ ہے دریا سے دریا مِلتا ہے

یہ اہلِ سخن سے کہہ دے کوئی اک ادنیٰ سے فنکار ہیں ہم
ہاں نہجِ بلاغہ سے کوثرؔ تخئیل کا دریا مِلتا ہے

☆☆☆

فلک پر پڑھا گیا

بزمِ ملائکہ میں فلک پر سُنا گیا
حیدرؑ سے عقدِ فاطمہؑ زہرا پڑھا گیا

اہلِ مدینہ رو دیئے حسرت سے دیکھ کر
بابِ علیؑ پہ ہنس کے ستارا چلا گیا

تجوید عقد کر دو زمیں پر مرے حبیبؐ
لہجے میں جو علیؑ کے فلک پر پڑھا گیا

اب تک رقم ہے وہ پرِ جبریلؑ پر جلی
خیبر میں جو علیؑ کا قصیدہ لِکھا گیا

فرمایا ہے یہ مرضئ خالِق پہ منحصر
زہراؑ کا جب رسولؐ کو رشتہ دیا گیا

اللہ رے عقدِ فاطمہ زہراؑ کی منزلت
کِتنا عظیم تھا کہ فلک پر پڑھا گیا

ہے رشکِ دید آج بھی چشمِ فلک میں وہ
آنچل پہ سیّدہؑ کے جو سجدہ کیا گیا

پیغام ہم نے بھیجا کہ مولاؑ بلایئے
جب بھی نجف کی سِمت کوئی قافلا گیا

حاضِر ہُوا جو محفلِ عقدِ بتولؑ میں
کوثرؔ وہ اپنے دل کی مُرادوں کو پا گیا

بر سرِ منبر سہرا

مُشکِ الفاظ و عقیدت سے معطّر سہرا
کون کہہ سکتا ہے میثمؑ کے برابر سہرا

سر پہ حیدرؑ کے سجا نور میں ڈھل کر سہرا
فرقِ زہراؑ پہ مِلا اُس کے برابر سہرا

دیکھا جبریلؑ نے جب فرقِ علیؑ پر سہرا
چوما بے ساختہ آنکھوں سے لگا کر سہرا

عقدِ بے مثل میں ماتھے پہ سجانے کے لئے
حوریں آئیں ہیں گُلِ خُلد کا لے کر سہرا

چشمِ افلاک نے دیکھا ہی نہیں اِس کے سِوا
جیسا باندھا گیا مُعصومؑ کے سر پر سہرا

عقد حیدرؑ کا ہے مرسلؐ کی جگر پارہ سے
پڑھنے آئے ہیں یہاں سارے سُخنور سہرا

اک نظر ہم پہ بھی ہو جائے امیروں کے امیر
ہم بھی لائے ہیں تری بزم میں کہہ کر سہرا

عرش والوں کی تمنّا ہے سرِ بزم یہی
اِک جھلک دیکھ لیں وہ بھی وہ منوّر سہرا

عقدِ بے مثل میں مُرسلؐ کی توجّہ کے لئے
انبیاؑ کیوں نہ پڑھیں بن کے سُخنور سہرا

اِتنی خوشبو کبھی قِرطاس و قلم میں نہ مِلی
جِتنی محسوس ہوئی آج یہ لکھ کر سہرا

دم بہ خود ہوگئی اِک آن میں محفل ساری
جِس گھڑی آئے علیؑ باندھ کے سر پر سہرا

آگئے کہتے ہوئے بزم میں یہ اہلِ وِلا
آؤ مولاؑ کا سُنیں ہم بھی تو چل کر سہرا

رسمِ جلوہ میں نبیؐ زادی علیؑ محوِ سُجود
پھر مصلّے کو کرے کیوں نہ معطّر سہرا

تہنیت کے لئے افلاک سے آئے ہیں مَلک
باندھے بیٹھے ہیں علیؑ برسرِ منبر سہرا

ہم بتاتے ہیں سِتارے کے اُترنے کا سبب
خُلد سے آیا تھا دراَصل وہ لے کر سہرا

عقدِ زہراؑ و علیؑ ہے تو ہے لازِم کوثرؔ
عقد اللہ پڑھے باندھے پیمبرؐ سہرا

جشن ہم منائیں گے

جب رسولؐ زادی کا لوگ رِشتہ لائیں گے
چُپ رہیں گے پیغمبرؐ کچھ نہ لب ہلائیں گے

فاطمہؑ کا رشتہ جب لوگ لے کے آئیں گے
کچھ نبیؐ نہ بولیں گے صِرف مسکرائیں گے

بس نبیؐ یہ کہتے ہیں رِشتہ لانے والوں سے
کیا خدا کی مرضی ہے پوچھ کر بتائیں گے

فاطمہؑ کی شادی کا اختیار ہے رب کو
حکمِ رب یہ آیا ہے رشتہ ہم لگائیں گے

جب جواب مانگیں گے لوگ آ کے مُرسلؐ سے
کچھ نبیؐ نہ بولیں گے غم میں ڈوب جائیں گے

حُکمِ رب یہ آیا ہے، اک ستارا اُترے گا
اور اُسی کے آنے سے گھر بھی ہم بتائیں گے

یہ خُدائے برحق کا حُکمِ خاص آیا ہے
کب ستارا اُترے گا ہم تمہیں بتائیں گے

کل سِتارہ اُترے گا جِس کے گھر کی چوکھٹ پر
فاطمہؑ کی شادی بس ہم وہیں کرائیں گے

حکمِ رب سے جب تارا آسماں سے اُترے گا
نوجواں مدینے کے، سج کے چھت پہ جائیں گے

سیّدہؑ سے کہتی ہیں خوشیاں آج چادر کی
ہم جبینِ حیدرؑ کے آج بوسے پائیں گے

ناز اپنی قِسمت پر کر رہا ہے رِضواں بھی
ہم لباس شادی کا آج لے کے جائیں گے

کل فلک نشینوں نے عرش پہ منایا تھا
آج عقدِ زہراؑ کا جشن ہم منائیں گے

وہ ضرور آئیں گی ہے یقین کوثرؔ کو
سیدہؑ کو محشر میں جس گھڑی بلائیں گے

نہ تھے دعا کے لئے

ہیں نقشِ پائے علیؑ دُوشِ مصطفاؐ کے لئے
جبینِ پاک ہے زہراؑ تری ردا کے لئے

نہ انبیاؑ کے لئے اور نہ اوصیاؑء کے لئے
ثنائے حیدرؑ و زہراؑ کرو بقا کے لئے

جبینِ ناز مری پائے مرتضاؑ کے لئے
عقیدتوں کے یہ آنسو ہیں کربلا کے لئے

یہ بابِ حیدرؑ صفدر کی منزلت دیکھی
ستارہ آیا ہے ڈیوڑھی پہ خود ضِیا کے لئے

چلے گی نسلِ اِمامت اِنہی کی برکت سے
خدا نے عقد پڑھا آج سیّدآ کے لئے

علیؑ کے بابِ تجلّی کی رونقیں ایسی
کہ مہرو ماہ ہیں طالِب جہاں ضِیا کے لئے

خیال دل میں ہُوا اور بھر گیا دامن
ابھی تو ہاتھ اُٹھے بھی نہ تھے دُعا کے لئے

صدیوں کے مقدر نے

لبہائے نبیؐ چومے جب سورۂ کوثر نے
نانا کی زباں چوسی آغوش میں شبرؑ نے

جِس وقت حسنؑ آئے آغوشِ پیمبرؐ میں
بڑھ بڑھ کے قدم چومے جبریلؑ نے قنبرؑ نے

جبریلؑ نے خِدمت کا موقع ہی دیا کِس کو
کب جھُولا جھلایا ہے سلمانؑ نے بوذرؓ نے

دیدار کو حوریں بھی آئی ہیں وضو کر کے
دل شاد کیا سب کا زہراؑ کے گُلِ تر نے

تھے حُورو مَلک گھیرے گھوارۂ شبرؑ کو
خِدمت کا بھلا موقع پایا کہاں قنبرؑ نے

شبرؑ کی وِلادت کے لمحوں کا اثر دیکھو
سر رکھ دیا قدموں پر صدیوں کے مقدّر نے

جِس وقت حسنؑ آئے آغُوش میں مادر کی
مہکا دیا دنیا کو زہراؑ کے گُلِ تر نے

لِکھّے گا حسنؑ میرا، اِسلام کی قِسمت کو
ہاتھوں کے لئے بوسے کہتے ہوئے حیدرؑ نے

اُس حاکمِ شامی نے جب صُلح کی دی عرضی
طے صلح کی شرطیں کیں قِرطاس پہ شبّرؑ نے

پڑھ لیں جو شرائط تو پھر آپ بھی کہہ دیں گے
اِسلام بچایا ہے اِسلام کے یاور نے

خود اپنے قصیدے کو شاعر نے ہٹایا ہے
کعبۂ میں زباں کھُولی جب سورۂ کوثر نے

نم آنکھوں کو حیدرؑ نے زہراؑ سے چھپایا ہے
لبہائے حسنؑ چومے جِس وقت پیمبرؐ نے

صفّین میں دریا پر شبّرؑ نے کیا قبضہ
کربل میں کیا قبضہ عباسِؑ دِلاور نے

الفاظ کو میثمؒ کا تھا حُکم وضو کر لو
مِدحت کو قلم رکھّا قِرطاس پہ کوثرؔ نے

☆☆☆

زمیں کو فشار ہے

سمجھیں نہ سمجھیں آپ کو یہ اِختیار ہے
صلحِ حسنؑ سے دینِ خدا کا وقار ہے

وہ کیا پڑھیں گے سورۂ کوثر نماز میں
جِن کو ثنائے آلِ پیمبرؐ سے عار ہے

وہ رُوح و جانِ احمد مُختارؐ و سیّدہؑ
خیبرؑ شِکن کا لال مرا تاج دار ہے

پائے حسنؑ کو چوم لے جو بھی نصیب سے
وہ ذرّہ پھرتو مِہر سے بھی تاب دار ہے

بابِ حسنؑ پہ کیوں نہ فرشتے ہوں سجدہ رِیز
مرضی حسنؑ کی مرضئ پروردگار ہے

یہ بھی مِثالِ عِلم و سِیاست ہے باخدا
دستِ حسنؑ میں آکے قلم ذُوالفقار ہے

تیغِ حسنؑ کو دیکھ کے میدانِ جنگ میں
فوجیں لرز رہی ہیں زمیں کو فِشار ہے

صُلحِ حسنؑ ہو یا کہ ہو صِفّین کا جہاد
تیغ و قلم پہ مِثلِ علیؑ اختیار ہے

ٹھکرا کے تاج و تخت حسنؑ مُطمئن ملے
لیکن امیرِ شام بہت بے قرار ہے

مقتل بنا کے رکھ دیا کاغذ دِلیر نے
صلحِ حسنؑ پہ صلحِ پیمبرؐ نِثار ہے

تحریر لِکھ کے شُکرِ خدا کر چُکے حسنؑ
تُو کیوں امیرِ شام بتا، بے قرار ہے

شبّرؑ سے نفرتوں کا نتیجہ تو دیکھئے
اَبتر صِفت کو سورۂ کوثر سے عار ہے

صلِّ علیٰ لبوں پہ لئے آؤ تیز تر
باغِ نبیؐ میں آج تو کوثرؔ بہار ہے

☆☆☆

دوہری عبادت ہوگئی

خانۂ دِل کو مرے حاصل سعادت ہو گئی
اُلفتِ شبیرؑ کی اِس میں سُکونت ہو گئی

جب عزا خانہ سجا نِکہت ہی نِکہت ہو گئی
اِتنی خوشبو آ گئی حیراں جنّت ہو گئی

کربلا کی خاک سے جِس سر کو نِسبت ہو گئی
منفرد سارے جہاں سے اُس کی قامت ہو گئی

با وضو گر نقطۂ با کی تِلاوت ہو گئی
ختم لاکھوں سال کی پل میں مسافت ہو گئی

ہم کو حاصل اُلفتِ سردارِ جنّت ہو گئی
ترکِ دنیا، ترکِ دُولت، ترکِ لذّت ہو گئی

قصرِ اِنکارِ حسینؑ کربلا میں دِیکھ لو
خاکِ صحرا نے کہا مِسمار بیعت ہو گئی

کون پائے گا بھلا اُسکے تخیّل کا عُروج
جِس کی ذکرِ شاہ میں واَجب کی نیّت ہو گئی

میری سانسوں میں بسی ہے گرمئ عِشقِ علیؑ
کون کہتا ہے ثنا سے مُجھ کو فُرصت ہو گئی

میں تو بس نادِ علیؑ پڑھتا رہا بڑھتا رہا
کیا خبر کب طے بھلا پھر راہِ مِدحت ہوگئی

جب بہتّر ٹھُوکریں اِنکارِ سرورؑ کی پڑیں
مُنہدم پھر زَعمِ باطِل کی عِمارت ہوگئی

روضۂ شبیرؑ کے گُنبد کا جلوہ دیکھ کر
اپنی تابانی پہ سُورج کو نِدامت ہوگئی

اِس طرف اصغرؑ ہنسے تو اُس طرف روئے عدو
آئینے سے چور پتھّر کی عمارت ہو گئی

اُلفتِ آلِ نبیؐ ہے اِک صِراطِ مُستقیم
ہم کو تلواروں پہ چلنے کی مہارت ہوگئی

میں تھا سجدے میں مری آنکھوں میں تھے اشکِ عزا
فیضِ سرورؑ سے مری دُوہری عبادت ہو گئی

تھی عزاداروں کی کثرت اور تبرُّک تھا قلیل
مادرِ شبیّرؑ کے آنے سے برکت ہوگئی

اِس طرح کوثرؔ مِلا دوہری عبادت کا ثواب
سورۂ کوثر پڑھا دشمن پہ لعنت ہو گئی

پسینا حسینؑ کا

ہم کیا بتائیں آپ کو ہے کیا حسینؑ کا
ہر خشک وتَر جہاں میں ہے صدقا حسینؑ کا

بھائی نہ بھانجے نہ بھتیجا حسینؑ کا
بھاری ہے فوجِ شام پہ بچّا حسینؑ کا

القاب جِس کو بخشے ہیں خَالق نے بے شُمار
دنیا میں ہے وہ ایک گھرانا حسینؑ کا

کرنے طواف آئی ہیں جنّت سے خوشبوئیں
بیت الشّرف میں دیکھ کے جھُولا حسینؑ کا

خاکِ درِ حسینؑ کے ذرّوں نے دی صدا
سُورج نے ہم سے مانگا ہے صدقا حسینؑ کا

خوشبو چمن چمن ہے، مہک ہے گلی گلی
رشکِ گُلِ جِناں ہے پسینا حسینؑ کا

ہو ہو کے سر بلند فلک ڈھونڈتے رہے
لیکن نظر نہ آیا کفِ پا حسینؑ کا

جِس پر ہے انبیاؑء کی رِسالت کا انحصار
دنیا میں ہے وجُود اکیلا حسینؑ کا

اَفلاک سرنگوں ہیں رسائی نہیں کوئی
کِتنی بلندیوں پہ ہے سایا حسینؑ کا

عباسؑ جِس کو فاطمہؑ زہرا کہیں پِسر
زینبؑ کا ہے یقین بھروسا حسینؑ کا

زیرِ قدم ہے آگ تو شانوں پہ ہے علم
پھولوں پہ چل رہا ہے یوں شیدا حسینؑ کا

دنیا سے کہہ رہی ہے سبیلوں کی رَوشنی
باقی ہے اَب بھی گھاٹ پہ قبضا حسینؑ کا

کب تَن سے جاں نِکل گئی کوئی خبر نہیں
آنکھوں میں تھا بَسا ہوا رَوضا حسینؑ کا

نوکِ سناں پہ سر ہے تو مقتل میں جِسم ہے
کیسے لِکھے گا کوئی سراپا حسینؑ کا

اِک ایک حرف خون میں ڈوبا ہوا مِلا
کاغذ پہ ہم نے نام جو لِکھّا حسینؑ کا

نہجِ بلاغہ فیضِ کِتابِ خُدا کے ساتھ
اب تک دلوں پہ نقش ہے خُطبا حسینؑ کا

معبود کیا یہ آج قیامت کا روز ہے
پوچھا مَلک نے دیکھ کے حملا حسینؑ کا

کوثرؔ کے دِل میں اور تمنّا نہیں کوئی
یارب دِکھا دے پھر مُجھے روضا حسینؑ کا

☆☆☆

ضرورت حسینؑ کی

دِل میں مچل رہی ہے محبّت حسینؑ کی
آخِر بیاں ہو کیسے فضیلت حسینؑ کی
یارب عطاؔ ہو ہم کو قیادت حسینؑ کی
ہو جائے گر قلم پہ عنایت حسینؑ کی
پھر وجد میں لکھوں میں شُجاعت حسینؑ کی
دنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

ہے فخرِ کائنات نجابت حسینؑ کی
بےمِثل ہے جہاں میں شہادت حسینؑ کی
ہاں نفسِ مُطمئنّہ ہے فِطرت حسینؑ کی
ہے یوں کلامِ پاک میں مِدحت حسینؑ کی
شیشے میں آیتوں کے ہے صُورت حسینؑ کی
دنیا کو آج بھی ہے ضرورَت حسینؑ کی

ہے نورِ کائنات یہ تاروں سے پوچھ لو
قرآں کے حرف حرف سے پاروں سے پوچھ لو
اس کی عطش فرات کے دھاروں سے پوچھ لو
ہے یہ مسیح درد کے ماروں سے پوچھ لو
درکار ہے سبھی کو شفاعت حسینؑ کی
دنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

ہر عہدِ انقلاب کے رہبر کا پیشوا
بعدِ رسولؐ دینِ پیمبرؐ کا پیشوا
میدانِ کربلا میں بہتّر کا پیشوا
روزِ حساب شیعۂ حیدرؑ کا پیشوا
یعنی کہ ہر جگہ ہے قیادت حسینؑ کی
دنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

سرورؑ بقائے دینِ پیمبرؐ کہیں جسے
سرورؑ خود آگہی کا مقدّر کہیں جسے
سرورؑ نبیؐ صِفات کا جوہر کہیں جسے
سرورؑ کمالِ لہجۂ حیدرؑ کہیں جسے
خطبہ بتا رہا ہے بلاغت حسینؑ کی
دنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

کِردار ہے حسینؑ کا کِردار مصطفٰیؐ
اَطوار ہیں حسینؑ کے اطوارِ مصطفٰیؐ
رفتار ہے حسینؑ کی رفتارِ مصطفٰیؐ
گُفتار ہے حسینؑ کی گفتارِ مصطفٰیؐ
آئینہ مصطفٰیؐ کا ہے سیرت حسینؑ کی
دنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

وارث ہے شانِ حمزہؓ و جعفرؓ کا بس حسینؑ
وارث ہے زورِفاتحِ خیبرؑ کا بس حسینؑ
وارث ہے ہاں حسنؑ کے بھی جوہر کا بس حسینؑ
وارث ہے کُل ثباتِ پیمبرؐ کا بس حسینؑ
یہ منزل و مقام یہ رفعت حسینؑ کی
دُنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

گُلہائے رنگ و بُو کا تبسّم حسینؑ ہے
دریائے آرزو کا تلاطُم حسینؑ ہے
لیلٰیِ جُستجو کا تکلّم حسینؑ ہے
دُنیائے گفتگو کا ترنّم حسینؑ ہے
خُلدِ بریں سے آتی ہے نکہت حسینؑ کی
دُنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

ذرّوں کو آفتاب بنایا حسینؑ نے
فِطرس کو بال و پَر سے سجایا حسینؑ نے
سوتا ہوا ضمیر جگایا حسینؑ نے
بڑھ کر گلے سے حُرؑ کو لگایا حسینؑ نے
ممکن نہیں مثالِ سخاوت حسینؑ کی
دُنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

اِس کی طہارتوں کا ہے تطہیر آئنہ
غیرت کا اِس کی زینبؑ دلگیر آئنہ
قُوّت کا لاشِ اکبرؑ تکبیر آئنہ
ہمّت کا اِس کی اصغرؑ بے شیر آئنہ
آئے زمانہ دیکھے تو عظمت حسینؑ کی
دُنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

شہؑ نے خدا کی راہ میں لختِ جگر دئے
ہمراہ بھانجوں کے بھتیجے پسر دئے
خالق نے ایک اَجر پہ ستّر اگر دئے
سرورؑ نے دو بڑھا کے بہتّرؑ کے سر دئے
آئے زمانہ دیکھے سخاوت حسینؑ کی
دُنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

کوثؔر ہے مختصر یہ فضیلت حسینؑ کی
قرآں بتا رہا ہے حقیقت حسینؑ کی
سُورے میں دہر کے ہے سخاوت حسینؑ کی
تطہیر سے عیاں ہے طہارت حسینؑ کی
رائج ہے دینِ حق میں شریعت حسینؑ کی
دُنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسینؑ کی

قدم قدم یہ ہدایت کی روشنی دینا
ترا غلامؑ ہوں آقاؑ نہ تیرگی دینا
ترے ظہور سے پہلے جو مر گیا کوثؔر
علیؑ کے لال زیارت کو زندگی دینا

شبیرؑ بلاتے ہیں

کاغذ پہ عقیدت سے جب حرف بناتے ہیں
مدحت کے نئے گوشے تخئیل میں آتے ہیں

لکھنے کو قصیدہ جب لفظوں کو سجاتے ہیں
مدحت کے کئی دفتر نقطے میں سماتے ہیں

جو اشک نکلتے ہیں آنکھوں سے غمِ شہؑ میں
دریا کی سمندر کی قامت وہ گھٹاتے ہیں

جب لفظِ تبسّم کو پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں
بے ساختہ آنکھوں سے ہم اشک بہاتے ہیں

کیا آلِ پیمبرؐ کی توصیف لکھے کوئی
دریا کو کہیں دیکھا کوزے میں سماتے ہیں

ثابت ہے یہ آیت سے ہرگز وہ نہیں مرتے
جو دین کی نصرت میں جاں اپنی لُٹاتے ہیں

دنیا میں کہیں اُنکی گردن نہیں جھکتی ہے
شبیرؑ کے قدموں میں جو سر کو جھکاتے ہیں

کیوں قصرِ ستمگر سے اٹھتا ہے دھواں آخر
عابدؑ وہاں خُطبے سے کیا شعلے گراتے ہیں

دعویٰ ہے ابھی اُٹھ کر مقتل سے چلا آئے
غازیؑ سے کوئی کہہ دے شبیرؑ بُلاتے ہیں

کعبہ ہو کہ مسجد ہو منبر کہ عزاخانہ
ہر ایک جگہ کوثرؔ روتے ہیں رلاتے ہیں

☆☆☆

تمام علم وہنر جو بھی ہے حسینؑ کے نام
تمام فکر و نظر جو بھی ہے حسینؑ کے نام
میری حیات تو کوثرؔ انہیں کا صدقہ ہے
تمام خونِ جگر جو بھی ہے حسینؑ کے نام

پُشتارا عبادت کا

قصیدہ کب ہے ہاتھوں میں قبالہ ہے یہ جنّت کا
مجھے کیا فکر محشر کی ثنا گر ہوں میں عترتؑ کا
سلیقہ ہو عطا میثمؑ ہمیں عابدؑ کی مدحت کا
قصیدہ ہم کو لکھنا ہے علیؑ کی خوب صورت کا
کہاں دعویٰ کیا ہم نے کبھی جدّت کا نُدرت کا
ادا بس فرض کرتے ہیں خلوصِ دل سے مدحت کا
یہ چوتھا گُل جو مہکا ہے ابھی باغِ اِمامت کا
چمن مہکا دیا کچھ اور بھی اُس نے رسالت کا
فضا میں تازگی ٹھنڈک نئی خوشبو ہواؤں میں
زمانہ محوِ حیرت ہے عجب موسم ہے رحمت کا
وہ اک لمحہ خدا شاہد کئی صدیوں سے بہتر ہے
خبر لایا زمانے میں جو عابدؑ کی ولادت کا
ہے ایسی خوشبوئے جشنِ ولا پھیلی ہواؤں میں
مزا اہلِ وِلا کو فرش پر ملتا ہے جنّت کا

نظر میں کوثر و جنّت کی طوبیٰ کی فضائیں ہیں
سبھی پر وجد طاری ہے یہاں عابدؑ کی مدحت کا

بشر کی حیثیت کیا ہے لکھے اوصاف جو تیرے
بجُز معصومؑ کِسکو عِلم ہے تیری فضیلت کا

گُلِ نازک کِھلا ہے آج جو سرورؑ کے آنگن میں
چلے گا سلسلہ آگے اُسی گُل سے سیادت کا

فلک بھی پستہ قَد ٹھہریں تقابل ہو اگر ان سے
کہاں ممکن بھلا ہو ذکر پھر عابدؑ کی قامت کا

شعور و عقل اور فکر و نظر گر بوترابی ہوں
اثر الفاظ میں آجائے گا میثمؑ کی طینت کا

ہماری فکر ہے محدود لا محدود ہیں عابدؑ
سمائے کس طرح دریا بھلا کوزے میں مدحت کا

نہ کیوں چھائیں مُنافق پر بھلا آثار وحشت کے
چھِڑا ہے ذکر محفِل میں یہاں احمدؐ کی عترت کا

بغیر حُبِّ عترتؑ خُلد میں جانا نہیں ممکن
تھکا ڈالے گا اے واعظ یہ پُشتارا عبادت کا

یہ آیت اور حدیثوں سے کھُلا عقدہ زمانے پر
کہ بنیادِ اِمامت پر محل اٹھّا رِسالت کا

تری مدحت میں جو لکھا تمنّا ہے یہی مولاؐ
ورق روشن رہے تا حشر وہ میری عبارت کا

حِصار نور میں تیرے قمر خورشید و انجم ہیں
ترے نزدیک جا سکتا نہیں سایہ بھی ظُلمت کا

چراغوں کی لویں بے نور ہو جاتی ہیں دنیا کے
چمک اُٹھتا ہے جب سجدہ مصلّے پر مودّت کا

پرائے ہوں کے اپنے ہوں وہ مُنکر یا مُنافق ہوں
پڑھا کرتے ہیں سب کلمہ تری طرزِ عبادت کا

نظر کے سامنے تصویر حیدرؑ بن گئی اُس دَم
سُنا جب تذکرہ ہم نے تری صُورت کا سیرت کا

ذخیرہ کر لیا روزِ جزا کے واسطے ہم نے
منافع جو کمایا ہے یہاں عابدؑ کی مدحت کا

محمدؐ اور علیؑ شبیرؑ و شبّرؑ کی طرح عابدؑ
تمہاری ذاتِ والا بھی کرشمہ ہے مشیّت کا

کلامِ پاک کی میزان میں تولا گیا اس کو
سرِ دربار تو نے جو دیا خطبہ بلاغت کا

شکستِ فاش کھائی ہے ہمیشہ حق سے باطل نے
مُقابل نور کے رکنا کہاں مُمکن ہے ظُلمت کا

ترے عزّ و فضائل کا وہ موجیں مارتا دریا
پتا دیتا ہے ہر اہلِ نظر کو تیری عظمت کا

قصیدہ برسرِ منبر میں آقاؑ کو سناؤں گا
سفر جس دن ہوا ممکن یہاں سے قصرِ جنّت کا

سنا سجّادؑ کا خطبہ عدو بولے علیؑ آئے
بھرا دربار تھرّایا وہ لمحہ تھا جلالت کا

سرِ دربار کہتی ہے ترے خطبوں کی تابانی
ورق روشن رہے گا حشر تک تیری خِطابت کا

فرشتوں سے کہا جبریلؑ نے آؤ چلو چل کر
سلیقہ سیّد سجّادؑ سے سیکھیں عبادت کا

خدا کے فضل سے کوثرؔ ہیں نسلیں جن کی پاکیزہ
شرف میثمؒ نے بخشا بس انھیں عابدؑ کی مدحت کا

عزمِ سفر رکھتا ہے کیا

محوِ حیرت ہوں ملک جس پر کوئی ایسا ہے کیا
مظہرِ خالق لگے ایسا کوئی بندا ہے کیا

کیا صلہ ہے مدحتِ عابدؑ کا اندازا ہے کیا
ان کی مدحت کے سوا قصرِ جناں ملتا ہے کیا؟

خوشبوئے جنت بڑھی تو کہہ اُٹھے اہل فلک
گلشنِ زہراؑ میں تازہ پھول پھر مہکا ہے کیا

پڑھ کے میثمؒ نے سنایا تھا کبھی جو دار سے
عشقِ حیدرؑ میں قصیدہ یوں کوئی پڑھتا ہے کیا

آیتوں کا پیرہن پہنے ہیں جو زینؑ العبا
وہ لباسِ خُلد بھی رضوان تو لایا ہے کیا

جو تری مدحت میں گزرے جگمگا دے قبر کو
زندگی میں اُس سے روشن اور کوئی لمحا ہے کیا

جادۂ حُبِّ علیؑ میں ہے شریفوں کا گزر
بدنسب اِس راہ پر اپنے قدم رکھتا ہے کیا

مہر و ماہ و انجم و افلاک سے یہ پوچھئے
مصطفٰیؐ کی آلؑ کا سایہ کبھی دیکھا ہے کیا

مان لیں کیسے تجھے ہم جانشین مصطفٰےؐ
آگ میں بھی تو سمندر کو غذا دیتا ہے کیا

شب میں ہجرت کی ہوا ہے اِختتامِ عیسوی
سوئے جب سورج تو روشن دن بھلا ہوتا ہے کیا

جُز علیؑ بتلائیں ہم کو ، سوچ کر اہلِ خِرد
جنگلوں کو جگنوؤں سے جگمگا سکتا ہے کیا

آئیں جب بنتِ اسدؑ دیوارِ کعبہ کھِل اٹھی
ماسوا اسکے کبھی ایسا سنا دیکھا ہے کیا

حاملِ اسمِ علیؑ بس تیرے دَر کے ماسوا
خشک امیدوں کا دامن تر کہیں ہوتا ہے کیا

جُز علیؑ ممکن نہ تھی تحریر کی گویا زباں
گونگے حرفوں پر کوئی زیر و زبر رکھتا ہے کیا

مان لیں ہم غیر کو کیسے بھلا حق کا وصیؑ
صُلبِ کافر میں وہ مومن کی خبر رکھتا ہے کیا

خطبۂ سجّادؑ سُن کر کہہ اُٹھے اہلِ نظر
آپ کا جبریل کے اُستاد سے رشتا ہے کیا
شوق ہے سالارِ دینِ نبیؐ کا گر تجھے
یہ بتا سجّادؑ سا عزمِ سفر رکھتا ہے کیا
بے سبب زنجیر اور زندان ہے تیرا یزید
تو اِرادوں کو علیؑ کے قید کرسکتا ہے کیا
خرمن باطل سے شعلہ اور دھُواں اٹھنے لگا
حاملِ برقِ غضب عابدؑ ترا خطبا ہے کیا
کیوں دیا حکمِ اذاں بے وقت تو نے اے یزید
خطبہ سجّادؑ سے ظالم بتا ڈرتا ہے کیا
کہہ اُٹھے اہلِ فلک جبریل سے روح الامین
پوچھئے مسجود سے سجّادؑ کا رتبا ہے کیا
فکرِ انساں صرف پیاسا لکھ کے تشنہ رہ گئی
اُنکی حدِّ تشنگی کا سوچنے والا ہے کیا
کیا بھلا کوثرؔ کرو گے مدحتِ سجّادؑ تم
کتنے موتی ہیں تہوں میں اِس کا اندازا ہے کیا

عقیدے کا سفر ہے

موسم کو بھی سجّادؑ کے آنے کی خبر ہے
شبیّرؑ کا گھر آج تو خوشیوں کا نگر ہے

کیوں خانۂ سرورؑ کی طرف حوریں چلی ہیں
جبریلؑ سے پوچھو تو کوئی خاص خبر ہے

آتے ہیں مَلک چھوڑ کے فردوسِ بریں کو
جنّت سے حُسین آپ کے آنگن کی سحر ہے

میثمؑ دو سہارا تو کروں مدحتِ عابدؑ
اب دھار پہ خنجر کی عقیدے کا سفر ہے

آنکھیں نہیں ہٹتی ہیں ترے نقشِ قدم سے
کِس درجہ بلندی پہ مری فِکر و نظر ہے

ہے فِکر کمی کوئی نہ رہ جائے ثنا میں
دِل کہتا ہے ہشیار یہ میثمؑ کی ڈگر ہے

کثرت ہے فضائل کی مگر وقت کی قِلّت
درکار تری مدح کو صدیوں کا سفر ہے

اِس بزم لدنّی کی زرا شان تو دیکھو
بے فن کو بھی حاصِل یہاں مِدحت کا ہُنر ہے

ہے تابِ نظر کِس میں جو دیکھے رُخِ زیبا
سجّادؑ کے قدموں پہ ملائک کی نظر ہے

بیٹھے ہیں تری راہ میں دیدار کی خاطر
خوشبو یہ بتاتی ہے تری راہ گزر ہے

یکساں ہے یہاں نورِ رُخِ اوّل و آخر
بے فرق چراغوں کا فقط ایک ہی گھر ہے

سجدے کا نِشاں تیری جبیں پر تو ہے وَاعظ
بخشش کی سند پھر بھی ترے پاس کِدھر ہے

پھر بھی وہ رگِ عشقِ علیؑ کاٹ نہ پایا
خنجر کا مرے حلق پہ صدیوں سے سفر ہے

پہچان ہی اپنی ہے ولایت تری مولاؑ
اِس اپنے عقیدے میں اگر ہے نہ مگر ہے

عترتؑ سے عداوت ہے پیمبرؐ سے محبّت
کہنے کو مُسلمان ہے اِیمان کِدھر ہے

آتے ہیں مَلک چومنے سجّادؑ کے گھر کو
آیات کا دروازہ ہے دیوار ہے دَر ہے

ہم اہلِ وِلا، اہلِ نظر تیرے ثنا خواں
ڈرتا ہے جہاں ہم سے ہمیں اِس کی خبر ہے
سر رکھ کے نبیؐ سو گئے زانو پہ علیؑ کے
جِس شان کا تکیہ ہے اُسی شان کا سر ہے
نظروں میں سماتا ہی نہیں دوسرا کوئی
کوثرؔ کی فقط ساقیِٔ کوثر پہ نظر ہے
☆☆☆

اسی میں آئے گا کل آخری نبیؐ کا وصیؑ
یہ پیشگوئی بھی سب کو سنا رہے ہیں خلیلؑ
ملک ہے اور پسر ساتھ میں مدد کے لئے
خدا کے حکم سے کعبہ بنا رہے ہیں خلیلؑ

مسیحا بول اُٹھّے گا

غُلامِ عابدؑ مُضطر ہوں چہرا بول اُٹھّے گا
پئے بخشِش سرِ محشر قصیدا بول اُٹھّے گا

تمھیں ہو سیّد و ساجد یہ سجدا بول اُٹھّے گا
سِتم کی قید میں اک اک وظیفا بول اُٹھّے گا

رہِ دشوار میں تُو نے کیئے ہیں جا بجا سجدے
گواہی میں تری ہر ایک رستا بول اُٹھّے گا

وظیفہ اِسمِ عابدؑ کا ذرا وِردِ زباں کر لو
یہی ہے درد کا درماں مسیحا بول اُٹھّے گا

بتانے کے لئے طرزِ دُعا اور طاعتِ خالِق
مرے مولاؑ نے جو لِکھّا صحیفا بول اُٹھّے گا

اگر اِن کی محبّت میں گزاریں زندگی اپنی
تو پھر روزِ جزا حتمی نتیجا بول اُٹھّے گا

مَلک بھی محوِ حیرت ہیں ترے سجدوں کی عظمت پر
تری طرزِ عِبادت کا سلیقا بول اُٹھّے گا

کبھی سُوچا نہ سمجھا اور لِکھا بیمار عابدؑ کو
عقیدے کی گواہی میں قصیدا بول اُٹھّے گا

پلٹ ڈالے گا دربار یزیدی ایک لمحے میں
ابھی جب وارثِ نہجِ بلاغا بول اُٹھّے گا

اندھیرے قید خانے میں ضِیائے نور کی صُورت
اگر سجّادؑ چُپ ہونگے تو سجدا بول اُٹھّے گا

کبھی جب بات آئے گی ثنائے آلِؑ کی کوثرؔ
کلامِ پاک کا اِک ایک سورا بول اُٹھّے گا

☆☆☆

دالان میں آیا

علیؑ تیور، علیؑ لہجہ، علیؑ عنوان میں آیا
علیؑ کا لاڈلا دیکھو علیؑ کی شان میں آیا

رُخِ زیبا تمہارا سورۂ رحمٰن میں آیا
کبھی یٰسین و طٰہٰ میں کبھی عمران میں آیا

قبیلہ پنجتنؑ کا جِس گھڑی میدان میں آیا
تو اُن کو دیکھ کر لرزا نبی نجرانؑ میں آیا

بھرا دربار اُس دم خوف اور ہیجان میں آیا
مرا مولا توانائی کی ایسی شان میں آیا

پرِ پرواز کی قوّت سِوا محسوس کی اُس نے
جھُکا کر سر مَلک جو بھی ترے ایوان میں آیا

اَدب سے سنگِ اَسود نے سلامی عرض کی تم کو
رُخِ زِیبا تمہارا جِس گھڑی پہچان میں آیا

فلک پر دیکھ کر تحریر زین العابدینؑ سمجھے
لقب عابدؑ کا قرآں میں تمہاری شان میں آیا

تلاوت کر رہے ہیں اَنبیاؑ حور و مَلک اُس کی
لِکھا ہے جو ترے رُخ پر وہی قرآن میں آیا

حدیثوں کو دُعاؤں کو ترے خُطبوں کو وہ سمجھے
شعور وعِلم اِتنا کب کِسی انسان میں آیا

سفر میں قافلے عابدؑ کی مدحت کے ہیں صدیوں سے
مگر کوئی کہاں اب تک حدِ عرفان میں آیا

سمندر ہیں فضائل کا علیؑ کی طرح عابدؑ بھی
وہی ہے ایک نقطے میں جو کُل قرآن میں آیا

وہ دولت کی ترازو میں کبھی بھی تُل نہیں سکتا
گُہر اشکِ عزا کا کب کِسی میزاَن میں آیا

شِکستِ فاش ہے ظالم تری اِس بوکھلاہٹ میں
بجز حُکمِ اذاں کیا کچھ ترے اِمکان میں آیا

وہ ہے آزاَد اور اُس کے اِرادے بھی نہیں قیدی
بہ ظاہر قید ہو کرآج جو زِندان میں آیا

عجب یکسانیت دیکھی یہاں دونوں کے لہجے میں
جو ہے نہجِ بلاغہ میں وہی قرآن میں آیا

سمجھ پایا نہ صدیوں میں بشر جب ایک نُقطے کو
تو کیا سمجھے گا سوروں میں جو تیری شان میں آیا

سوائے احمدؐ و حیدرؑ کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا
یہ کِس کی لن ترانی ہے خدا پہچان میں آیا

رُکے حاجی ، بنا منبر ، لگے خیمے ، بچھی مسند
وِلایت کا علیؑ کی حُکم جب میدان میں آیا

علیؑ کا ذِکر چھیڑا اور نظر چہروں پہ جب ڈالی
ہے اپنا کون محفل میں وہیں پہچان میں آیا

خُدا جیسی ہی باتیں اُس کی ذاتِ پاک میں پائیں
ہمارے درمیاں جو پیکرِ اِنسان میں آیا

کبھی بھی تاج پُوشی بند کمرُوں میں نہیں ہوتی
پیمبرؐ کا وصی ہے اِس لئے میدان میں آیا

گلے میں ڈال کر ظالم سِتم کی ریسماں لائے
علیؑ یہ دُوسرا پھر سے علیؑ کی شان میں آیا

خیالِ قبرِ زہراؑ نے رُلایا دیر تک مُجھ کو
میں بچ کر دھوُپ کے شُعلوں سے جب دالاَن میں آیا
قصیدہ اور نوُحہ، داغِ ماتم، اشکِ غم کوثرؔ
پئے بخشش سرِ محشر مرے سامان میں آیا

☆☆☆

دیں کی نُصرت کو چلے راہ میں کعبہ دیکھا
کہیں صحرا کہیں سبزہ کہیں دریا دیکھا
چاند دیکھا جو محرم کا فلک پر کوثرؔ
تیغ کے شیشے میں عباسؑ نے چہرا دیکھا

ٹھوکر میں ہے

صبر کے خامے کی طاقت کب بھلا خنجر میں ہے
نازکی پھولوں سی کب فولاد اور پتھر میں ہے

اس قدر سرمایۂ حق دامنِ اطہر میں ہے
ہر ورق قرانِ ناطق کا تمہارے گھر میں ہے

بے مثالی فرد اک اک آلِ پیغمبرؐ میں ہے
آئنہ دَر آئنہ قران ہی منظر میں ہے

فوجِ معنی خطبۂ سجّادؑ کے لشکر میں ہے
دھار کتنی دیکھئے الفاظ کے خنجر میں ہے

داد کی خواہش نہیں چاہت نہیں توصیف کی
مدحتِ سجّادؑ بس خوشنودیِ داور میں ہے

اُن ہواؤں سی مہک جنّت کی خوشبو میں کہاں
جن ہواؤں کا گذر مولا تمہارے گھر میں ہے

فکر کیا سولی ملے گردن کٹے یا گھر لُٹے
مدحتِ سجّادؑ کا سودا ہمارے سر میں ہے

اُسکی قسمت کی بلندی پر مری قسمت نثار
جو بھی ذرّہ خاک کا سجّادؑ کی ٹھوکر میں ہے

تا ابد مل پائے گی دنیا میں کب اُسکی نظیر
دار پر مدحِ علیؑ جو سایۂ خنجر میں ہے

اِس حقیقت سے کوئی انکار کر سکتا نہیں
معجزہ در معجزہ سجّادؑ کی ٹھوکر میں ہے

لوٹنے آئے ہیں کیوں سجّادؑ کا بستر لعیں
کیا نبوت کی مہک سجّادؑ کے بستر میں ہے

دی صدا جبریل نے رضوان کو آؤ چلیں
جشنِ زین العابدیںؑ کا شانۂ خوشتر میں ہے

ہے عطائے زینبؑ و کلثومؑ و سجّادؑ حزیں
مجلسِ شبیرؑ برپا آج جو گھر گھر میں ہے

آبِ معنی جتنا کوثرؔ نقطۂ با میں ملا
اتنا پانی کب بھلا تسنیم میں کوثر میں ہے

مِلی تِرے در سے

جو شان و شوکت و عزّت مِلی تِرے در سے
وہ بس ثنا کی بدولت مِلی تِرے در سے

نبوّتوں کو اِمامت مِلی تِرے در سے
ہمیں یہ دین کی دولت مِلی تِرے در سے

فلک نشینوں کی آمد سے ہو گیا ظاہر
زمیں کو عرش سے نِسبت مِلی تِرے در سے

اُسے ذلیل نہ کر پائے گا جہاں میں کوئی
جِسے نصیب میں عزّت مِلی تِرے در سے

مجاز سارے زمانے میں ہر جگہ پایا
مِلی تو صِرف حقیقت مِلی تِرے در سے

اَدھورا عِلم ہے میرا مگر ثنا کے طُفیل
علیؑ کے لال یہ شُہرت مِلی تِرے در سے

نہ مُول لے سکے کُونین میں جنھیں کوئی
اِن آنسوؤں کی بھی قیمت مِلی ترے در سے

خدا ، رسول ، اِمامت ہو یا شریعت ہو
جو دائمی ہے وہ دولت مِلی ترے در سے

بِلالؑ و قنبرؑ و فِطرسؑ کہ دِعبلؑ و حُرؑ ہوں
ہر اِک نصیب کو رفعت مِلی ترے در سے

لِی مُول نفس کے بدلے میں مرضئ خالق
عجیب شانِ تجارت مِلی ترے در سے

ہر ایک مصرعِ مِدحت پہ ایک قصرِ عَظیم
ہمیں جِناں کی بشارت مِلی ترے در سے

نِثار کیوں نہ ہو کوثرؔ تری عَطا پہ بھلا
ہر اِیک شعر پہ جنّت مِلی ترے در سے

احکام شریعت کا

شُہرت کا نہ دولت کا ، تاج اور نہ حُکومت کا
سودا ہے مِرے دل میں بس آلؑ کی اُلفت کا

ہاں اُوج پہ ہے روشن تارہ مری قِسمت کا
پایا ہے شرف میں نے عِترتؑ کی مودّت کا

خوشبو نہ بسے کیونکر پھر خُلد کی محفل میں
ہے ذکرِ سرِ منبر جب مالکِ جنّت کا

مسجد میں، مدارس میں، محراب میں، مِنبر پر
انداز علیؑ جیسا جعفرؑ کی خطابت کا

حکمت کے مدینے کا پُر نور منارہ ہے
تو بابِ منوّر ہے احکامِ شریعت کا

کیا خوب صداقت تھی صِدّیقہ کے پوتے میں
دشمن بھی ہوا قائل مولاؑ کی صداقت کا

اَطوار میں، لہجے میں، گُفتار میں، سیرت میں
اَنداز مِلا تجھ میں حیدرؑ کی شُجاعت کا

بتلائی شریعت بھی قرآن بھی سمجھایا
بتلایا ہمیں رشتہ قرآن سے عِترتؑ کا

ہر مصرعِ مدحت پر اِک قصرِ جِناں پایا
چرچا ہے ملائک میں کوثرؔ تری قِسمت کا

☆☆☆



محمدؐ کے گھرانے میں

خوشی میں اہلبیتؑ پاک کی خوشیاں منانے میں
سکوں مِلتا ہے یا شبیرؑ پر رونے رُلانے میں

زمیں تا عرش اِک ماحول ہے جشنِ وِلادت کا
نبیؐ کے ساتویں نائب کی آمد ہے زمانے میں

پئے خِدمت چلے آئے زمیں پر آسماں والے
فرشتے ناز کرتے ہیں تِرا جھُولا جھُلانے میں

شرابِ معرفت کے دور اِس محفل میں چلتے ہیں
تکلّف کیوں بھلا واعظ یہاں تشریف لانے میں

درِ آلِ محمدؐ ہی مری دنیا، مری جنّت
یہی جادہ، یہی منزل، کہاں جانا زمانے میں

اندھیرا ساری بستی میں چراغاں بابِ حیدرؑ پر
سمجھ لے فرق اے دنیا حقیقت اور فسانے میں

وَلایت کے جو مُنکر ہیں علیؑ کے دَر پہ کیوں آئیں
ستارے ناز کرتے ہیں اِسی چوکھٹ پہ آنے میں

سمائے جس طرح پھولوں کی نکہت عطر کے اندر
بسی ہے اُلفتِ مولاؑ دلِ مومن کے خانے میں

چلے عباسؑ جب لے کر علم اغیار کی جانب
اُٹھا اِک شور حیدرؑ آ گئے کیا پھر زمانے میں

علیؑ کے شیر نے دریا کی جانب رُخ کیا جِس دَم
نہ جانے مر گئے کِتنے فقط خود کو بچانے میں

سجی ہے محفلِ مدحت برائے آمدِ مولاؑ
خدارا دیر مت کر، آخری رہبر اب آنے میں

کِسی کے جسم کا سایہ نہیں دیکھا ہے دنیا نے
محمدؐ ہی محمدؐ ہیں، محمدؐ کے گھرانے میں

میں کوثرؔ لکھنوی تو ہوں، مگر زیدی بھی ہوں لوگو
شہادت باعثِ اعزاز ہے میرے گھرانے میں

☆☆☆

ثنائے موسیٰ کاظمؑ

تمنّا ہے یہی میری خدائے موسیٰ کاظمؑ
مجھے پھر اپنے روضے پر بُلائے موسیٰ کاظمؑ

کوئی نکتہ تو دو میثمؑ برائے موسیٰ کاظمؑ
سجی ہے آج پھر بزم ولائے موسیٰ کاظمؑ

ہے جن میں ضوفشاں نور ثنائے موسیٰ کاظمؑ
وہی نقطے ہمیشہ جگمگائے موسیٰ کاظمؑ

بشر سے کب بھلا ممکن ثنائے موسیٰ کاظمؑ
سمندر کیسے کوزے میں سمائے موسیٰ کاظمؑ

شکن ابروئے اقدس پر نہ لائے موسیٰ کاظمؑ
ہجوم امتحاں میں مُسکرائے موسیٰ کاظمؑ

مری بہلول فطرت کو کوئی سمجھے گا کیا آخر
مری سانسیں مری دھڑکن برائے موسیٰ کاظمؑ

چمکتے ہیں وہی بن کر ستارے آسمانوں پر
جو ذرّے مسکرائے زیرِ پائے موسیٰ کاظمؑ

نگاہوں سے جھلکتا ہے کہ عین اللہ ہو تم بھی
نظر تم سے بھلا سورج ملائے موسیٰ کاظمؑ

اندھیرے قید خانے بھی چھپانے سے رہے قاصر
ترے اوصاف اتنے جگمگائے موسیٰ کاظمؑ

گلاب فکر اب کھلتے رہیں گے روز محشر تک
ہوئی وہ شاخ مدحت کو عطائے موسیٰ کاظمؑ

علیؑ جس شان و شوکت سے ملے آغوش مرسلؐ میں
پدر کی گود میں ویسے ہی آئے موسیٰ کاظمؑ

وضو کر کے پڑھے اس کو وضو کر کے سنے اُس کو
تلاوت کے برابر ہے ثنائے موسیٰ کاظمؑ

نظر ہٹتی نہیں جنت کی اسکے روئے اقدس سے
ترے در پر جو سر اپنا جھکائے موسیٰ کاظمؑ

ثقیفائی نجس دل میں نظر یہ آ نہیں سکتی
غدیری دل میں ملتی ہے ولائے موسیٰ کاظمؑ

مرے مولاؑ کی پرواز قدم افلاک سے پوچھو
کوئی سمجھے گا کیا رفتارِ پائے موسیٰ کاظمؑ

ستم کی دھوپ نے کوشش بہت کی تھی مٹانے کی
نہ مٹ پائے تری عظمت کے سائے موسیٰ کاظمؑ

فضا محفوظ کر لے اپنے سینے میں اسے بڑھ کر
بڑی ہی قیمتی شئے ہے صدائے موسیٰ کاظمؑ

اندھیرے قید خانے بھی چھپانے سے رہے قاصر
ترے اوصاف اتنے جگمگائے موسیٰ کاظمؑ

میں اُنکی مدح میں کوثرؔ سدا مصروف رہتا ہوں
عطائے ربِّ اکبر ہے ثنائے موسیٰ کاظمؑ

☆☆☆☆

دیکھ کر صُلب و نسب بڑھتی ہے کافر کی طرف
کتنے محتاط ہیں حیدرؑ تری شمشیر کے پاؤں

مدحت کا کوہِ طور ہے

آمدِ موسیٰؑ کا پھیلا چار سُو یوں نوُر ہے
خانۂ جعفرؑ بھی روشن آج مثلِ طور ہے

دُشمنِ آلِؑ نبیؐ ناکام ہے رنجور ہے
دل میں بغضِ آلؑ کا چھالا نہیں ناسور ہے

چار سو پھیلا ثنائے مرتضٰیؑ کا نور ہے
دار پر میثمؒ ہیں یا مدحت کا کوہِ طور ہے

سجدہ ریزی کے لئے اُترا تھا جو در پر ترے
وہ ستارا آسمانوں پر بہت مشہور ہے

بابِ زھراؑ سے طلب کرنے میں آخر شرم کیوں
آپ کیا ہیں جب ملائک کا یہی دستور ہے

بدنسب لوگوں کے دل میں آپ کی اُلفت کہاں
خوش نما جو آئنہ ہو اُسکا جوہر نور ہے

اے مصنف تو بھلا محشر میں کیا دے گا جواب
گر خلافِ آلؑ لکھنا ہی ترا دستور ہے

جو خلافِ عظمتِ آلِ ؑ نبیؐ بولے لکھے
ایسا مُفتی ایسا شاعر کب ہمیں منظور ہے

جس ستارے نے جھکائی آپ کے دَر پر جبیں
نامِ زُھرا سے وہی تو عرش پر مشہور ہے

تیرا دَر چوما ستارے نے تو قسمت کُھل گئی
جھلملاتا تھا کبھی اب روشنی بھرپور ہے

ہر گھڑی وردِ زباں ہے موسیٰ کاظمؑ کا نام
اپنا شیوا ہے یہی اپنا یہی دستور ہے

مانگنے والے سے آنکھیں چار کیں کب آپ نے
ہو سخاوت میں حجابِ چشم یہ دستور ہے

اُس بلندی تک پہونچنے کے لئے صدیاں ہیں کم
جس بلندی پر تمہارے نقشِ پا کا نور ہے

مختصر سی زندگی صدیوں پہ حاوی ہو گئی
آپ کا طرزِ عمل ہر دور کا دستور ہے

گھر میں زھراؑ کے ہوا ہے آج وہ سورج طلوع
جس کا چہرہ دیکھ کر جعفرؑ کا دل مسرور ہے

ہیں خطائیں سیکڑوں کوثرؔ کو ہے تسلیم یہ
پھر بھی مولا کا کرم اُس پر سدا بھرپور ہے

جگمگانے سے

جو بات بنتی نہیں تھی کہیں بنانے سے
وہ بات بَن گئی بابِ رضاؑ پہ آنے سے

یہ فائدہ ہے وِلادت پہ گھر سجانے سے
گھروں کی بڑھتی ہے رونق تمہارے آنے سے

اِضافہ ہوتا ہے مولاؑ کی معرفت میں بہت
نصیب کھُلتا ہے اُن کے قریب جانے سے

درِ اِمامؑ کے ذرّوں کا معجزہ دیکھو
بلند ہوتا ہے کِردار سر جھُکانے سے

جو دیکھ لیتے ہیں دشمن تو خون جلتا ہے
تمھارے جشن مسرت میں مسکرانے سے

وہ خرچ کرنے پہ بھی عمر بھر نہ کم ہو گا
ہمیں مِلا ہے جو مولاؑ ترے خزانے سے

وہ جنّ و اِنس و ملائک کہ چاند تارے ہوں
سبھی نے پایا ہے بس آپ کے گھرانے سے

درِ رضاؑ کے جو ذرّوں سے ہو رہی ہے بلند
وہ روشنی کہاں تاروں کے جگمگانے سے

درِ رضاؑ پہ سلامی کو سر جھُکایا جب
بغیر مانگے عَطا کر دیا خزانے سے

او مُفتیانِ تکبّر یہ بابِ عَظمت ہے
عروج مِلتا ہے اِس در پہ سر جھُکانے سے

کتابِ کرب و بَلا میں جو نام ہیں تحریر
وہ مِٹ نہ پائیں گے کوثؔر کبھی مٹانے سے

آب و ہوا ملی

ہر اک قدم پہ کہتی ہوئی مرحبا مِلی
مشہد میں گام گام پہ جنّت فضا مِلی

عزّت مِلی، وقار مِلا اور جزا مِلی
پہنچا جو کربلا مجھے خاکِ شِفا مِلی

چاروں طرف نزول جہاں رحمتوں کا ہے
مشہد کی سر زمین بھی جنّت نما مِلی

آیا جو در پہ آپ کے خالی نہیں گیا
مثلِ حسینؑ آپ کی شانِ عَطا مِلی

اے بادشاہِ خُلد زمانے کے تاجدار
جنّت اُسی کی ہے جِسے تیری رضا مِلی

بابُ المُرادؑ تیری عَطاؤں کے میں نِثار
شاہی بھی تیرے در پہ بہ شکل گدا مِلی

مشہد کے روز و شب ہیں کہ جنّت کے رات دن
ایسی نہ کائنات میں مُجھ کو فضا مِلی

بابِ رضاؑ سے مانگ کے میں عِلم جب چلا
فِکر ونظر کو اور بھی میرے جِلا مِلی

مشہد ہو، کربلا ہو، نجف ہو، کہ کاظمین
گزرا جہاں سے خُلد کی آب و ہَوا مِلی

بابُ المُرادؑ تیری نوازش کے سیل میں
جو بھی اُتر گیا اُسے کامِل شِفا مِلی

تیرے حرم کے گنبدِ نوری کو چوم کر
خورشید بولا مجھ کو یہیں سے ضِیا مِلی

داخِل حَرم میں ہو گئے چوکھٹ کو چوم کر
جب آٹھویں اِمامؑ سے ہم کو رضا مِلی

کوثرؔ درِ امامؑ پہ جب سر کو رکھ دیا
قدسی پکارے جا تجھے عِزّت سِوا مِلی

☆☆☆

قرآنِ رضاؑ ہے

ضَوبار جہاں شمعِ شَبِستانِ رضاؑ ہے
وہ نُور کا مرکز ہے دبِستانِ رضاؑ ہے

احساس کہاں ہوتا ہے پردیس کا اُس کو
جو پہنچا خُراسان وہ مہمانِ رضاؑ ہے

کِس واسطے کرتا ہے وہ بیکار کی باتیں
واعظ سے زرا پوچھئے عِرفانِ رضاؑ ہے؟

حیدرؑ سے عداوَت کی سزا میں ہے جہنم
مُفتی کو بتا دو یہی فرمانِ رضاؑ ہے

دادا سے وِراثت جو مِلی پوتے کو دیدی
یہ اِسمِ علیؑ ہے کہ یہ مرجَانِ رضاؑ ہے

مسجد ہو مُصلاّ ہو وہ مِنبر ہو کہ محراب
جو شانِ محمدؐ ہے وہی شانِ رضاؑ ہے

میں پیاس کا شبیرؑ کی قائل ہوں ازل سے
مادر نے بتایا ہے یہ احسانِ رضاؑ ہے

جنّت کی ضمانت میں دئے دیتا ہوں تجھ کو
اے زائرِ شبیرؑ یہ فرمانِ رضاؑ ہے

ضَوبار ہو خورشید و قمر نُور سےجِس کے
وہ نورِ اِلٰہی ہے شبِستانِ رضاؑ ہے

آغوشِ علیؑ میں ہے محمدؐ کا وہ جلوہ
یا گود میں قرآن کی قرآنِ رضاؑ ہے

حاضر درِ دولت پہ جو دن رات ہے کوثرؔ
رضوان کا ہم پلّہ وہ دربانِ رضاؑ ہے

دیکھ کر بے ساختہ بڑھتی ہیں بوسے کے لئے
تعزیہ پٹکا علم تابوت و منبر انگلیاں

خیالوں میں خواب ہوتے ہیں

خدا کے حُکم سے جو اِنتخاب ہوتے ہیں
رضاؑ کے در پہ وہی باریاب ہوتے ہیں
رسولؐ ہوتے ہیں یا بُوترابؑ ہوتے ہیں
وہی جو حَاملِ اُمُّ الکتاب ہوتے ہیں
جو اِستغاثے بھی ہوتے ہیں بَابِ رحمت پر
رضاؑ کے فیض سے وہ مُستجاب ہوتے ہیں
علیؑ کی تیغ نے وہ خار زار چھوڑ دیئے
کہ جِن کی شاخوں پہ آنا گُلاب ہوتے ہیں
پلٹ کے جب بھی میں آیا تمہارے روضے سے
حرم کے جلوے خیالوں میں خواب ہوتے ہیں
علیؑ کو کہتے ہیں بے فَصل جو وصیٔ رسولؐ
وہ نُکتہ دَانِ حدیث و کِتاب ہوتے ہیں
غُلام و خَادم و مُفلِس فقیِر اِبنِ فقیر
علیؑ کے عشق میں حاصِل خِطاب ہوتے ہیں
ابھی بھی وقت ہے حیدرؑ سے دوستی کر لو
یہ لمحے زِیست کے واعظ حَباب ہوتے ہیں

یہ بیتِ فاطمہ زہراؑ ہے نُور کا مرکز
اِس ایک گھر میں کئی آفتاب ہوتے ہیں
علیؑ کے در سے لپٹ کر بنے وہ دُرِّ نجف
یہاں کے سنگ بھی عزّت مآب ہوتے ہیں

☆☆☆

جابجا تقریر کی لہجے کا پردہ بھی کیا
ثانیٔ زہراؑ ہو تم مریمؑ بھی ہیں تم پر نثار
یہ بتا زینبؑ مجھے میں تیرے لہجے کو بھلا
لہجۂ حیدرؑ کہوں یا لہجۂ پروردگار

جِلا ہو جائے گی

آلِ محبوبِ خدا جس سے خفا ہو جائے گی
زندگی اُس کے لئے پھر تو سزا ہو جائے گی

ہاں نمازِ مدحِ مولا تو ادا ہو جائے گی
موت کی ساعت بھی آئے تو قضا ہو جائے گی

جب طبیعت مائلِ مدح و ثنا ہو جائے گی
آسمانوں پر مِری فکرِ رسا ہو جائے گی

جس جگہ بھی محفلِ مدحت بپا ہو جائے گی
اُس زمیں کو دیکھنا جنّت نُما ہو جائے گی

فِکر جِس کی مائلِ ذِکرِ رضاؑ ہو جائے گی
زندگی لمحوں میں اُس کی کیا سے کیا ہو جائے گی

گر کبھی وہ روبروئے نقشِ پا ہو جائے گی
روشنی سُورج کی اِک مدّھم دیا ہو جائے گی

جب بھی موضوعِ سخن ذاتِ رضاؑ ہو جائے گی
زنگ آلودہ دماغوں پر جِلا ہو جائے گی

برسرِ منبر کھِلیں گے مدح کے تازہ گلُاب
تازگی جب شاخِ مدحت کو عَطا ہو جائے گی

چشمِ میثمؑ کے اِشارے کی زرا سی دیر ہے
اوج پر قسمت تِری فکرِ رَسا ہو جائے گی

جب ثنا کے واسطے جُنبش میں آئے گی زباں
خُشک موسم میں بھی تر آب و ہَوا ہو جائے گی

جب رقم ہو گی سرِ قِرطاس مولاؑ کی ثنا
ہر عبارت ایک زرّیں حاشیا ہو جائے گی

باغِ موسیٰؑ میں ذرا کھِلنے تو دو تازہ گلُاب
اِس زمیں کی مُنفرد آب و ہَوا ہو جائے گی

چوم لیں گی بڑھ کے جو چوکھٹ کو تیری اے رضاؑ
اُن ہواؤں میں مہک حَد سے سِوا ہو جائے گی

مدحِ مولاؑ کے لئے ہیں سینکڑوں صدیاں بھی کم
ایک شب میں کس طرح آخِر ثنا ہو جائے گی

آپ کے روضے میں جا کر سانس جو لے لے مریض
ایک لمحے میں اُسے حَاصل شِفا ہو جائے گی

دیکھ لیں گر بجلیاں زُلفِ رضاؑ کے پیچ و خَم
پانی پانی پھر تو ساون کی گھٹا ہو جائے گی
مُنتشِر ہوں آپ کی چوکھٹ کے ذرّے جس طرف
بالیقیں پھر وہ زمین دارُ الشّفا ہو جائے گی
آیت آیت مُصحفِ حق کی رضاؑ کی شان میں
اِنَّمَا ہو جائے گی اور ھَل اَتیٰ ہو جائے گی
پڑھ لو گر نادِعلیؑ بابِ رضاؑ کو چُوم کر
ایک پل میں بالیقیں تم کو شِفاء ہو جائے گی
کوثر و تسنِیم ہو نہرِ لبن یا سلسبیل
چاہنے والوں کو ہرنعمت عَطا ہو جائے گی
حشر میں اَعمال میرے جب ڈرائیں گے مجھے
آپ کی چشمِ کرم مُشکلکشا ہو جائے گی
ہیں سُرور و کیف کی بابِ رضاؑ پر بدلیاں
زندگی گُزرے وہاں تو خُوشنما ہو جائے گی
ساری دنیا سَرنگوں ہے جا کے منظر دیکھ لو
اور کیا ذاتِ رضاؑ ذاتِ خدا ہو جائے گی
زینِ اَب ہے کربلا سے شام تک کوثؔر جو وہ
جائے گی دربار زینبؑ سیّدا ہو جائے گی

ثناخواں کریں گے ہم

آمد پہ اُن کی جشنِ چراغاں کریں گے ہم
آنکھوں کو اپنی شمعِ فروزاں کریں گے ہم
خاکِ درِ علیؑ کو نُمایاں کریں گے ہم
سر اور بدن پہ ڈال کے افشاں کریں گے ہم
تسکینِ دِل کا آج یوں ساماں کریں گے ہم
مدح و ثنائے شاہِؑ خُراساں کریں گے ہم
جِس بات سے اِمامؑ کو تکلیف ہو کوئی
اِقدام ایسا کوئی نہ ناداں کریں گے ہم
باب المُرادؑ آپ کی چوکھٹ کو چُوم کر
قِسمت کو اَپنی نیّرِ تاباں کریں گے ہم
ہو گی اگر نہ جلد زِیارت ہمیں نصیب
فُرقت میں ان کی چاک گریباں کریں گے ہم
عشقِ علیؑ پلائیں گے گھُٹّی میں گھول کر
نَسلوں کو مثلِ بوذرؓ و سلماںؓ کریں گے ہم
باب علی سے اُٹھ کے نہ جائیں گے ہم کہیں
اپنے عمل سے خلد کو حیراں کریں گے ہم

جب دَر سے ہم ہیں دُور تو بتلایئے رضاؑ
تسکینِ دِل کا پھر کہاں ساماں کریں گے ہم

میزان پر، صِراط پہ، کوثر پہ، حشر میں
ہر اِک قدم علیؑ کو نِگہباں کریں گے ہم

عشقِ علیؑ میں محفلِ مدحت کے واسطے
محشر میں بھی تلاشِ ثناخواں کریں گے ہم

رُومالِ فاطمہؑ میں پہنچنے تو دیجیۓ
اَشکوں کو اپنے گوہر و مَرجاں کریں گے ہم

نامِ علیؑ پڑھا کے کہا ذُوالجلال نے
قرآن درِ نِصابِ دَبستاں کریں گے ہم

دولت عزا کی نسلوں کو ورثے میں بانٹ کر
تا حشر ان کے درد کا درماں کریں گے ہم

اشکوں کے آبشاروں کا ہدیہ چڑھائیں گے
مجلِس میں سیّدہؑ کو جو مہماں کریں گے ہم

خادِمِ درِ علیؑ کے ہیں مدّاحِ اہلبیتؑ
کوثرؔ اِسی کو زیست کا عُنواں کریں گے ہم

خوشبو وفا کی ہے

بدلی ہوئی سی چال یوں بادِ صبا کی ہے
جنّت سجی ہوئی ہے، وِلادت رضاؑ کی ہے

کاندھے پہ کالی کملی رسولِؐ خدا کی ہے
ہاتھوں میں ذُوالفقار شہِؑ لافتیٰ کی ہے

حق نے علیؑ کا نام بھی بخشا ہے آپ کو
ہر اِک صفت ہی آپ میں مشکلکشا کی ہے

موجود ہے طواف کو روضے میں ہر گھڑی
قسمت تو سب سے خوب جہاں میں ہَوا کی ہے

غُنچے چٹک کے پھولوں سے کہتے ہیں برملا
کاظمؑ کے گلستان میں آمد رضاؑ کی ہے

جب سے لکھا ہے میں نے امامِ رضاؑ کا نام
قِرطاس میں بسی ہوئی خوشبو وفا کی ہے

تم نے ہر اِک نبیؐ کی مدد کی ہے غیب سے
فِہرست میرے سامنے کُل انبیاؑ کی ہے

اکثر میں حادثات سے بچتا ہوں اِس لئے
ہر آن میرے ساتھ دُعا فاطمہؑ کی ہے

کرتا ہوں تذکرہ جو شہنشاہِ طوسؑ کا
مِلتا ہے کیفِ خاص وہ مدحت رضاؑ کی ہے

رحمٰن میرا رب ہے تو محشر سے کیوں ڈروں
حاصِل مجھے مدد مِرے مشکلکشاؑ کی ہے

صوم و صلوٰۃ، حمد و ثنا اور غمِ حسینؑ
محشر میں مرے ساتھ دعا سیّداؑ کی ہے

مِلتی ہے ہر مریض کو آکر یہیں شِفا
یہ خاصیت رضاؑ تِرے دارُالشّفا کی ہے

بالیں پہ وقتِ نزع جو موجود ہیں علیؑ
کوثرؔ کو فِکر پھر کہاں لوگو قضا کی ہے

☆☆☆

بُغض حیدرؑ میں زبانیں تو چلیں ستّر ہزار
آج اُن میں سے کسی کا بھی پتہ ملتا نہیں
چودہ صدیاں ہو گئیں عشقِ علیؑ میں دار سے
اِک زباں میثمؑ کی جسکا سِلسلہ ٹوٹا نہیں

لات اور منات کے رنگ

رضاؑ کے نام سے اُترے یوں مُشکلات کے رنگ
کہ جیسے نُور سے پھٹتے ہیں کالی رات کے رنگ

وہ جِن کے آنے سے اُبھرے ہیں کائنات کے رنگ
اُنہیں کی مدح سے نِکھرے مِری حیات کے رنگ

حدِ وجود میں پائے ہیں ممکنات کے رنگ
علیؑ کی ذات میں مِلتے ہیں رب صفات کے رنگ

ثنا مَیں کیوں نہ کروں آپ کی امامِ رضاؑ
سُخن کو آپ نے بخشے تجلیات کے رنگ

قدم قدم پہ پُکارا ہے یا علیؑ کہہ کر
علیؑ کے نام سے اُڑتے ہیں مشکلات کے رنگ

قسم خدا کی بہ فیضِ ثنائے آلِ رسولؐ
نِکھرتے رہتے ہیں پَل پَل مِری حیات کے رنگ

گیا نہ جِنّ و بشر اور کوئی مَلک خالی
رضاؑ نے رکھے ہیں ہر پَل سبھی کی بات کے رنگ

یہ بزمِ شاہِؑ خُراساں ہے تم بھی آ جاؤ
یہاں نہ نسل کے جھگڑے نہ ذات پات کے رنگ

جہادِ سیف کا موقع کہاں تھا تیرے لئے
وگرنہ اور بھی کھُلتے تِری حیات کے رنگ

جو بغضِ آلِ پیمبرؐ لئے ہیں سینوں میں
بس اُن کے چہرے پہ مِلتے ہیں کالی رات کے رنگ

علیؑ کو مانا تھا مانا ہے اور مانیں گے
غدیر والے بدلتے نہیں ہیں بات کے رنگ

ہے وجہِ خِلقتِ عالم یہ خَمسۂ نُجبا
اسی کے فیض سے نِکھرے ہیں کائنات کے رنگ

نبیؐ کے دوش پر آکر علیؑ نے کعبے میں
اُتار ڈالے ہیں سب لات اور منات کے رنگ

سفر ہو جنگ ہو، فاقے ہوں یا مُصیبت ہو
رُخِ علیؑ سے نہ اُترے کبھی ثبات کے رنگ

مُباہلے کی فضاؤں میں ہم نے دیکھے ہیں
صداقتوں کے، طہارت کے،حق کی بات کے رنگ

جِلا کے شیر کو قالیں کے شَر کی محفل میں
رضاؑ نے ہنس کے اُتارے ہیں شَر صفات کے رنگ

سُنا ہے نزع میں مِلنے کو آئیں گے مولاؑ
وہ کیا حَسین سے ہوں گے مِری ممات کے رنگ

اُسی نے زہر دیا اور اُسی نے دی بیٹی
بدلتے دیکھے ہیں ہم نے یوں شَر صِفات کے رنگ

تِرے حرم کے اُجالوں میں ہم نے دیکھے ہیں
نوازِشوں کے، عِنایت کے، اِلتفات کے رنگ

عجم کے لوگ ترستے تھے زندگی کے لئے
رضاؑ کے آنے سے نِکھرے رُخِ حیات کے رنگ

بہا کے چلّو میں تشنہ لبی میں غازیؑ نے
اُتار ڈالے ہیں بہتی ہوئی فُرات کے رنگ

یہ حمد و نعت،قصیدے، سلام اور نوحے
اِنھیں سے نِکھریں گے کوثؔر تِری نجات کے رنگ

☆☆☆

چراغاں مرے لئے

یارب ہو کوئی غیب سے ساماں مرے لئے
ہموار کر دے راہِ خُراساں مرے لئے

ذِکرِ رضاؑ ہے آج کا عُنواں مرے لئے
الفاظ کر رہے ہیں چراغاں مرے لئے

بزمِ سُخن سجائی ہے مِدحت کے واسطے
فِطرت ہوئی ہے آج غزل خواں مرے لئے

لب کو رضاؑ کے چُوم کے کاظمؑ نے دی صدا
نازِل ہُوا ہے بولتا قرآں مرے لئے

گھبرا کے جب کہا کہ مدد کیجئے رضاؑ
جنگل میں ہو گیا ہے چراغاں مرے لئے

بابِ رضاؑ کی خاک کے ذرّوں سے خُلد میں
کتنے بنے ہیں قصرِ فروزاں مرے لئے

میزان پر، صِراط پہ، کوثر پہ، خُلد میں
آئے مدد کو شاہِ خُراساںؑ مرے لئے

بابِ رضاؑ سے اُٹھ کے نہ جاؤں گا میں کہیں
کیوں مُنتظِر ہے خُلد میں رضواں مرے لئے

خوش آمدید کہہ کے چلا خُلد سے مَلک
مہمانِ خاص تو ہے ثنا خواں مرے لئے

جیسے ہی میرے دل نے کہا یا علیؑ مدد
ساحل میں خود بدل گیا طوفاں مرے لئے

کوثر پہ، سلسبیل پہ اور بابِ خُلد پر
آواز دیتا پھِرتا ہے رضواں مرے لئے

رضوان تُو بھی دیکھ کے کہہ دے گا برملا
جنّت سے کم نہیں ہے خُراساں مرے لئے

کوثؔر مجھے دوا کی ضرورت نہیں کوئی
ذکرِ علیؑ ہے درد کا درماں مرے لئے

☆☆☆

پیچ و تاب ہوتا ہے

خدا کا قہر نبیؐ کا عتاب ہوتا ہے
تقیؑ کے بُغض میں خانہ خراب ہوتا ہے

دیارِ شاہؑ میں جو باریاب ہوتا ہے
قسم خدا کی بہت فیضیاب ہوتا ہے

تقیؑ کے عزّ و فضائل کا جاننے والا
خدا کے بعد رِسالت مآبؐ ہوتا ہے

بیان کرتا ہوں جب سیرتِ امام تقیؑ
تو شیخ آپ کو کیوں پیچ و تاب ہوتا ہے

عجب جگہ ہے رہِ فیض روضۂ معصومؑ
کہ نامُراد جہاں فیضیاب ہوتا ہے

تقیؑ نے دے کے بھی سائل سے کی نہ چار آنکھیں
دلِ سخی میں ہمیشہ حجاب ہوتا ہے

سبھی پہ کھُل گیا عقدہ یہ جنگِ خیبر میں
علیؑ کا قہر خدا کا عتاب ہوتا ہے

شدید دھوپ میں صحنِ امامؑ میرے لئے
زمینِ گرم نہیں فرشِ خواب ہوتا ہے

شبوں کو ہوتی ہیں دنیا کی ڈیوڑھیاں مسدود
مگر کھُلا مِرے مولاؑ کا باب ہوتا ہے
بیان کیا ہو فضیلت تقیؑ کے روضے کی
جہاں پہ جود و کرم کا سحاب ہوتا ہے
فلک بھی دیکھ کے کہتا ہے خاکِ بابِ تقیؑ
ہر ایک ذرّہ یہاں آفتاب ہوتا ہے
مِرے حسینؑ کی اُلفت کا معجزہ ہے حبیبؑ
کہیں ضعیف کے رُخ پر شباب ہوتا ہے!
کریں سوال نکیرین یاعلیؑ کہنا
ہر اِک سوال کا اپنا جواب ہوتا ہے
برسنے لگتے ہیں پیاسوں کی یاد میں آنسو
ہمارے صبر کو جب اِضطراب ہوتا ہے
بتایا ماں نے کہ بیٹا اندھیری تُربت میں
یہ داغِ ماتمِ شہؑ آفتاب ہوتا ہے
درِ امامؑ کو آنکھوں سے چوم لو کوثرؔ
یہاں پہ سر کا جھُکانا ثواب ہوتا ہے

☆☆☆

طہارت کی روشنی

دیکھی درِ علیؑ پہ جو رفعت کی روشنی
اُترا سِتارہ لے کے فضیلت کی روشنی

زہراؑ کے گھر میں دیکھی رسالت کی روشنی
قائم وہیں ہے اب بھی امامت کی روشنی

ایسی سُنی نہ دیکھی عبادت کی روشنی
گردن پہ تیغ لب پہ تلاوت کی روشنی

خلدِ بریں سے لائے نہ رضوان کیوں لباس
ہے لب پہ فاطمہؑ کے صداقت کی روشنی

زیرِ کسائے فاطمہؑ یکجا ہیں پنجتنؑ
چادر سے چھَن رہی ہے طہارت کی روشنی

ٹھہری ہے کُل عبادتِ کونین پر گراں
خندق میں مرتضیٰؑ تِری ضربت کی روشنی

یہ تو مِرے حسینؑ کے سجدے کا فیض ہے
پھیلی ہے چار سُو جو عبادت کی روشنی

آنکھوں پہ جِن کی پردے ہیں کُفر و نِفاق کے
کیسے مِلے گی اُن کو حقیقت کی روشنی

خیبر میں مصطفیٰؐ نے جو نادِ علیؑ پڑھی
محسوس کی علیؑ نے تلاوت کی روشنی

عِلم و کمال و خُلق و مروّت کے تاجدار
کوثرؔ نے تم سے پائی ہے مدحت کی روشنی

شکلِ رسوؐل اسمِ علیؑ عمرِ فاطمہؑ
شبیرؑ تیرا لال تو اپنی مثال ہے
زینبؑ نے کیسے پالا تھا صدیاں گزر گئی
اکبرؑ کی عمر آج بھی اٹھارہ سال ہے

سیرت میں پیمبرؐ ہے

ہے نام حسنؑ تیرا سیرت میں بھی شبّرؑ ہے
تو زُہد میں عابدؑ ہے اور صبر میں سرورؑ ہے
شہزادہ ہے جنّت کا اور حُسن میں اکبرؑ ہے
صُورت میں علیؑ جیسا سِیرت میں پیمبرؐ ہے

تو نور کا بیٹا ہے دادا ہے تِرا نوری
قرآن کی نظروں میں تو نور کا پیکر ہے
زہراؑ ہے خموشی میں تقریر میں ہے زینبؑ
جملے میں پیمبرؐ ہے اور عِلم میں حیدرؑ ہے

کیا اُس کے مُقابِل پر ٹھہرے گی بھلا دنیا
سمٹا ہُوا جب اُس میں کُل عزمِ پیمبرؐ ہے
باقی ہے جہاں اب تک مولاؑ تِرے صدقے میں
روشن تِری برکت سے یہ ماہِ منوّر ہے

بے آل ، پیمبرؐ کو دنیا نے کہا لیکن
قرآن کی نظروں میں تُو سورۂ کوثر ہے
مولاؑ سے مِلا کوثؔر مدحت کا صلہ تم کو
اِک ہاتھ میں جنّت ہے، اِک ہاتھ میں کوثر ہے

قدِ طفلانہ کیا جانے

قسم بہلول کی! تجھ کو کوئی دیوانہ کیا جانے
اگر سمجھے تو ہم سمجھے کوئی بیگانہ کیا جانے

حقیقت کا جو قائل ہے بھلا افسانہ کیا جانے
ہمارا دل ہے غیروں سے بھلا یارانہ کیا جانے

خیالِ کیفِ مولاؑ میں سدا سرشار رہتا ہے
مصیبت کِس کو کہتے ہیں ترا دیوانہ کیا جانے

میں اُن کی بزمِ نوری پر نچھاور جان کرتا ہوں
مِرے عزمِ شہادت کو بھلا پروانہ کیا جانے

مئے میخانۂ مولاؑ کا کیف و لطف لاثانی
اُسے میکش سمجھتے ہیں کوئی پیمانہ کیا جانے

ہمیشہ نور رہتا ہے یہاں قائمؑ کی برکت سے
اندھیرا کِس کو کہتے ہیں مِرا کاشانہ کیا جانے

جہاں میں عِلم و دانش کا مقدّر، آپ سے روشن
ادھورا عِلمِ واعظ کا قدِ طِفلانہ کیا جانے

وہاں ذرّہ بھی سُورج ہے جہاں پر آپ رہتے ہیں
وہ بستی کِس قدر آباد ہے ویرانہ کیا جانے

عریضہ لکھ کے کاغذ اور قلم پر حالِ دِل کھولوں
خبر اُن کو ہے پَل پَل کی بھَلا مولاؑ نہ کیا جانے

خدا والے نبیؐ والے علیؑ والے ہی سمجھے ہیں
حقیقت نورِ وحدت کی کوئی بیگانہ کیا جانے

فقط پیتا ہوں کوثرؔ ساقئ کوثر کے ہاتھوں سے
کِسی ناپاک شربت کو مِرا پیمانہ کیا جانے

☆☆☆

قرآن پڑھا کرتے ہیں

غم کو وابستۂ مِعیارِ وفا کرتے ہیں
ہم سلیقے سے زمانے میں جِیا کرتے ہیں

ہم یہ اشکوں سے عریضے جو لِکھا کرتے ہیں
اُن میں بس دید کے ارمان ہُوا کرتے ہیں

اُن کی دہلیز جو مِل جائے تو قسمت چمکے
وہ اندھیروں کو اُجالے جو عطا کرتے ہیں

زخم سینے کے دِکھاؤں تو دِکھاؤں کِس کو
لوگ اِس دَور میں زخموں پہ ہنسا کرتے ہیں

اُن کا جلوہ ہی نظر آتا ہے تا حدِّ نظر
مُستقِل وہ مِری آنکھوں میں رَہا کرتے ہیں

منتظِر ہوں گے فقط اِذنِ الٰہی کے لئے
ورنہ مولاؑ تو ہواؤں پہ چلا کرتے ہیں

جو گُزرتے ہیں ترے سایۂ رحمت میں مِرے
رات دن یاد وہ لمحات کیا کرتے ہیں

سب کِیا کرتے ہیں گُل اور چمن کی باتیں
ہم بیاں ہجر کے حالات کِیا کرتے ہیں

روئے پُر نُور کی پڑ جاتی ہے تابش جِن پر
کام تاروں کا وہ ذرّات کیا کرتے ہیں

مری بےنور نگاہوں کو تجلّی دے دیں
آپ تو سُوکھے درختوں کو ہَرا کرتے ہیں

حرف آجائے نہ بس اپنی غُلامی پہ کہیں
ہر نفس سوچ کے ہم سانس لیا کرتے ہیں

راستہ ہم نے عریضے کا چُنا حکمت سے
نامہ بر ہم نے سُنا خط کو پڑھا کرتے ہیں

ایک ہی بار سہی آپ سے مِلنا ہے ہمیں
ایک اُمیّد ہے اور اُس پہ جِیا کرتے ہیں

کون بتلائے ہمیں تیری حقیقت مولاؑ
آج مفتی بھی قبیلوں میں بنٹا کرتے ہیں

شاعری اُن کے گھرانے کی عطا ہے ہم کو
نوکِ نیزہ پہ جو قرآن پڑھا کرتے ہیں

شب کو فرقت میں تصوّر کے سہارے کوثرؔ
پہروں اِک نور سے ہم بات کِیا کرتے ہیں

کون ہے جس کو انتظار نہیں

اُن کی اُلفت سا روزگار نہیں
مدحِ مولاؑ سا کاروبار نہیں
زندگی کی کوئی پکار نہیں
کیا زمانے پہ آشکار نہیں
ہم کو دنیا سے کوئی پیار نہیں

نور لازم ہے روشنی کے لئے
تجھ سے غفلت ہے گُم رہی کے لئے
تیری اُلفت ہے زندگی کے لئے
تیری مِدحت ہے آگہی کے لئے
عظمتوں کا تری شُمار نہیں

ہم کو مدحت کا جام دو مولاؑ
برکتوں کا نظام دو مولاؑ
لب کو حُسنِ کلام دو مولاؑ
اِذنِ عرضِ سلام دو مولاؑ
دِل کو بے مدح کچھ قرار نہیں

حق کی پہچان ہو جہاں کے لئے

عدل کی جان ہو جہاں کے لئے

روحِ قرآن ہو جہاں کے لئے

کُلِّ ایمان ہو جہاں کے لئے

تم سا دنیا میں باوِقار نہیں

ہر قدم عِلم و آگہی دینا

مجھ کو مولاؑ نہ تیرگی دینا

تیرا خادم ہوں روشنی دینا

دید تک مجھ کو زندگی دینا

اور دِل کی کوئی پکار نہیں

تم سے قائم ہے زندگی کا نِظام

تم سے قائم ہے روشنی کا نِظام

تم سے قائم ہے آگہی کا نِظام

تم سے قائم ہے رہبری کا نِظام

نعمتوں کا کوئی شُمار نہیں

دردِ خوشبو ہَوا ہے پردے میں
خِضرؑ سا رہنما ہے پردے میں
عیسیٰؑ حق نُما ہے پردے میں
جیسے اپنا خدا ہے پردے میں
تو بھی ویسے ہی آشکار نہیں

میری ہَر آن جستجو تم ہو
میری دنیائے گفتگو تم ہو
میرا دریائے آرزو تم ہو
باغِ مدحت کا رنگ و بُو تم ہو
تم نہ ہو گر تو پھر بہار نہیں

تم کو سب آفتاب کہتے ہیں
ہم تو غیبت مآبؑ کہتے ہیں
دین حق کی کتاب کہتے ہیں
ثانی بوترابؑ کہتے ہیں
تم سا دنیا میں با وقار نہیں

معترف جو نہیں ہے غیبت کا
مستحق ہے وہ صرف لعنت کا
جس نے پایا شرف ہے مدحت کا
ہے وہ حق دار قصر جنّت کا
بخششوں کا تری شمار نہیں

وہ پرندے ہوں یا ہوں وہ حیواں
ہوں وہ جنات یا وہ ہوں انساں
ہوں وہ حوریں کہ خلد کے غلماں
ہوں وہ جبریلؑ یا وہ ہو رضواںؑ
تم پہ کس کو ہے افتخار نہیں

چاند تارے فلک چمن صحرا
قبر زہراؑ کہ گنبد خضرا
بیت مقدس کہ خانۂ کعبا
کربلا شام یا نجف، کوفا
کون ہے جس کو انتظار نہیں

دین حق کی کتاب آجاؤ
اے نبیؐ کے شباب آجاؤ
آؤ غیبت مآبؑ آجاؤ
آخری بوترابؑ آجاؤ
اب ہمیں تاب انتظار نہیں

جان و دل سے نثار ہیں ہم لوگ
وارث انتظار ہیں ہم لوگ
لائق اعتبار ہیں ہم لوگ
شہؑ کے ماتم گسار ہیں ہم لوگ
کیا تمھیں ہم پہ اعتبار نہیں

دیکھو مولاؑ جو حال میرا ہے
مجھ کو درد و الم نے گھیرا ہے
ہر طرف ظالموں کا ڈیرا ہے
رات جیسا مرا سویرا ہے
کیا یہ سب تم پہ آشکار نہیں

تم نے کوثر کو کیا نہیں بخشا
یعنی مدحت کا دے دیا تحفا
حق تمہاری ثنا کا کیا ہو ادا
تم نے لکھوا دیا جو میں نے لکھا

اپنی سانسوں پہ اعتبار نہیں

بھاری تھا زمانے پہ محمدؐ کا برادر
وہ جسکو لقب فاتحِ خیبر کا ملا ہے
دل کیوں نہ بڑھے آج پیمبرؐ کا فلک پر
جب بھائی کے لہجے میں خدا بول رہا ہے

سورج نکلنے والا ہے

نصیب عالم امکاں بدلنے والا ہے
سحر قریب ہے سورج نکلنے والا ہے

وہی تو سارے زمانے کو روشنی دے گا
جو اک چراغ ہدایت کا جلنے والا ہے

حریف نسل نبیؐ کا نصیب ہے ابتر
شجر رسولؐ کے کنبے کا پھلنے والا ہے

کرے گا نہج بلاغت کی کھیتیاں گلزار
ابھی جو علم کا چشمہ ابلنے والا ہے

بنا ہے کوہ عداوت جو آل احمدؐ کا
وہ مثل برف بہت جلد گلنے والا ہے

عریضہ دید کا لکھے گا میرے عارض پر
جو میری آنکھوں سے چشمہ ابلنے والا ہے

لحد ہو ، حشر ہو، میزاں ہو ہر جگہ کوثرؔ
علیؑ کے نام کا سکہ ہی چلنے والا ہے

اُن کے آنے کا انتظار کرو

قولِ مرسلؐ ہے اعتبار کرو
اُن کے آنے کا انتظار کرو

اُنکے دشمن کو بیقرار کرو
جشنِ قائمؑ کو شاندار کرو

اُنکے شاعر ہو افتخار کرو
ہاں مگر شکرِ کردگار کرو

عشقِ دنیا کو بے دیار کرو
اپنے مولاؑ کا انتظار کرو

پہلے تقویٰ تو اختیار کرو
اپنا کردار ذوالفقار کرو

جشنِ قائمؑ کو پُر بہار کرو
باغِ مدحت کو سبزہ زار کرو

ابنِ نرجسؑ جمالِ احمدؐ ہیں
اُنکے قدموں پہ دل نثار کرو

عصرِ حاضر کے بوترابؑ ہیں وہ
تذکرہ اُن کا دار دار کرو

لِکھ کے اشعار مدحِ مولاؑ میں
لمحے لمحے کو با وقار کرو

مَل کے لفظوں پہ عطر جنّت کا
اپنے اشعار مُشک بار کرو

اُنکی مدحت کو جب اٹھاؤ قلم
خاص لفظوں پہ اعتبار کرو

دھو، کے الفاظ آبِ کوثر سے
اُنکی مدحت کو شاہکار کرو

جو امامت کرے گا عیسیٰؑ کی
مرتبہ اُسکا آشکار کرو

اُنکے دادا نے کر دیا ممکن
فتحِ خیبر پہ افتخار کرو

میرے افکار اور اُنکے قدم
آیتو آؤ اور حصار کرو

ہو اگر بوریا نشیں کے غلام
خسروی کو تو خاکسار کرو

خاک اُڑتی ہے میری نظروں میں
زندگی میری خوشگوار کرو

اُنکے قدموں کی دھول بن جاؤ
دہر کو زیر اقتدار کرو

چاند ذرّہ ہے اُنکے قدموں کا
اپنی ہستی کو خاکسار کرو

اُنکے رُخ پر نقاب رہنے دو
خانۂ دل میں پردہ دار کرو

حبِّ دنیا کو چھوڑ کر کوثرؔ
ابنِ نرجسؑ کا انتظار کرو

☆☆☆



سراب دیکھیں گے

علیؑ کی تیغ کو جب بے نقاب دیکھیں گے
عدوئے دین کا خانہ خراب دیکھیں گے

پلٹتا عرش پہ پھر آفتاب دیکھیں گے
زمیں کو ضد ہے نیا بوترابؑ دیکھیں گے

جو نور خاک درِ بوترابؑ دیکھیں گے
تو چاند تاروں کے رُخ پر حجاب دیکھیں گے

حسنؑ کے گھر میں رسالتؐ مآب دیکھیں گے
خدا کے گھر میں علیؑ کا جواب دیکھیں گے

بہارِ باغِ رسالتؐ مآب دیکھیں گے
تِری گلی میں گلوں میں گلاب دیکھیں گے

علیؑ کے لہجے میں بولے گا جب وہ کعبے میں
لبوں پہ اس کے مہکتے گلاب دیکھیں گے

نظر کے سامنے رہ کر نظر نہیں آتے
تمہاری دید کے کب تک سراب دیکھیں گے

وہ جس کو دیکھ کے غش آ گیا تھا موسیٰؑ کو
ہم اپنی آنکھوں سے وہ آفتاب دیکھیں گے

حجاب رُخ پہ ہے اُن کے یا اپنی نظروں پر
ہم اس سوال کا اک دن جواب دیکھیں گے

گِرے ہیں طور پہ موسیٰؑ جو غش میں جلوے سے
مسیحؑ کیسے ظہورِ جناب دیکھیں گے

نظر میں میثمؑ و دعبلؑ کی شاعری رکھ کر
فرازِ دار سے راہِ ثواب دیکھیں گے

تمہیں جو دیکھیں گے ہم روئے اکبرؑ ِ مہرو
رسولِ ؐپاک کا عہدِ شباب دیکھیں گے

بچھائے آنکھوں کو موجیں پڑی ہیں قدموں میں
بلائیں لیں گے تمھیں جب حُباب دیکھیں گے

فلک بھی سر کو جھکائیں گے پاؤں پر اُن کے
اگر وہ سائیہِ گردُوں جناب دیکھیں گے

وہ جن کو بغض ہے باغِ نبیؐ کے پھولوں سے
تو ایسے خاروں میں ہم اضطراب دیکھیں گے

ستم کے پیڑوں کے پتّے بھی سوکھ جائیں گے
جو شاخِ کعبہ پہ تازہ گلاب دیکھیں گے

درِ سقیفہ بھی خیبر سا خاکسار ہوا
اب آؤ کرب وبلا کا حِساب دیکھیں گے

تمہارے ہاتھ ہیں ہر نبض کائنات پہ جب
تو دل یہ کہتا ہے ہم انقلاب دیکھیں گے

لحد ہو حشر ہو میزان ہو کہ روزِ حساب
ترِے کرم کا سروں پر سحاب دیکھیں گے

عزائے شاہؑ کے اشکوں کی تابشوں کی قسم
ہمیں یقیں ہے انہیں بے نقاب دیکھیں گے

قلم اُٹھائیں گے اُن کی ثنا کو جب کوثرؔ
تو اپنی فکر و نظر پر شباب دیکھیں گے

☆☆☆

خطاب زینبؑ

نہج حیدرؑ میں سنا سب نے خطاب زینبؑ
نہ ملا کوئی خطابت میں جواب زینبؑ

غیظ میں آئے گا جب عرش عتاب زینبؑ
ظلم پر ٹوٹ کے برسے گا سحاب زینبؑ

بے ردائی میں بھی قائم تھا حجاب زینبؑ
رخ پہ بالوں نے کیا کار نقاب زینبؑ

معترض ہے جو تبرک پہ عزاداری کے
ان پہ اترے گا بہت جلد عذاب زینبؑ

دخترِ حیدرؑ و زہراؑ ہے یہ ہمشیرِ حسینؑ
دونوں عالم میں نہیں کوئی جوابِ زینبؑ

حامل علم و خرد فہم و نظر سے پوچھو
کور چشموں کو کہاں علم نصاب زینبؑ

پوچھئے باغ شہادت کے زرا پھولوں سے
کتنے ممتاز چمن ہیں وہ گلاب زینبؑ

سب کو یاد آگئے دربار میں حیدرؑ لیکن
کھل کے برساہی کہاں ابر خطابِ زینبؑ

شکل اطفال میں دشمن پہ سر دشت بلا
نصرت شاہؑ میں دیکھا ہے جواب زینبؑ

تھے نگہبان حرم عصر سے پہلے عباسؑ
عصر کے بعد ہیں کلثومؑ و جناب زینبؑ

راہ قربانی و ایثار میں بے مثل و نظیر
ہیں فقط حضرت عباسؑ و جناب زینبؑ

باپ ، ماں ، بھائی ، بھتیجے، تو پسر بھی ہیں شہید
تر بتر خون میں دیکھی ہے کتاب زینبؑ

نامِ شبیرؑ پہ جاں کیوں نہ لٹا دے کوثرؔ
ذکر سے جن کے مِلا علمِ نصاب زینبؑ

زینبؑ تو کربلا کے مقدّر کا نام ہے

زینبؑ علیؑ کی لاڈلی دختر کا نام ہے
زینبؑ جلال حمزہؑ و جعفرؑ کا نام ہے
زینبؑ ثبات وصبر کے پیکر کا نام ہے
زینبؑ نبیؐ کے دین کی رہبر کا نام ہے
زینبؑ بقائے مقصد سرورؑ کا نام ہے
زینبؑ تو کربلا کے مقدّر کا نام ہے
زینبؑ صفات حضرت حوّاؑ کا نام ہے
زینبؑ صفات مریمؑ و سارہؑ کا نام ہے
زینبؑ صفات شان خدیجہؑ کا نام ہے
زینبؑ صفات فاطمہ زہراؑ کا نام ہے
زینبؑ صفات نور پیمبرؐ کا نام ہے
زینبؑ علیؑ کو تحفۂ داور کا نام ہے

زینبؑ خدا شناس پیمبرؐ کی گفتگو
زینبؑ نبیؐ صفات تو حیدرؑ کی گفتگو
زینبؑ حسنؑ کی بات تو سرورؑ کی گفتگو
زینبؑ ہے کربلا کے بہتر کی گفتگو

زینبؑ بلاغتوں کے سمندر کا نام ہے
زینبؑ تو پنجتنؑ کے سخنور کا نام ہے

زینبؑ حجاب لوح و قلم ، علم مصطفاؐ
زینبؑ کا حسنِ فکر و نظر مثل مرتضاؑ
زینبؑ ہیں عظمتوں میں طہارت میں فاطمہؑ
زینبؑ چراغ فکر و عمل جان کربلا

زینبؑ تو شان خالق اکبر کا نام ہے
زینبؑ فضیلتوں کے شناور کا نام ہے

زینبؑ کے ہر عمل میں ہے قرآن کا نظام
زینبؑ علیؑ کا لہجہ پیمبرؐ کا ہے کلام
زینبؑ کے در پہ آکے فرشتے کریں سلام
زینبؑ کے جن و انس ملائک سبھی غلام

زینبؑ تو رشک مہر منور کا نام ہے
زینبؑ فضیلتوں کے مقدّر کا نام ہے

زینبؑ نے کربلا میں بھرا گھر لٹا دیا
زینبؑ نے اپنے بھائی کا مقصد بچالیا
زینبؑ نے عزم و صبر کا جوہر دکھا دیا
زینبؑ نے اپنے بیٹوں کو شہؑ پر فدا کیا

زینبؑ عطائے خالق اکبر کا نام ہے
زینبؑ تو عزم و صبر کے لشکر کا نام ہے

زینبؑ نے کربلا میں ستم کو مٹا دیا
زینبؑ نے ہر شہید کو اک حوصلا دیا
زینبؑ کے دونوں بیٹوں نے میداں ہلا دیا
زینبؑ کے شیر خوار نے لشکر رلا دیا

زینبؑ جہاد سبط پیمبرؐ کا نام ہے
زینبؑ تو جنگ قاسمؑ و اکبرؑ کا نام ہے

زینبؑ ہیں اپنے بھائی کے مقصد کی پاسباں
زینبؑ ہیں کربلا کے مظالم کی داستاں
زینبؑ ہیں ہر شہید کے لاشے کی نوحہ خواں
زینبؑ ہیں تشنگیِ سکینہؑ کی ترجماں

زینبؑ صفات عزم پیمبرؐ کا نام ہے
زینبؑ کمال ہمت اصغرؑ کا نام ہے

زینبؑ اٹھیں تو عزم کی دنیا پہ چھا گئیں
زینبؑ سوال بیعت فاسق مٹا گئیں
زینبؑ ستم کے قصر کو ٹھوکر سے ڈھا گئیں
زینبؑ علیؑ کے لہجے میں کوفہ ہلا گئیں

زینبؑ علیؑ کے شیر کے تیور کا نام ہے
زینبؑ تو عزم فاتح خیبر کا نام ہے

زینبؑ کی ذات پاک کا کوثرؔ ہو کیا بیاں
زینبؑ ہیں پنجتنؑ کی طہارت کی پاسباں
زینبؑ ہیں اپنے بھائی کے مقصد کی روح وجاں
زینبؑ ہیں کربلا کے شہیدوں کی داستاں

زینبؑ بقائے ماتم سرورؑ کا نام ہے
زینبؑ تو کربلا کے مقدّر کا نام ہے

سولی پہ جان ہے

باب المرادؑ پر جو سر مدح خوان ہے
فکروں میں زور ، جذبہ مدحت جوان ہے
دست جریؑ میں تیغ نہ تیر و کمان ہے
لیکن سپاہ شام کی سولی پہ جان ہے
دنیائے تشنگی کے سمندر کے سامنے
آواز دے رہی ہے وفا امتحان ہے
مشکیزہ اب علم سے نہ ہوگا کبھی جدا
غازیؑ کے امتحان عطش کا نشان ہے
ساحل پہ اڑتی ریت بتاتی ہے آج تک
دریا کے ہونٹ خشک ہیں سوکھی زبان ہے
دریا کو آج پیاسے نے پانی پلا دیا
سقائے کربلا کی نرالی یہ شان ہے
فوج یزید بھاگی یہ کہتی اِدھر اُدھر
تیغ جریؑ سے آج اجل ہم زبان ہے

خونِ جریؑ نے تر کئے ساحل کے سوکھے ہونٹ
آبِ فرات دیکھ یہ پیاسے کی شان ہے
دے کر علم حسینؑ نے عباسؑ سے کہا
اے بھائی اب یہ آج سے تیرا نشان ہے
عباسؑ بولے آج وصولوں گا گھاٹ پر
باقی جو شامیوں پہ سروں کی لگان ہے
انکار شہؑ کا قصر تو باقی ہے آج تک
بیعت بتا کہیں پہ ترا بھی مکان ہے
رن میں نماز عصر پڑھیں گے ابھی حسینؑ
اصغرؑ چلے ہیں دشت کو وقت اذان ہے

جو نہ سمجھے آج تک تیری زبان خاص کو
بس وہی بے شیرؑ تجھ کو بے زباں کہتے رہے

جلالت لئے ہوئے

چشمِ غضب میں عکسِ قیامت لئے ہوئے
عباسؑ ہیں علیؑ کی جلالت لئے ہوئے

صفّین میں علیؑ سے اجازت لئے ہوئے
عباسؑ آ رہے ہیں قیامت لئے ہوئے

قبضے میں گھاٹ دوش پہ مشکیزہ و علم
ٹھوکر میں باوفا ہے حکومت لئے ہوئے

غازیؑ کھڑا ہے سر کو جھکائے بصد ادب
پیشِ امامؑ جنگ کی حسرت لئے ہوئے

باب المراد آپؑ کی دہلیز کو سلام
سُلطان آ رہے ہیں ضرورت لئے ہوئے

کِرنیں بتا رہی ہیں یہ چھَن کر نقاب سے
عباسؑ ہیں علیؑ کی شباہت لئے ہوئے

صفّین ہو جمل ہو کہ ہو کربلا جریؑ
ہر اک جگہ ہے حسرت شرکت لئے ہوئے

خوفِ جریؑ میں گھاٹ سے بھاگے تھے جو عدو
دنیا میں آج پھرتے ہیں ذلّت لئے ہوئے

عبّاسؑ پھر سے آپؑ کے روضے کی دید ہو
کوثرؔ ہے اپنے دل میں یہ حسرت لئے ہوئے

جریؑ جھوم رہا ہے

درماں ہے مرے درد کا زخموں کی دوا ہے
عباسؑ ترے نام میں کیا خوب شفا ہے

کیا فکر جو بدلی ہوئی دنیا کی ہوا ہے
کوثرؔ ترے ماتھے پہ تو عباسؑ لکھا ہے

سرداروں میں ہلچل ہے تو فوجوں میں تلاطم
غازیؑ تو ابھی شہؑ سے علم مانگ رہا ہے

موسیٰؑ تری ہیبت کا کروں ذکر میں کیونکر
عباسؑ کی ہیبت تری ہیبت سے سوا ہے

شبیرؑ کی عظمت کو سمجھنا نہیں آساں
عباسؑ نے شبیرؑ کو آقا ہی کہا ہے

بھر پایا نہ بھر پائے گا تا روز قیامت
وہ گھاؤ جو دریا تجھے پیاسے نے دیا ہے

آقاؑ مرا پانی نہ پیئے گا ترا دریا
بولا یہ فرس تو مری ٹھوکر میں پڑا ہے

عباسؑ چلے لیکے علم گھاٹ کی جانب
اب دیکھئے میدان میں کتنوں کی قضا ہے

چوما کبھی پرچم کو کبھی مشک کو چوما
یوں جوش شجاعت میں جریؑ جھوم رہا ہے

عباسؑ کو مشکل میں پکارو کہ علیؑ کو
دونوں ہی سے مشکل کا جگر کانپ رہا ہے

بازو تو علمدارؑ کے ساحل پہ کٹے تھے
لاشہ مگر اُس شیر کا دریا پہ ملا ہے

شبیرؑ پکارے کہ ردا تھام لو زینبؑ
دریا کی ترائی میں قمر ڈوب رہا ہے

مشکیزہ جریؑ نے ابھی باندھا تھا علم سے
سب بھاگ چلو گھاٹ پہ اک شور مچا ہے

پانی میں پیوں اور سکینہؑ رہے پیاسی
یہ درد تو کچھ میری عطش سے بھی سوا ہے

عباسؑ علیؑ تم ہو وفاؤں کے علم دار
کب ایسا زمانے میں وفا دار ہوا ہے

لکھنا ہے شجاعت اسے عباسؑ کی کوثرؔ
اس واسطے کاغذ پہ قلم جھوم رہا ہے

اٹھارہ سال ہے

اکبرؑ کو کیوں کہوں کہ وہ زُہرا جمال ہے
زُہرا تو اُن کے نور کی ادنیٰ مثال ہے

شکلِ رسولؐ اسمِ علیؑ عمرِ فاطمہؑ
شبیرؑ ترا لال تو اپنی مثال ہے

زینبؑ نے کیسے پالا تھا صدیاں گزر گئیں
اکبرؑ کی عمر آج بھی اٹھّارہ سال ہے

حُسن و جمال میں ہے محمدؐ کا آئنہ
جو تھی نبیؐ کی اِنکی وہی چال ڈھال ہے

اکبرؑ کا حُسن دیکھ کر یوسفؑ نے دی صدا
صدقہ تمہارے حُسن کا میرا جمال ہے

ہمشکلِ مصطفٰیؐ کا بھی کوئی نہیں لحاظ
قلبِ سپاہِ شر کی عجب چال ڈھال ہے

قاسمؑ سے شہؑ نے موت کا پوچھا جو ذائقہ
فرمایا شہد موت کی ادنیٰ مثال ہے

جنّت ترے روضے پہ ہے قربان سکینہؑ

ہے کون بھلا آپ سا ذیشان سکینہؑ
غازیؑ نے فدا آپ پہ کی جان سکینہؑ
کیا نظم کرے کوئی تری شان سکینہؑ
قران ہے جب تیرا ثنا خوان سکینہؑ
خوشبو کو لئے بیٹھی ہیں آنگن میں ہوائیں
آمد کا تری ان کو ہے عرفان سکینہؑ
وہ شخص ادب والا مہذّب بھی ملے گا
جسکو بھی ملا تیرا دبستان سکینہؑ
ہیں ساتوں فلک سر کو جھکائے ہوئے در پر
دیکھی ترے روضے کی عجب شان سکینہؑ
کرتا ہے شب وروز جریؑ اسکی تلاوت
لکھا ہے ترے رخ پہ جو قران سکینہؑ
کر سکتا نہیں قید کوئی تیرے اِرادے
بے کار ترے واسطے زندان سکینہؑ

مرجھاتے نہیں پھول ترے صحنِ چمن کے
سُورج بھی ہے اِس بات پہ حیران سکینہؑ

لایا ہے پدر کے لئے وہ عید کا جوڑا
خیاط ترے گھر کا ہے رضوان سکینہؑ

اُن چہروں سے تم نے ہی نقابوں کو اتارا
جو لوگ نہ تھے دل سے مسلمان سکینہؑ

ہوں بھائی چچا باپ کہ دادا وہ تمہارے
ہر ایک ہے ان میں شہہِ مردان سکینہؑ

دادی کے لب و لہجہ میں کرتی ہو تلاوت
سروؑر کو سناتی ہو یوں قرآن سکینہؑ

وہ شام سے پہلے ہی گیا خُلد بریں کو
جو صبح کو آیا ترا مہمان سکینہؑ

کعبہ بھی کرے روضۂ اطہر کی زیارت
کتنا ہے مقدّس ترا ایوان سکینہؑ

گیسو کو ترے دیکھ کے جبریلؑ پکارے
ہے دھوپ میں بکھرا ہوا قرآن سکینہؑ

بی بی میں کروں آپ کے روضے کی زیارت
مجھ پر جو کریں آپ یہ احسان سکینہؑ

رضوان یہ کہتا ہوا فردوس سے آیا
جنّت ترے روضے پہ ہے قربان سکینہؑ

کوثرؔ بھی لکھے پھر تری مدحت میں قصیدہ
ہوجائے قلم پر ترا احسان سکینہؑ



آفتاب جھولے سے

اٹھے گا فوج ستم پر عذاب جھولے سے
علیؑ کا آئے گا رن میں جواب جھولے سے

لکھیں گے عزم و شجاعت کی اک نئی تاریخ
ابھی جو آئیں گے چھوٹے جناب جھولے سے

وہ جس کے دادا نے چیرا تھا کلۂ اژدر
وہ کرنے آئے گا خانہ خراب جھولے سے

کسی بھی دشت میں صورت نظر نہیں آتی
ہوا ہے تیر کا خانہ خراب جھولے سے

یہ کہہ کے دشت میں ھل من کی دی صدا شہؑ نے
مدد کو آؤ مری بوترابؑ جھولے سے

صدا جو دشت میں ھل من کی دے رہے ہو حسینؑ
اب اس کا آئے گا رن میں جواب جھولے سے

لڑے گا کون تبسم کی تیغ سے آخر
ابھی جو لائیں گے چھوٹے جناب جھولے سے

زوال اس کے مقدر کو چھو نہیں سکتا
ابھی جو ہو گا طلوع آفتاب جھولے سے

ثنا کے نام پہ جو چاہو مانگ لو کوثرؔ
بھریں گے جھولی کو چھوٹے جناب جھولے سے

سلام

موسیٰؑ کی ہیبت رہ گئی

مٹ کے باطل کی جہاں سے شان وشوکت رہ گئی
گِر کے اپنے سائے پر دیوار بیعت رہ گئی

حُرؑ اندھیرا چھوڑکر جب روشنی میں آگیا
اُس کے قدموں سے لپٹ کر راہِ جنّت رہ گئی

جَونؑ کی صورت کو آکر کربلا میں دیکھیے
روشنی صحرا میں چہرے کی بدولت رہ گئی

روک لی شاہؑ ہُدا نے ذُوالفقارِ حیدریؑ
آتے آتے کربلا میں اِک قیامت رہ گئی

اِک نظر کے زور پر تھرّا گئی فوجِ یزید
دیکھ کر عباسؑ کو موسیٰؑ کی ہیبت رہ گئی

کون روکے گا بھلا جنّت میں جانے سے اُسے
جس کے دل میں ساقیِٔ کوثر کی الفت رہ گئی

مل سکی تجھ کو نہ بیعت شاہِؑ دیں سے اے یزید
ہاں قیامت تک تری قسمت میں لعنت رہ گئی

گر خدا سایہ نہ دیتا تیرے اکبرؑ کو حسینؑ
یہ بھی ہو جاتے نبیؐ بس اک فضیلت رہ گئی

وقت ہے اب بھی سنبھل جا حُرؑ سے کہتا تھا نصیب
بس مقدّر میں ترے اک شب کی مُہلت رہ گئی

کربلا سے آئی تھی پہلے ہی لُٹ کر کے ربابؑ
جو بچی تھی شام کے زنداں میں دولت رہ گئی

جاؤں میں کیسے مدینے رو کے کہتی تھی ربابؑ
کربلا کے دشت میں ننھی سی تربت رہ گئی

ایک ہی آنسو میں کوثرؔ مل گئی جنت تمھیں
لے کے مُنھ اپنا مسلماں کی عبادت رہ گئی

کُند خنجر سے

جسے ذرّہ برابر بغض ہے آل پیمبرؐ سے
کبھی سیراب ہو سکتا نہیں وہ موج کوثر سے

جہاد حضرت قاسمؑ سے رن میں شور برپا تھا
گریں چنگاریاں تیروں سے تلواروں سے خنجر سے

نہیں ذرّہ برابر فرق ہے رعب و جلالت میں
ملا کر دیکھ لو عباسؑ کی تصویر حیدرؑ سے

الٰہی کیا قیامت ہے نبیؐ کی آلؑ ہے پیاسی
ملک بھی بھیک پاتے تھے اِسی سُلطان کے در سے

زمین کربلا پر جب کیا شبیرؑ نے سجدہ
فضا گونجی صدائے نعرۂ اللہ اکبر سے

زمیں لرزی فلک کانپا چلی آندھی فضا روئی
گلوئے شاہؑ پر حملہ ہوا جب کند خنجر سے

جمال مصطفیؐ دیکھا کمال مرتضیٰؑ دیکھا
برآمد صورتیں دونوں ہوئیں سرورؑ کے لشکر سے

نہ کیوں اسلام کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو کوثؔر
جوانی دین حق نے پائی ہے صدقے میں اکبرؑ سے

روتا ہوا لشکر ہے

بھٹکی ہوئی راہیں ہیں بہکا ہوا محور ہے
ہے فکر نہیں مجھ کو مہدیؑ مرا رہبر ہے

تاریخ میں دنیا کی واحد یہی منظر ہے
ہنستا ہوا بچہ ہے روتا ہوا لشکر ہے

ہر موج پہ لکھا ہے بہتے ہوئے پانی کی
عباسؑ کے وِرثہ میں سقائیِ کوثر ہے

وہ جونؑ کا چہرہ ہے چوما تھا جسے شہؑ نے
میدانِ بلا جس کے صدقے میں منور ہے

یاد آ گئی خیبر کی قاسمؑ تری ضربت سے
پُرعزم فرشتے کا لرزا ہوا شہپر ہے

گر سایہ محمدؐ کا ہوتا تو میں خود ہوتا
کہتا ہوا دنیا سے یہ سایۂ اکبرؑ ہے

گھبرا کے عدو بھاگے دریا کی ترائی سے
عباسؑ کا جب دیکھا بگڑا ہوا تیور ہے

پھر کیوں نہ وہی آخر ہر معرکہ سر کرتا
جب دستِ یداللہؑ میں معبود کا خنجر ہے

حسرت سے شہؑ والا تکتے ہیں فلک رُو کر
اک ہاتھ میں ناوک ہے اک ہاتھ میں اصغرؑ ہے

اکبرؑ کو جو میداں میں دیکھا تو عدو بولے
شبیرؑ ترے گھر میں اک اور پیمبرؐ ہے

حیدرؑ سے مشابہ ہے ہروار ترا قاسمؑ
مرحب کی طرح ازرق ٹکڑوں میں برابر ہے

کیا جنگ کروں اِن سے عباسؑ جری بولے
اِن شام کی فوجوں پر بھاری مِرا اصغرؑ ہے

عباسؑ کو اکبرؑ کو دیکھا تو عدو بولے
ہے ایک علیؑ اِن میں اور ایک پیمبرؐ ہے

یہ بعدِ شہِؑ والا منظر ہے بیاباں میں
جلتے ہوئے خیمے ہیں چھنتی ہوئی چادر ہے

کیوں ناز نہ قسمت پر خود اپنی کرے کوثرؔ
کوثر پہ مرا ساقی جب مالکِ کوثر ہے

چودہ کی بہتّر کی

عداوت رکھ کے سینے میں کوئی آلِ پیمبرؐ کی
جھلک بھی پا نہیں سکتا کبھی جنت کی کوثر کی

عطائے سبطِ پیغمبرؐ کا چشمہ ہو گیا جاری
فرشتے مانگنے پہنچے چمک فطرسؑ کے شہپر کی

مرے اشکوں کا ہر قطرہ بجھا سکتا ہے دوزخ کو
سُبک وُسعت مِلی اک اشک سے ساتوں سمندر کی

میں بے زر ہو نہیں سکتا مری تقدیر کہتی ہے
لِکھی ہے ہاتھ میں میرے غُلامی جو ابوذرؓ کی

وہاں اذنِ وِغا عباسؑ تم پاتے بھلا کیسے
جہاں بھاری تھی فوجوں پر ہنسی ننھّے سے اصغرؑ کی

سبھی حیراں ہیں محشر میں محمدؐ کون ہے آخر
ہے بالکل ایک سی صورت نبیؐ کی اور اکبرؑ کی

سفارش چاہیئے جنّت میں جانے کی مسلمانو!
علیؑ وفاطمہؑ شبیرؑ وشبرؑ اور بہتّر کی

اذاں اکبرؑ کی سننے خلد سے داوٗدؑ آئے ہیں
صدا گونجی جو رن میں نعرۂ اللہ اکبر کی

یہی اجر رسالت ہے یہی جنت کی قیمت بھی
لگا سکتا نہیں قیمت کوئی اشکوں کے گوہر کی

گلوں کا زرد چہرہ ہے ملک بھی محو حیرت ہیں
بسی ہے خلد میں خوشبو مرے اشک معطر کی

نشانِ پا نہیں ملتے علی اصغرؑ کے میداں میں
ہوا پر پاؤں ہوں جسکے بلندی ہوگی کیا سر کی

چلی آندھی، زمیں لرزی، فلک نے خون برسایا
گلوئے شاہؑ پر رکھی گئی جب دھار خنجر کی

بہن، ماں، بیٹیاں، بیوی نہ نکلے بے ردا گھر سے
قسم ہے اے عزادارو تمھیں زینبؑ کی چادر کی

زمانہ لا نہیں سکتا کہیں سے حشر تک کوثرؔ
مثالیں پانچ کی بارہ کی چودہ کی بہتّر کی

☆☆☆

خیمے بنا رہا ہے

لشکر کا ظالموں کے منظر بتا رہا ہے
خیبر شکن کا بیٹا عباسؑ آ رہا ہے

عباسؑ ابن حیدرؑ کیا جنگ اُن سے کرتے
جب اشقیاء کو ہنس کر بچہ رُلا رہا ہے

اعدا میں ہے تلاطم لرزا ہوا ہے لشکر
ہاتھوں پہ شاہِ دیںؑ کے بے شیرؑ آ رہا ہے

دو انگلیوں پہ جس نے خیبر کا در اُٹھایا
نظروں سے اس کا بیٹا لشکر ہٹا رہا ہے

جس کو جھکا نہ پایا تو کاٹ کے بھی ظالم
وہ سر بلند ہو کر نیزے پہ آ رہا ہے

بولا سوالِ بیعت اے حرملہ سنبھل جا
اصغرؑ لبوں پہ لکھ کر اِنکار لا رہا ہے

میں ہوں علیؑ کی بیٹی عباسؑ کی بہن ہوں
زینبؑ کا ایک جملہ کوفہ ہلا رہا ہے

عبّاسؑ تم نے کاٹا دریا پہ دستِ بیعت
لپٹا ہوا علَم سے پنجہ بتا رہا ہے

ہاتھوں میں قاتلوں کے خنجر لرز رہے ہیں
خیمے سے شاہِ دیںؑ کے اب کون آ رہا ہے

دیکھا جو غش میں شہؑ کے بیمار لاڈلے کو
بڑھ کر ہوا کا جھونکا شعلے بجھا رہا ہے

بے پردہ بیبیوں کے تسکینِ دل کی خاطر
اُٹھ کر دُھواں فضا میں خیمے بنا رہا ہے

اہلِ جہاں کو اب تک اپنی زمیں پہ کوثرؔ
ہر ذرّہ کربلا کا سجدے کرا رہا ہے

☆☆☆

تجلیات کا دل

جریؑ کو دیکھ کے ہلتا ہے یوں فرات کا دل
کہ جیسے نور سے پھٹتا ہے کالی رات کا دل

جناں دی حُرؑ کو تو فطرس کو بال و پر شہؑ نے
کیا ہے جونؑ کا چہرہ تجلّیات کا دل

وہ کربلا ہے فقط کربلا زمانے میں
دھڑکتے دیکھا جہاں ساری کائنات کا دل

گیا نہ جن وبشر اور کوئی ملک خالی
حسینؑ رکھا ہے تم نے سبھی کی بات کا دل

حسینؑ نورِ سحر تو شبِ سیاہ یزید
اِسی سحر نے تو توڑا ہے کالی رات کا دل

پکارا اس لئے مشکل میں یا علیؑ کہہ کر
علیؑ کے نام سے ہلتا ہے مشکلات کا دل

علیؑ کے پوتے نے میدانِ کربلا میں یزید
لبوں سے ہنس کے مَسَل ڈالا تیری بات کا دل

چلا کے تیر ستم رن میں حرملہ رویا
صغیرؑ توڑ گیا ہنس کے شر صفات کا دل

اٹھائی لاشِ جواں اور بنائی قبر صغیرؑ
حسینؑ پایا ہے تم نے عجب صِفات کا دل

چھدی جو مشکِ سکینہؑ تو رو دیے عباسؑ
تڑپ کے رہ گیا بہتی ہوئی فرات کا دل

تم اپنے روضے پہ مولا بلا لو کوثرؔ کو
حسینؑ رکھ لو خدارا ہماری بات کا دل

☆☆☆

نعرۂ تکبیر سے

جنگ کرتے کیا بھلا عباسؑ سے شبیرؑ سے
رُو دیئے جب شام والے دشت میں بے شیرؑ سے

تھے نمازی اور حافظ قاتلِ آلِ رسولؐ
کیا نہیں واقف تھے وہ قرآن کی تفسیر سے

آلِؑ احمدؐ کی طہارت گر سمجھنا ہے تمھیں
جاؤ جا کر پوچھ لو تم آیتِ تطہیر سے

حوصلہ ہو جنگ کا عباسؑ و اکبرؑ سے جسے
پہلے وہ نظریں مِلا کر دیکھ لے بے شیرؑ سے

شہؑ سے گر رَن کی رِضا ملتی علیؑ کے شیر کو
کون بچتا پھر بھلا عبّاسؑ کی شمشیر سے

جنگِ حیدرؑ یاد آئی دیکھ کر قاسمؑ کا وار
کربلا ہلنے لگی تھی نعرۂ تکبیر سے

اپنی چادر دیکھ کر آتا تھا زینبؑ کو خیال
کون چھینے گا اِسے عبّاسؑ کی ہمشیر سے

آنے والی ہے قیامت کربلا کے دشت میں
مِل رہی ہے تیغ قاتل گردن شبیرؑ سے

پا برہنہ لے گئے جلّاد ہائے دربدر
جب کہ عابدؑ کو اذیّت تھی بہت زنجیر سے

لہجۂ حیدرؑ سنا باطل کے دل تھرّا گئے
شام وکوفہ ہل گئے زینبؑ تری تقریر سے

کیوں تمنّا خُلد و کوثر کی کرے کوثرؔ بھلا
روضۂ شہؑ مِل گیا کوثرؔ کو جب تقدیر سے

☆☆☆

چھ ماہ کے اصغرؑ نے

ہونٹوں پہ زباں پھیری میدان میں اصغرؑ نے
پانی جو کہا مانگو بے شیرؑ سے سرورؑ نے

یہ صبرِ حسینیؑ ہے یا ہیبتِ حیدرؑ ہے
لشکر کو رُلایا ہے چھ ماہ کے اصغرؑ نے

جس وقت لہو اُگلا بے شیرؑ نے مقتل میں
لب اپنے چبا ڈالے دریا نے سمندر نے

سینے سے لگاتی تھی کُرتا تو کبھی جھُولا
یوں عمر گزاری ہے بے شیرؑ کی مادر نے

ھل مِن کی صدا سُنکر میدان میں سرورؑ کی
لبیک کہی بڑھ کر چھ ماہ کے اصغرؑ نے

عاشور کو اصغرؑ کے ہونٹوں پہ ملی جیسی
دیکھی نہ ہنسی ایسی جنّت کے گلِ تر نے

بیعت کا محل توڑا اصغرؑ نے تبسّم سے
بُنیادِ عزا رکھ دی شبیرؑ کی خواہر نے

تھی تیری شہادت کی بانوؑ کو خبر لیکن
جھولے میں تجھے ڈھونڈا اصغرؑ تری مادر نے

ہر مشکلِ محشر سے کوثرؔ کو بچا لینا
کی اتنی تمنّا ہے اصغرؑ ترے کوثرؔ نے

☆☆☆

شبیرؑ پکارے کہ ردا تھام لو زینبؑ
دریا کی ترائی میں قمر ڈوب رہا ہے

چھپ کر آفتاب

عصرِ عاشورہ سوا نیزے پہ آکر آفتاب
لے رہا ہے امتحانِ عزمِ اصغرؑ آفتاب

عہدِ طفلی میں عطائے شاہِؑ والا دیکھئے
مس ہوا جھولے سے فطرس ہو گئے پر آفتاب

فرش سے جب عرش کو فطرس چلا تو یوں لگا
ضوفگن ہیں آج تو دو دو برابر آفتاب

دوش پر ماہِ مبیں کے ہیں ستارے جلوہ گر
یا نبیؐ نکلے ہیں کاندھوں پر بٹھا کر آفتاب

جب بسا آنکھوں میں ہو ہمشکلِ مُرسلؐ کا جمال
کیا بھلا ٹھہرے گا پھر تارِ نظر پر آفتاب

جونؓ کی صورت سے کیا اُس کا تقابل کیجئے
رُک نہیں سکتا تجلّی میں برابر آفتاب

جب محافظ روضۂ سرورؑ کا خود عبّاسؑ ہے
چل نہیں سکتا یہاں سر کو اٹھا کر آفتاب

لیکے بوسہ شاہؑ نے اتنا منوّر کر دیا
تک رہا ہے جونؓ کے چہرے کو چُھپ کر آفتاب

گر علمدارِ حسینؑ ہے بنی ہاشمؑ کا چاند
خانہ شبیرؑ میں لیلیٰؑ کا اکبرؑ آفتاب

شام وکوفہ کے سفر میں بے ردا ہمشیر ہے
ڈال دے تطہیر کی زینبؑ پہ چادر آفتاب

خود ہی سینہ کر دیا سرورؑ نے سورج کی طرف
خاک لے گا امتحانِ صبرِ سروؔر آفتاب

شام کی تاریکیوں کو دفن کرنے کے لئے
آ گئے کرب و بلا کوثرؔ بہتّر آفتاب

☆☆☆☆☆

نشرواشاعت کے لئے

تھے بہتّر سورما مولاؑ کی نُصرت کے لئے
سر سے باندھے تھے کفن رن میں شہادت کے لئے

کربلا تو مدرسہ ہے دینِ فطرت کے لئے
ہے یہ دفتر دین کی نشرواشاعت کے لئے

نارِ دوزخ مول لی ظالم نے دولت کے لئے
قتل سرورؑ کو کیا، رَے کی حکومت کے لئے

حُکمِ زینبؑ ہے یہی نسواں کو غیرت کے لئے
ڈال لو سر پر ردا اپنی متانت کے لئے

خِلقتِ لوح وقلم سے قبل آلِؑ پاک کو
مُنتخب رب نے کیا ہر اک فضیلت کے لئے

مُرسَلِ اعظم اٹھائیں کِس طرح سجدے سے سر
پُشت پر شبیرؑ ہیں طولِ عبادت کے لئے

چشمِ ظالم میں ہمیشہ گُلشنِ زہراؑ کے پھول
خار تھے ہر دور میں تختِ خلافت کے لئے

بابِ سرکارِ شہادت پر کرو جا کر سلام
اچھی صحت کے لئے اچھی طبیعت کے لئے

مجلسوں سے آنسوؤں سے ہو عزا کا اہتمام
غمزدہ سی یہ فضائیں ہیں علامت کے لئے

ضوفشاں تھے ایک نقطے میں بہتّر آفتاب
تشنگی میں نورِ حق کی مرکزیت کے لئے

کر دیا عباسؑ کو حیدرؑ نے سرورؑ کے سُپرد
اُنکی شَیرانہ طبیعت کی قیادت کے لئے

دیکھنا تصدیق گریہ وہ کریں کے حشر میں
ہیں مرے دامن میں جو موتی شہادت کے لئے

خنجروں کی آگ تیغوں کی چمک تیروں کا شور
یہ مسلماں لائے تھے شہؑ کی ضیافت کے لئے

مجلسِ شبیرؑ میں روتے رُلاتے ہی رہو
ذہن کی پاکیزگی نسلی طہارت کے لئے

جیسے کوئی خانۂ کعبہ کا کرتا ہو طواف
یوں پھرے عباسؑ سرؔور کی حفاظت کے لئے

جوڑ کر دستِ ادب قاسمؑ نے سرورؑ سے کہا
دیجئے رَن کی رضا آقاؑ شہادت کے لئے

دستِ عباسؑ جری اصغرؑ کی میّت حشر میں
سیدہؑ لائیں گی شیعوں کی شفاعت کے لئے

سُننے والے کہہ اُٹھے کیا آ گئے شیرِ خدا
وَا کئے زینبؑ نے لب جِس دم خِطابت کے لئے

روزِ محشر کی زرا بھی فکر ہو کوثرؔ کو کیوں
چودہ معصومینؑ ہیں اُسکی شفاعت کے لئے

☆☆☆☆☆

شعلے ہو گئے نم سے

خونِ دل برستا ہے میری چشمِ پرُنم سے
ظلم تھرتھراتا ہے شاہؑ دیں کے ماتم سے

تعزئے سے جھولے سے باوفا کے پرچم سے
سب کا سلسلہ پایا بس حسینؑ کے غم سے

سوز ، مرثیہ ، مجلس ،نوحے اور ماتم سے
دل کو چین ملتا ہے آنسوؤں کے موسم سے

آسماں پہ سورج کی آنکھ جھپکی جاتی ہے
نور اتنا ساطع ہے باوفّا کے پرچم سے

حُرؑ سپاہ ظالم سے کہہ کے یہ چلا سُن لو
دَم مرا اُلجھتا ہے تیرگی کے عالم سے

فتوے دینے لگتا ہے وہ خلافِ ماتم تب
شیخ جب لرزتا ہے مجلسوں سے ماتم سے

زیر پا تو شُعلے ہیں اور علم ہے کاندھے پر
چل رہا ہوں پھولوں پر شعلے ہو گئے نم سے

ہم تو صرف روتے ہیں کربلا کے پیاسوں کو
شیخ تلملاتے ہیں میری آہِ پیہم سے

مجلسی شریفوں سے صرف اپنا رشتہ ہے
ہم کو سخت نفرت ہے لا شریک ماتم سے

جو ہمارے سینہ کی شان کو بڑھاتے ہیں
جگمگائے گی تُربت اُن چراغ ماتم سے

وہ حسینؑ کا روضہ یہ جریؑ کا روضہ ہے
کربلا چمکتی ہے جنّتوں کے سنگم سے

شاہِؑ دیں نے بتلایا علقمہ کے ساحل پر
شانِ فوجِ خالق ہے باوفا ترے دَم سے

دشمنِ عزا کی بس آنکھ ہو گئی خیرہ
گھر مرا منور ہے مجلسوں سے ماتم سے

کوئی بھی نہیں ثانی باوفا کا دنیا میں
جتنی بھی ثنا کر لو کم ہے وہ مکرّم سے

تھی خبر یہ زینبؑ کو رکھّی اس لئے مجلس
اِنقلاب آئے گا شاہؑ دیں کے ماتم سے

دیکھتا ہوں جب کوثؔر تعزیہ علم جھولا
خونِ دل برستا ہے مری چشمِ پرنم سے

شبیرؑ کی ٹھوکر میں

ہیں خاک کے جو ذرّے شبیرؑ کی ٹھوکر میں
ہے نور کہا ان سا خورشید میں اختر میں

اِسلام کا دیباچہ ہے خُلقِ پیمبرؐ میں
تفسیر عبادت کی ہے صورتِ حیدرؑ میں

اطوار جو دیکھے ہیں حیدرؑ میں پیمبرؐ میں
انداز وہی پائے عباسؑ میں اکبرؑ میں

کیوں چاند ستاروں کو خاطر میں بھلا لائیں
جب آلِ پیمبرؐ ہیں افکار کے محور میں

اک نقطہ بنایا تھا کاغذ پہ ابھی ہم نے
قرآن سمٹ آیا الفاظ کے پیکر میں

میثمؑ کی بلاغت کا ہم کو بھی ملے صدقہ
حسرت یہ سدا پائی ہر قلبِ سُخنور میں

جو اَوجِ تخیّل ہے حیدرؑ کے ثناگر کا
پرواز کہاں اتنی جبریلؑ کے شہپر میں

حیدرؑ کی ثناء جب بھی کرتا ہوں مصلّے پر
آتے ہیں ملک اُس دم جنّت سے مرے گھر میں

جو روک لے ضربت کو شمشیر علیؑ تیری
قوت ہے کہاں اِتنی جبریلؑ کے شہ پر میں

عبّاسؑ کے روضے کی جو خاک میں خوشبو ہے
پائی نہ مہک ویسی جنّت کے گُلِ تر میں

اصحاب و اقارب ہوں انصار ہوں سرؔور کے
اسلام بچانے کا سودا تھا ہر اک سر میں

ٹھہرے جو مقابل میں اصغرؑ کے تبسّم کے
ہے کون جری ایسا اِس شام کے لشکر میں

جو رن میں گلا کاٹے شبیرؑ کے مقصد کا
ہے دھار کہاں اتنی ظالم ترے خنجر میں

ہم کو بھلا محشر کی کیوں پیاس کا ہو دھڑکا
تر رکھّی زباں ہم نے ذکرِ غمِ سرورؑ میں

اصغرؑ نہ سکینہؑ ہیں سرورؑ بھی نہیں باقی
اب خون کے آنسو ہیں لیلیٰؑ کے مقدر میں

مر کر بھی نہ چھوڑوں گا کوثرؔ میں دَرِ حیدرؑ
یہ اَوج نہیں ہوتا ہر سر کے مقدّر میں

نجف کی زمین میں

لرزش ہے آسماں پہ تلاطم زمین میں
کیا بجلیاں چھپی ہیں لبِ گُل نشین میں

جیسا ہے امتیاز فلک اور زمین میں
ویسا مِلا ہے فرق ہمیں پانچ تین میں

دامن میں جذب ہو گئے اور کچھ زمین میں
کچھ اشک ہم نے پونچھ لئے آستین میں

آیا نہ چین اُنکو کبھی شہ نشین میں
سوئے ہیں انقلاب علیؑ کی زمین میں

فیضِ علیؑ سے سنگ بھی دُرِّ نجف بنے
دیکھا ہے معجزہ یہ نجف کی زمین میں

موسیٰؑ گئے تھے دید کو غش آگیا مگر
نورِ خدا جو دیکھا علیؑ کی جبین میں

کربل کو شاہِ دیںؑ نے معلّٰی بنا دیا
دفنا کے آسمان یہاں کی زمین میں

ازرق لرز کے بولا یہ قاسمؑ کی ضرب پر
شیرِؑ خدا کا عکس ہے اِس مہہ جبین میں

ارضِ بلا کو شاہؑ نے ضَوبار کر دیا
دفنا کے چاند تارے وہاں کی زمین میں

پردے اگر اٹھا دو سبھی آسمان کے
بولے علیؑ کے فرق نہ ہوگا یقین میں

میثمؑ نے شعر گوئی عطا کی ہے دار سے
کیسے کہوں نہ شعر الگ کی زمین میں

کرب و بلا کو شاہؑ نے اتنا کیا بلند
باقی بچا نہ فرق فلک اور زمین میں

قطرے لہو کے ایسے ہیں مژگاں کی نوک پر
یاقوت جیسے رکھّے ہوں چشمِ مُبین میں

اصغرؑ کی پیاس پر نہ پسیجا کِسی کا دل
اہلِ پسر تو لاکھوں تھے فوجِ کمین میں

غُربت میں ہائے کس طرح چوتھے امامؑ نے
دفنائے ہوں گے عرش کے تارے زمین میں

اکبرؑ کی شکل دیکھ کر اغیار نے کہا
مُرسلؐ کی سب ادائیں ہیں اِس مہ جبین میں

کیسے بھلا رہیں گی نبیؐ زادیاں یہاں
خیمے تو نسب ہو گئے بنجر زمین میں

کوثرؔ کی التجا ہے زمیندارِ کربلا
دوگز جگہ دو ہم کو بھی اپنی زمین میں

☆☆☆

اژدر مِلا نہیں

وہ جس کے دِل میں عشقِ شہِؑ کربلا نہیں
انسانیت سے اُسکا کوئی واسطا نہیں

طوفاں شِکن اِرادوں کا پیکر سُنا نہیں
مرحب تو شہر شہر ہیں حیدرؑ مِلا نہیں

جِس گھر میں ذکرِ آلِ پیمبرؐ ہوا نہیں
اِیماں کے نور سے وہ مُنوّر مِلا نہیں

لاؤ گے تم کہاں سے جوابِ ابوتُرابؑ
قنبرؑ کا جب جہان میں ہمسر مِلا نہیں

معیارِ نسل اب ہے فقط عشقِ بوتُرابؑ
اِس اِمتحاں کے واسطے اژدر مِلا نہیں

آلِ نبیؐ سے تُم کو عداوت ہے اِس لئے
تُم نے کلامِ پاک سمجھ کر پڑھا نہیں

جب تک خدا کے گھر میں نہ پیدا ہوئے علیؑ
کعبے کو ایک بار بھی سجدا کیا نہیں

مِنبر پہ جا کے ہو جو سلُونی کا مدعی
ایسا جہاں میں صاحبِ منبر ہوا نہیں

جب تک علیؑ غدیر کے مولاؑ نہیں بنے
تب تک نبیؐ کا دین مکمل ہوا نہیں

محشر میں کیا ملے گا اُسے دَامنِ رسُولؐ
جِس نے کبھی حسینؑ کا ماتم کیا نہیں

پڑھ لو نمازِ عشقِ غمِ شاہؑ کربلا
گر ہو قضا تو بعد میں اِسکی ادا نہیں

فطرس کے جونؑ وحرؑ کے مقدّر سے پوچھ لو
کِس پر علیؑ کے لال نے اِحساں کیا نہیں

سُوکھی زباں کو پھیر کے فوجوں کے درمیاں
سب کہہ دیا صغیرؑ نے اور کچھ کہا نہیں

وہ تو لحد میں نور کو ترسے گا بالیقین
جس کے کفن میں صُرّۂ خاک شفا نہیں

ہر دور کے یزید نے کوشش تو کی مگر
صدیاں گزر گئیں کبھی ماتم رُکا نہیں

اِصرار حد سے بڑھ گیا بیعت کا جِس گھڑی
اصغرؑ نے مُسکرا کے کہا با خُدا نہیں

کیوں فوجِ شام بھاگ رہی ہے اِدھر اُدھر
عباسؑ نے ابھی کوئی حملہ کیا نہیں

لڑیاں تھی خوں کی دھاروں کی قاسمؑ کے جسم پر
ایسا کوئی جہان میں دُولھا بنا نہیں

اکبرؑ کے حُسن کا یہ تعارف ہے مُختصر
جُز مُصطفیٰؐ یہ حُسن کسی کو ملا نہیں

عباسِؑ با وفا کی وفاؤں کو دیکھ کر
لگتا ہے اب جہاں میں کوئی باوفا نہیں

قاسمؑ سے شہؑ نے موت کا پوچھا جو ذائقہ
بولے اجل سے میٹھا کوئی ذائقا نہیں

نیزہ لگا رہے ہو شبیہِ رسولؐ کو
کلمہ نبیؐ کا پڑھتے ہو خوفِ خدا نہیں

قبضے میں لیکے گھاٹ کو فوجِ یزید سے
عباسؑ نامدار نے پانی پیا نہیں

وہ جو علم کو دیکھ کے جلتے تھے دہر میں
محشر کی دھوپ میں اُنھیں سایہ ملا نہیں

ہے فرق پانچ تین کا ایمان وکفر میں
اب بھی نہ کوئی سمجھے تو اُسکی دَوا نہیں

بھاگو،جریؑ کو دیکھ کے کہتے تھےاشقیاء
عبّاسؑ آ رہے ہیں کوئی دوسرا نہیں

نیزے پہ سر بلند رہا بعدِ قتل بھی
ظالم کے سامنے سرِ سروؑر جھُکا نہیں

کتنے قریب ہیں یہ نماز اور غمِ حسینؑ
دونوں عبادتوں میں کوئی فاصلا نہیں

چلّے میں تیر جوڑا لعیں نے ہنسا صغیرؑ
اِنسانیت پُکاری نہیں حُرملا نہیں

یوں تو غلافِ خانۂ کعبہ ہے معتبر
ہاں چادرِ بتولؑ سے رُتبہ سِوا نہیں

سر ننگے جو حرم کو پھراتے ہیں جا بجا
دنیا میں شامیوں سے بڑا بے حیا نہیں

کوثرؔ زمانہ سُنتا ہے صدیوں سے اِسلئے
کرب و بلا سے تازہ کوئی تذکرا نہیں

☆☆☆☆☆

تاحدِّ نظر دیکھا

جب آلِؑ پیمبرؐ کا جلتا ہوا گھر دیکھا
ہر سِمت اندھیرا تھا مقتل میں جِدھر دیکھا

تعظیمِ شجاعت میں حیدرؑ کی اطاعت میں
دیوار میں کعبہ کی بنتا ہوا دَر دیکھا

بیعت کے تمنّائی خُود آج پشیماں ہیں
مظلوم کی چوکھٹ پر سُلطان کا سر دیکھا

قاسمؑ نے برابر سے ازرق کے کئے ٹکڑے
تلوار چلی رَن میں جبریلؑ نے پر دیکھا

سجّادؑ کے پیروں میں زنجیر بھی تھی جس میں
اِک ظلم کے خالق کا جھکتا ہوا سر دیکھا

کیا شانِ اطاعت تھی جب رَن میں قیامت تھی
جھکتا ہوا سجدے میں شبیرؑ کا سر دیکھا

کوئی نہ ملا ہم کو حیدرؑ سے سِوا عالم
ہرعہدِ ترقّی میں تاحدِّ نظر دیکھا

خاموش رہو بھیّا زینبؑ نے قسم دے دی
عبّاسؑ کے تیور کو جب زِیر وزَبر دیکھا

سرورؑ نے سناں کھینچی جب سینۂ اکبرؑ سے
پتھرا گئی تھی آنکھیں مقتل میں جدھر دیکھا

معراج مِلی اُس دم کوثرؔ تری قسمت کو
جب مالکِ کوثر نے بس ایک نظر دیکھا

☆☆☆☆☆

بہکے ہوئے محور سے

اِحساس کی منزل سے یا حُسنِ مقدّر سے
تقدیر بدلتی ہے ذِکرِ غمِ سرورؑ سے

یوں ٹپکا لہو رن میں شبیرؑ کے خنجر سے
جیسے کہ اُٹھیں شعلے دریا سے سمندر سے

اِسلام کے دامن میں اِسلام سے غدّاری
دیکھا نہ گیا ہوگا یہ آلِ پیمبرؐ سے

کم ظرف زمانہ بھی سمجھے نہ اِسے شاید
یہ عزم جو لائے ہیں ہم لوگ بہتّر سے

اِسلام کی خودداری بچ بچ کے چلی آئی
بھٹکی ہوئی راہوں سے بہکے ہوئے محور سے

کِس درجہ گراں ٹھہری شمشِیر علیؑ کوثرؔ
پوچھے یہ کوئی جا کر جبریلؑ کے شہپر سے

☆☆☆

جبرئیلؑ کو حیرت ہے

بہتا ہُوا پانی ہے خالق کی عبادت ہے
عیسیٰؑ کی اقامت ہے، مہدیؑ کی اِمامت ہے

عبّاسؑ کے ہاتھوں میں دیکھا تو عدو بولے
اِسلام کا یہ پرچم حیدرؑ کی علامت ہے

کہتے نہیں کیوں ظالم ہمراہ مرے اُسکو
جب دشمنِ سرورؑ سے خود آپ کو نفرت ہے

سورج کو پلٹ دو تم پتھر پہ علم گاڑو
واللہ! علیؑ تم پر خالق کی عنایت ہے

سُنتا ہوں پرندہ بھی اُڑتا نہیں اُوپر سے
عبّاسؑ کے روضے کی یہ آج بھی ہیبت ہے

پانی کے بِنا سقّا پلٹے گا نہیں زینبؑ
وعدے کا وفا کرنا عبّاسؑ کی فطرت ہے

منظر ہے نگاہوں میں خیبر کی لڑائی کا
ہر وار پہ قاسمؑ کے جبریلؑ کو حیرت ہے

روئے ہیں عدو رَن میں اصغرؑ کے تبسّم پر
اب آپ نہ کہئے گا رونا کبھی بدعت ہے

اکبرؑ کو عدو سمجھے میداں میں نبیؐ آئے
انداز بھی مِلتے ہیں اور ایک سی صورت ہے

وہ سامنے جنّت ہے کیا سوچتا ہے آخر
اے حرؑ تِری قسمت کو اِک رات کی مُہلت ہے

ہر موڑ پہ لکھّا ہے کوفے سے مدینے تک
سرورؑ کی عزاداری زینبؑ کی بدولت ہے

شبیرؑ مَرے پیاسے زینبؑ کی چِھنی چادر
کنبے پہ محمدؐ کے یہ کیسی مصیبت ہے

آخر دِلِ مادر کو چَین آئے بھلا کیسے
سُنسان بیابان میں بے شِیر کی تُربت ہے

اب اِسکے سِوا آخر کیا مانگے بھلا کوثرؔ
شبیرؑ تِرے در پر موت آئے یہ حسرت ہے

☆☆☆

پتھر کی لکیر

ہے ہمارے دِل پہ کندہ حبِّ سرورؑ کی لکیر
اور ہے فہم و سخن پر نامِ حیدرؑ کی لکیر

دیکھ لو کھولا تھا حق نے جو علیؑ کے واسطے
آج تک باقی ہے کعبے میں اُسی دَر کی لکیر

اے مسلمانو! یہی اجرِ رسالت ہے لِکھا
میرے عارض پر پڑھو اشکِ معطّر کی لکیر

وہ مُصلّیٰ ہو کہ منبر، تخت، یا میدان، ہو
ہر جگہ پائی ہے ہم نے اِسمِ حیدرؑ کی لکیر

سبطِ پیغمبرؐ کا ماتم رُک نہیں سکتا کبھی
یہ تو وہ وعدہ ہے خُدا کا جیسے پتھر کی لکیر

کر نہیں سکتا کبھی میں غیر کی مدح وثنا
آسمان فکر پر ہے نامِ حیدرؑ کی لکیر

ضربِ قاسمؑ ازرقِ شامی پہ مِثلِ مرتضٰیؑ
ہٹ گئے جبریلؑ پیچھے دیکھ کر پَر کی لکیر

رُخ کیا عبّاسؑ نے جس وقت دریا کی طرف
دیکھ کر بھاگے عدو غازیؑ کے تیور کی لکیر

کیوں بھلا ٹھہرے گی اب آدمؑ سے عیسیٰؑ تک کہیں
ہے حدِ قوسین تک فکرِ سُخنور کی لکیر

تشنہ لب قاسمؑ نے مانگی شہؑ سے یہ کہہ کر رضا
منتظر میرے لئے ہے موج کوثر کی لکیر

گردنِ اصغرؑ سے لے کر چہرۂ شبیرؑ تک
داستانِ تشنگی ہے خونِ اصغرؑ کی لکیر

جب مِلا ہے تم کو کوثرؔ ساقیٔ کوثر سے جام
خطِّ ساغر کیوں نہ ہو پھر نامِ کوثر کی لکیر

☆☆☆

سمندر سمیٹ لے

نہرِ فرات کیا یہ سمندر سمیٹ لے
عبّاسؑ چاہے مشک میں کوثر سمیٹ لے

ذِکرِ غمِ حسینؑ کروں گا مَیں ہر جگہ
چاہے تو شمرِ عصر مِرا سر سمیٹ لے

کہتا رہا نصیب سے یہ حُرؑ تمام رات
قدموں سے شہؑ کے نورِ مقدّر سمیٹ لے

فضّہؑ کنیزِ فاطمہؑ زہرا ہے اُس کا نام
جملوں میں آیتوں کے جو جوہر سمیٹ لے

عبّاسؑ بولے جنگ کروں گا وہ گھاٹ پر
گھبرا کے جبرئیلؑ بھی شہپر سمیٹ لے

نقطے میں ایک مدحِ علیؑ اِس طرح مِلی
کوزے میں جیسے کوئی سمندر سمیٹ لے

دنیا نبیؐ کہے گی تِرے لال کو حسینؑ
خالق اگر جو سایۂ اکبرؑ سمیٹ لے

شیرِؑ خُدا کا اُس کو لقب کیوں نہ پھر مِلے
دو اُنگلیوں سے بڑھ کے جو خیبر سمیٹ لے

اٹھارہ بھائیوں کی چہیتی بہن ہوں مَیں
ہمّت ہے کس میں جو مِری چادر سمیٹ لے

خاموشیوں میں زینبؑ مضطر ہے فاطمہؑ
بولے اگر تو لہجۂ حیدرؑ سمیٹ لے

ہیں بے مثال گوہر اشکِ غمِ حسینؑ
رومالِ سیّدہؑ جنھیں بڑھ کر سمیٹ لے

یہ ہے نبیؐ و حیدرؑ و زہراؑ کا لاڈلا
اے شمر فرقِ پاک سے خنجر سمیٹ لے

کوثرؔ رہیں گے روضۂ شبیرؑ پر چلو
دِل کہہ رہا ہے ہند سے بستر سمیٹ لے

☆☆☆

پتھر پانی

بِن پئے مر گئے مقتل میں بہتّر پانی
بَن کے چُبھتا ہے مِرے قلب پہ نشتر پانی

العطش کہنے لگے کوزے دِکھا کر بچّے
دِل کو شبیرؑ کے یہ کر گیا مضطر پانی

جب مچلتی ہوئی موجوں کو جریؑ نے دیکھا
منہ پہ ہی مار دیا چُلّو میں لے کر پانی

مشک سے پانی بہا اور لہو شانوں سے
خونِ عبّاسؑ بہا تجھ سے بھی بڑھ کر پانی

ہنس کے پھیری ہے زباں سُوکھے لبوں پر اُس نے
کر دیا دشت میں بے شِیرؑ نے لشکر پانی

جو تھا راکب بھلا کیا پیتا تجھے آبِ فرات
جبکہ مرکب نے بھی دیکھا نہیں مُڑ کر پانی

شہؑ کے اطفال رہے دشتِ بلا میں پیاسے
اِس لئے شرم سے ہے سارا سمندر پانی

شرم محنت سے کرے جو مِرا شیعہ ہی نہیں
کہہ کے یہ باغ میں بھرتے مِلے حیدرؑ پانی

شمر سے اس لئے شبیرؑ نے مانگا ہی نہیں
تھی خبر دے نہیں سکتا ہے یہ پتھر پانی

کوئی جھُٹلا نہ سکے تشنہ لبی سرورؑ کی
اِس لئے مر گئے کہہ کہہ کے بہتّر پانی

شہؑ کی تم پیاس کا کرتے رہو چرچا کوثؔر
دیں گے کوثر پہ تمہیں ساقئ کوثر پانی

☆☆☆

دیکھا دھواں ہم نے

فرازِ دار پر چڑھ کر دئے وہ امتحاں ہم نے
لگی سچ پر جو پابندی تو کٹوا دی زباں ہم نے
حدیثِ مخبر صادقؑ ہے جھوٹی ہو نہیں سکتی
سُنی یہ حضرتِ واعظ کے منہ سے داستاں ہم نے
نبیؐ کہتے تھے عقدِ فاطمہؑ ہو گا تو حیدرؑ سے
علیؑ کے واسطے اللہ کو دے دی زباں ہم نے
پھریرے کو علم کے چُوم کر محسوس ہوتا ہے
زمیں پر پاؤں ہیں اور چھُو لیا ہے آسماں ہم نے
بروزِ حشر پنجہ ہی علم کا بخشوائے گا
چُنا ہے اس لئے عبّاسؑ غازی کا نشاں ہم نے
لہو اِسلام کو درکار ہے شبیرؑ کہتے تھے
رہِ خالق میں چُن لی ہیں بہتّر ہستیاں ہم نے
ہمیں دیکھو ہمیں ہم ہیں علم بردارِ آزادی
قیادت کا تقاضا تھا تو پہنیں بیڑیاں ہم نے

جو الفاظ و قلم کے درمیاں ہوتی تو مِٹ جاتی
کٹا کر ہاتھ لکھّی ہے وفا کی داستاں ہم نے

سکینہؑ کہتی تھی عمّو گئے ہیں جب سے دریا پر
پلٹ کر آنکھ سے دیکھا نہیں آبِ رواں ہم نے

برائے حفظ دین حق گھر، بازو، جگر، چادر
سبھی کچھ دے دیا اُٹھنے نہیں دیں اُنگلیاں ہم نے

حسینؑ ابنِ علیؑ تھے اتنے پیاسے شِمر کہتا تھا
لہو کی دھار سے اُٹھتے ہوئے دیکھا دھواں ہم نے

عطا ہو گا ہمیں بھی ساقئ کوثرؑ سے پیمانہ
بہائے ہیں غمِ سرورؑ میں اشکِ بیکراں ہم نے

☆☆☆

کائنات مٹّھی میں

لئے ہے دولتِ عزم و ثبات مٹّھی میں
علم ہے دوش پہ نہرِ فرات مٹّھی میں

صغیرؑ لایا ہے کیا کیا صِفات مٹّھی میں
قضائے ظلم ہے دیں کی حیات مٹّھی میں

کہا نصیب نے حُرؑ سے کہ چل سوئے سرورؑ
حُسینؑ رکھتے ہیں راہِ نجات مٹّھی میں

زمانہ کس لئے سمجھے نہ مصطفیٰؐ اُس کو
وہ سو یا لے کے نبیؐ کی صِفات مٹّھی میں

یہ بھر کے مشکِ سکینہؑ کو کہہ رہا ہے جریؑ
جفا شعارو یہ دیکھو فرات مٹّھی میں

نہ فخر کس لئے اصغرؑ پہ شاہِ دیںؑ کرتے
گلے میں تیر ہے عزم و ثبات مٹّھی میں

تھے پاؤں لاشۂ بیعت پہ رن میں سرورؑ کے
لئے تھے دینِ نبیؐ کی حیات مٹّھی میں

رہا جریؑ ہی کا قبضہ نہ لے سکا کوئی
کٹا کے ہاتھ بھی رکھی فرات مٹّھی میں

بلند فرق ہے نیزے پہ جسم تیروں پر
وہ سو رہا ہے لئے کائنات مٹّھی میں

اُٹھائی لاشِ جواں اور بنائی قبرِ صغیرؑ
لبوں پہ شکرِ خدا حادثات مٹّھی میں

ہو فکر کس لئے کوثرؔ کو روزِ محشر کی
ثنائے شہؑ سے ہے اپنی نجات مٹّھی میں

☆☆☆

یہ حمدِ ونعت قصیدے سلام اور نوحے
انہیں سے نکھریں گے کوثرؔ تری حیات کے رنگ

پتھر گنے گئے

انصارِ دینِ حق تو بہتّرؑ گنے گئے
دنیا سے آج تک نہ ستمگر گنے گئے

جیسے نبیؐ کی فوج میں حیدرؑ گنے گئے
دشتِ بلا میں اِسطرح اصغرؑ گنے گئے

قتلِ حُسینؑ کے لئے اِتنی سپاہ تھی
فوجی نہیں یزید کے لشکر گنے گئے

دعویٰ تو اور کِتنے ہی کرتے مِلے مگر
بارہ امامؑ وارثِ منبر گنے گئے

کِتنے غنی، امیر و خلیفہ بنے مگر
اصحابِ مصطفیٰؐ میں ابوذرؓ گنے گئے

دشمن تو کیا ملک بھی نہ محسوس کر سکے
ہجرت کی شب علیؑ بھی پیمبرؐ گنے گئے

بھاگے ہوئے تھے خیبر و صفّین کے سبھی
دریا کے گھاٹ پر جو ستمگر گنے گئے

حیدرؑ سے کون پوچھتا کس کی مجال تھی
بت کتنے ٹوٹے بعد میں پتھر گِنے گئے

ہیبت سے تشنہ لب کی بنَے جا بجا بھنور
کس سے بھَلا فرات کے چکّر گِنے گئے

فوجِ یزید نحس کی تعداد کیا لکھیں؟
راوی سے جب نہ شام کے لشکر گِنے گئے

اپنی عطش میں ڈُوبے ہوئے شاہِؑ دیں کے ساتھ
دریا لہو کے رَن میں بہتّرؑ گِنے گئے

کوثرؔ تمہارا نام لبِ فاطمہؑ پہ تھا
آلِ نبیؐ کے جب بھی سُخنور گِنے گئے

قرآن کی بانہوں میں

سُولی پہ مِلے میثمؑ ایمان کی بانہوں میں
نیزے پہ سرِ سرورؑ قرآن کی بانہوں میں

دنیا نے کہا جِن کو ایمان کی بانہوں میں
اُن میں بھی کئی دیکھے شیطان کی بانہوں میں

آغوشِ پیمبرؐ میں دیکھا یوں علیؑ تم کو
قرآں ہو کوئی جیسے قرآن کی بانہوں میں

مرحب کی طرح ٹکڑے ازرق کے کیئے قاسمؑ
حیدرؑ کی طرح دیکھا ذیشان کی بانہوں میں

اے اہلِ کِساؑ میری کشتی کو کِنارا دو
کہتا ہے نبیؐ کوئی طوفان کی بانہوں میں

ہمّت کا تِری آخر کیا ذکرِ بھلا اصغرؑ
حیدرؑ کی طرح دیکھا میدان کی بانہوں میں

شبیرؑ کے ہاتھوں پر یوں رن میں مِلے اصغرؑ
آیت ہو کوئی جیسے قرآن کی بانہوں میں

یہ حُرؑ کا مقدّر ہے یا جَونؑ کی قسمت ہے
خادم نہ مِلے ورنہ سلطان کی بانہوں میں
یہ مدحِ شہؑ دیں کا صدقہ ہے تمہیں کوثرؔ
اَفکار سمٹ آئے دیوان کی بانہوں میں

☆☆☆

اُسکی طاقت کو بھلا سمجھے گی دنیا کس طرح
جو اشارے سے کرے ماہ منور میں شگاف

پیمبرؑ عجیب سا

آمد کا مرتضیٰؑ کی ہے منظر عجیب سا
دیوار میں حرم کی بَنا دَر عجیب سا

میدانِ خُم میں دیکھا ہے منظر عجیب سا
مُرسلؐ نے اِک بَنایا ہے منبر عجیب سا

جس کی ہنسی پہ فوجِ ستمگار رو پڑی
لایا تھا عزم ساتھ وہ اصغرؑ عجیب سا

شہپر پہ جبرئیلؑ کے حیدرؑ نے رب کے نام
خط بھیجا ذوالفقار سے لکھ کر عجیب سا

اوجِ سِناں سے دین کی تبلیغ جو کرے
دنیا نے آج دیکھا پیمبرؐ عجیب سا

گردِ سفر مِلی اُسے منزل نہ مِل سکی
بیعت کے پاؤں میں پڑا چکّر سا

جِس کو جھُکا نہ پایا لعیں کاٹ کر بھی آج
حیراں تھا شِمر دیکھ کر وہ سَر عجیب سا

نوکِ سِناں سے آیتِ قرآن نشر کی
تم نے حسینؑ چُن لیا منبر عجیب سا

کوثرؔ جو سنگلاخ زمینوں میں کی ثنا
کہتے ہیں لوگ تم کو سُخنور عجیب سا

☆☆☆

شمشیر نہیں مِلتی

حیدرؑ سی زمانے میں شمشیر نہیں مِلتی
شبیرؑ سی دنیا میں توقیر نہیں مِلتی

گر شاہؑ کو زینبؑ سی ہمشیر نہیں مِلتی
اسلام ترے سر کی تطہیر نہیں ملتی

ظاہر میں ہیں زنجیریں سجّادؑ کے پیروں میں
ہاں عزم کے پیروں میں زنجیر نہیں مِلتی

سرورؑ جو نہ سَر دیتے میداں میں تہہِ خنجر
پھر خوابِ خلیلؑ کو تعبیر نہیں مِلتی

ہاں شام کو کُوفے کو سَر تو نے کِیا زینبؑ
ہاتھوں میں مگر تیرے شمشیر نہیں مِلتی

لِکھ دی ہے خراشوں سے تاریخِ عطش لب پَر
دنیا میں کہیں ایسی تحریر نہیں مِلتی

کل تک تھا بہت چرچا اُس لحنِ بلالیؓ کا
اکبرؑ سی مگر اب تک تکبیر نہیں مِلتی

نیزے پہ سَرِ سرورؑ قرآں نہ اگر پڑھتا
قرآن کی دنیا میں تفسیر نہیں مِلتی

اِک لمحے میں دوزخ سے جنّت میں چلا جائے
حُرؑ ایسی زمانے میں تقدیر نہیں مِلتی

ہے بغضِ علیؑ شامل جن لوگوں کی فطرت میں
میثمؑ سی زبانوں میں تاثیر نہیں مِلتی

بھائی نہ ہُوا اب تک عبّاسِؑ جری ایسا
تاریخ میں زینبؑ سی ہمشیر نہیں مِلتی

کعبے کی مدینے کی مٹّی میں ہمیں کوثرؔ
اس خاکِ شِفا ایسی تاثیر نہیں مِلتی

☆☆☆

ہوا سے پہلے

جاؤ گے کیسے جِناں اُن کی رضا سے پہلے
جا کے کوثر پہ ملو شیرِ خداؑ سے پہلے

کرنا راضی ہے پیمبرؐ کو جزا سے پہلے
خوش کرو مالک محشر کو قضا سے پہلے

گُلشنِ سبطِ پیمبرؐ میں ہنسا جیسے صغیرؑ
کوئی غنچہ نہ ہنسا ایسی ادا سے پہلے

قیمتِ خلدِ بریں ہیں جو عزا کے گوہر
کر لو سامانِ جزا روزِ جزا سے پہلے

برق رفتاریِ سقّائے سکینہؑ دیکھو
پہنچا دریا پہ جریؑ آج ہوا سے پہلے

رَو کے شبیرؑ کی غربت پہ عزا خانوں میں
خوش کرو مادرِ سرورؑ کو قضا سے پہلے

آہ زینبؑ تِری غربت کی قسم دنیا میں
کوئی چادر نہ چھنی تیری ردا سے پہلے

بن گئی فخرِ جناں شاہؑ کے صدقے میں بلا
خاک اُڑتی تھی شہیدانِ وفا سے پہلے

حسرت خلدِ بریں دل میں ہے جن کے کوثرؔ
ذکر شبیرؑ کریں حمد و ثنا سے پہلے

☆☆☆

ہم کیا ہمارا علم ہے کیا شاعری ہے کیا
عزت یہ چار لوگوں میں ذکر علیؑ سے ہے

کا عکسِ مزار ہے

نامِ یزید آج بھی ذہنوں پہ بار ہے
شبیرؑ تیرے نام سے دنیا کو پیار ہے

ہے سَر بلند آج بھی پرچم حُسینؑ کا
عبّاسؑ کے جلال کا اس پَر حِصار ہے

تعویذ کھولنے سے تو پہلے اُداس تھے
قاسمؑ تمہارے چہرے پہ اب کیوں نِکھار ہے

جنّت بھی محوِ رشک ہے نازاں تھی خود پہ جو
کرب و بَلا کے دشت میں ایسی بَہار ہے

کاٹے جگر لعینوں کے اِک وار میں صغیرؑ
تیغِ علیؑ سا تیرے تبسّم کا وار ہے

دیکھو غمِ حُسینؑ میں آنکھوں سے جو بہے
اُن گوہروں میں شاہؑ کا عکسِ مزار ہے

ازرق کا حال دیکھ کے جبرؑیل کہہ اُٹھے
قاسمؑ تمہارا وار تو حیدرؑ کا وار ہے

اصغرؑ پکارے روک لیں عمّو کو جنگ سے
بابا یہ فوجِ شام تو میرا شکار ہے

کیا خواہرِ حُسینؑ کی چھینی گئی رِدا
کرب و بَلا کے دشت میں کیسا غُبار ہے

مر جائیں جَل کے یا کہ کھُلے سَر نکل پڑیں
بولو امامِؑ وقت تمہیں اِختیار ہے

رُخصت کے وقت شاہؑ نے ہمشیر سے کہا
کوفے کے معرکے کو تِرا انتظار ہے

ہم غم نصیب لوگوں کا میدانِ حشر میں
زہراؑ تِری دعاؤں پہ دار و مدار ہے

بے شِیرؑ کی عطش کے تصّور سے یا علیؑ
کوثر کا جام ذہن پہ کوثرؔ کے بار ہے

☆☆☆

تفسیر کی قسم

دشتِ بَلا میں عصر کو شبیرؑ کی قسم
خوابِ خلیلؑ سچ ہُوا تعبیر کی قسم

سُن کر سبھی یہ کہتے ہیں زینبؑ کی گفتگو
لہجۂ علیؑ سے مِلتا ہے تقریر کی قسم

ظاہر میں ناتواں کو پنھائی تھیں بیڑیاں
قیدی یزید بَن گیا زنجیر کی قسم

کرب و بلا میں ہمّتِ اصغرؑ کو دیکھ کر
دشمن بھی روئے دشت میں بے شِیرؑ کی قسم

دِل تو تڑپ رہا تھا بہت جنگ کے لئے
حائل تھی ہائے بیچ میں ہمشیر کی قسم

ہمشکلِ مصطفٰیؐ کو کِیا دین پَر نثار
اکبرؑ تھے ہُو بہُو تری تصویر کی قسم

ہر رِجس تم سے دور ہے اے اہلبیتِؑ پاک
اِس میں کلام کچھ نہیں تطہیر کی قسم

بولا جریؑ کہ اِذنِ وِغا شاہؑ سے مِلے
خیبر بَنا دوں گھاٹ کو شمشیر کی قسم

خود فاطمہؑ کہیں کہ اذاں دیں بلالؓ آپ
لہجے میں کیا کمال تھا تکبیر کی قسم

حد ہو گئی تمام ستم کی جہان میں
اصغرؑ شہید ہو گئے جب تِیر کی قسم

رومالِ فاطمہؑ ہے ترے زخم کی دوا
ثانی نہیں ہے حُرؑ ترا تقدیر کی قسم

زخمی ہوئے تو فزتُ کی حیدرؑ نے دی صدا
اصغرؑ نے رن میں ہنس کے کہا تِیر کی قسم

کرتی ہے صاف اشارہ انا منہ کی حدیث
اِسلام کربلا سے ہے شبیرؑ کی قسم

کوثرؔ کو جام ساقئ کوثر سے مِل گیا
صدقہ ہے شاہِ دیںؑ کا یہ بے شیر کی قسم

☆☆☆

پتھر کے ہاتھ

اکبرؑ و عبّاسؑ و قاسمؑ، جَونؑ اور اصغرؑ کے ہاتھ
بن گئے دشتِ بَلا میں سبطِ پیغمبرؐ کے ہاتھ

دست باطل پر بھلا رکھتے اُنھیں کیسے حُسینؑ
تھے جو دستِ مصطفیٰؐ بھی اور وہی حیدرؑ کے ہاتھ

ہوں وہ اصحابِ حُسینیؑ یا کہ انصار و عزیز
ہر طرح مضبوط تھے میدان میں سرورؑ کے ہاتھ

بابِ خیبر توڑ ڈالا قتل مرحب کو کیا
دستِ خالق ہیں یقیناً فاتحِ خیبر کے ہاتھ

مُسکرا کر نوچ لی باطل کے چہرے سے نقاب
ظلم کا چہرہ نُمایاں کر گئے اصغرؑ کے ہاتھ

نام بیعت لے نہیں سکتے کبھی شمر و یزید
طالبِ بیعت کے شہؑ نے کر دِیے پتھر کے ہاتھ

پرچمِ اِسلام دے کر شہؑ نے ثابت کر دیا
دستِ عبّاسِؑ جری ہیں فاتحِ خیبر کے ہاتھ

کوثر و جنّت مِلیں گے حشر میں تعبیر ہے
خواب میں چُومے ہیں ہم نے ساقیٔ کوثر کے ہاتھ

فاطمہؑ بنتِ اسد نے دے دیا اپنا پِسر
دیکھ کر پھیلے ہوئے کعبے میں پیغمبرؐ کے ہاتھ

جب جوانانِ حسینؑ ہو چکے رَن میں شہید
بازوئے اِسلام کو تھامے رہے اصغرؑ کے ہاتھ

اُس کے ماتم میں کبھی سوچا ہے تم نے بی بیو
کس لئے رکھّے تھے رُخ پر شاہؑ کی دُختر کے ہاتھ

سینۂ اکبرؑ سے نِکلی گرم خُوں کی ایک دھار
جب ہٹائے شاہِ دیںؑ نے زخم سے اکبرؑ کے ہاتھ

جامِ کوثر کے لئے کوثر پہ کوثرؔ جائے کیوں
چومنے جائے گا وہ تو ساقیٔ کوثر کے ہاتھ

☆☆☆

بہتّر دونوں

آئے جب دشت میں زینبؑ ترے دلبر دونوں
اشقیا سمجھے کہ ہیں حیدرؑ و جعفرؑ دونوں

اِس قدر ایک تھے اوصافِ علیؑ و احمدؐ
شب کو ہجرت کی نظر آئے پیمبرؐ دونوں

بولے جبریلؑ پیمبرؐ سے مِری حد ہے یہی
اِس سے بڑھ جاؤں تو جل جائیں گے شہپر دونوں

سجدۂ حق بھی کِیا نصرتِ شبیرؑ کے ساتھ
حق ادا کرتے مِلے رَن میں بہتّر دونوں

پَر مِلے شاہؑ سے فطرس کو ، جِناں حُرؑ کو مِلی
فیضِ شبیرؑ سے چمکے ہیں مقدّر دونوں

حُرملہ روک مِرے خشک لبوں کا حملہ
مُٹھّیاں بھینچ کے کہنے لگے اصغرؑ دونوں

ایک سے مشک چِھدی ایک سے اصغرؑ کا گلا
قلب شبیرؑ پہ ناوک بنے نشتر دونوں

مُنھ میں شبیرؑ کے اکبرؑ نے زباں دی اپنی
یا ملِے پیاس کے آپس میں سمندر دونوں

رو کے آپس میں عزادار یہی کہتے ہیں
اُٹھ گئے آج حَسنؑ اور پیمبرؐ دونوں

کُرتا بے شِیرؑ کا اور پیاسی سکینہؑ کی رِدا
ماں وطن لائی ہے سینے سے لگا کر دونوں

لے گئے چھین کے جب اُن کی رِدائیں ظالم
گِر پڑیں غش میں وہیں شاہؑ کی خواہر دونوں

مدحتِ شہؑ کا صِلہ کوثر و جنّت کوثرؔ
دیں گے محشر میں تمھیں ساقیٔ کوثر دونوں

نامِ شبیرؑ پہ دنیا میں بہے ہیں اِتنے
گرچہ مِل جائیں تو بَن جائیں سمندر آنسو

پتھر تعویذ

دے چکے شاہؑ کو جب قاسمِؑ مضطر تعویذ
چوم کر رونے لگے دشت میں سرورؑ تعویذ

دستِ عبّاسؑ سے اب لے گا بھلا کون علَم
اِس میں باندھ آئی ہے جب شاہؑ کی دُختر تعویذ

کوئی مشکل ہو اگر نادِ علیؑ پڑھ لینا
لکھ کے ہونٹوں پہ یہی لائے پیمبرؐ تعویذ

بیبیاں دیتی ہیں پُرسہ تِری مادر کو صغیرؑ
ماں بَناتی ہے تِری قبر کا اصغرؑ تعویذ

صُورتِ احمدؐ مُرسل ہے یہ سرورؑ کا پسر
راحتِ اہلِ حرمؑ چہرۂ اکبرؑ تعویذ

دستِ شبیرؑ پہ قرآن کی صُورت میں مِلا
بازوِ دینِ پیمبرؐ پہ ہے اصغرؑ تعویذ

طوق جو سیدِ سجادؑ کی گردن میں مِلا
آج ہے اُمّتِ احمدؐ کا وہ لنگر تعویذ

اسمِ معصومؑ لکھے بابِ جِناں کھُلنے لگے
بن گیا دیکھ مِری قبر کا پتھر تعویذ

فاطمہؑ آپ کا رومال جو باندھا شہؑ نے
بَن گیا حُرؑ کا وہی نورِ مقدّر تعویذ

نوکِ شمشیر سے حیدرؑ نے لکھا نقشِ جَلی
بن گئے آج تو جبریل کے شہپر تعویذ

پائینتی شاہؑ کے مرقد ہو یہی کر کے خیال
قبر کا اپنی بناتا رہا کوثرؔ تعویذ

☆☆☆

کوثرؔ نے یا حسینؑ کہا اور مر گیا
تن سے نکل کے روح سوئے کربلا چلی

کوثر چہرہ

دستِ شبیرؑ پہ ہنستا ہُوا اصغرؑ چہرہ
دیکھ کر رو دیا بے شِیرؑ کا لشکر چہرہ

منّتِ دیدِ محمدؐ تھی بڑھانا جِن کو
دیکھئے آئے ہیں اکبرؑ کا وہ اکثر چہرہ

اِس پہ عبّاسؑ نے قدموں کو کبھی رکھّا تھا
چومنے آتا ہے ساحل کا سمندر چہرہ

جانبِ کعبہ بڑھیں مادرِ حیدرؑ جِس دم
دیکھ کر بَن گیا دیوار میں اِک دَر چہرہ

آئینے کا کوئی احسان نہیں ہے اِن پر
دیکھ لیتے ہیں نبیؐ آپ کا اکبرؑ چہرہ

درد و آلام تھے اور شانِ امامت جس میں
دیکھ کر رو دیا سجادؑ کا لنگر چہرہ

ہائے پانی کے لئے بازوئے عبّاسؑ کٹے
ریت پَر مَلتا ہے رَو رَو کے سمندر چہرہ

اس عبادت کا بھی مِل جائے شرف کوثرؔ کو
دیکھیں کوثر پہ تِرا ساقیٔ کوثر چہرہ

بہتّر اُنگلیاں

جو نہیں لِکھتیں ثنائے آلِؑ اطہر اُنگلیاں
ہیں مِری نظروں میں وہ قاتل سے بدتر اُنگلیاں

رکھ دو اے میثمؑ زباں میرے قلم کی نوک پر
لکھ رہی ہیں مدحتِ مولائے قنبرؑ اُنگلیاں

بابِ خیبر توڑ ڈالا کر دیا مرحب کو دو
دستِ خالق میں ہیں کِتنی زور آور اُنگلیاں

چوم کر دستِ شِفائے زائرِ شبیرؑ میں
شُکرِ رَب کرتا ہوں آنکھوں سے لگا کر اُنگلیاں

ایک اُنگلی کے اشارے سے قمر دو ہو گیا
کیا ہوا ہوتا اُٹھاتے گر پیمبرؐ اُنگلیاں

مُسکرا کر اشقیاء سے کہہ اُٹھا رن میں صغیرؑ
کربلا میں ڈھونڈتی ہیں بابِ خیبر اُنگلیاں

سب محمدؐ ہیں زمانے کو بتانے کے لئے
معجزے دِکھلائے ہیں سب نے اُٹھا کر اُنگلیاں

بابِ خیبر توڑنا اُس کے لئے مشکل نہ تھا
جو پلٹ سکتا ہو سورج کو اُٹھا کر اُنگلیاں

دیکھ کر بے ساختہ بڑھتی ہیں بوسے کے لئے
تعزیہ، پٹکا، علم، تابوت و منبر اُنگلیاں

اِک اشارہ پا کے سارے جانور تک چُپ ہوئے
کربلا میں دیکھئے اعجاز مظہر اُنگلیاں

خط میں یہ صغراؑ نے پوچھا لکھ کے زینبؑ سے پھوپھی
میرا اصغرؑ چَل رہا ہو گا پکڑ کر اُنگلیاں

سینۂ اکبرؑ سے شہؑ نے کھینچ لی ٹوٹی انی
تھرتھرائیں پھر بھی کب اللہ اکبر اُنگلیاں

زائرِ شبیرؑ مِل جاتا ہے مجھ کو جب کہیں
چومتا ہوں بڑھ کر آنکھوں سے لگا کر اُنگلیاں

یوں تو پڑھتا ہے زیارت ایک اُنگلی سے مگر
ذہن میں کوثرؔ کے ہوتی ہیں بہتّر اُنگلیاں

☆☆☆

پسلیاں کہتے رہے

بات حق کی دار پَر بھی حق بیاں کہتے رہے
سَر کٹے تو بر سرِ نوکِ سِناں کہتے رہے
اِک موذّن کی ضرورت تھی نمازِ عصر کو
دستِ شہؑ پَر اِس لئے اصغرؑ اذاں کہتے رہے
جو نہ سمجھے آج تک تیری زبانِ خاص کو
بس وہی بے شِیرؑ تجھ کو بے زباں کہتے رہے
ہائے یہ تکلیف بھی ہم سے چھُپائی فاطمہؑ
دیکھ کر حیدرؑ شکستہ پسلیاں کہتے رہے
فاطمہؑ فرشِ عزا پَر بیٹھ کر روتی رہیں
ہم حُسین ابنِ علیؑ کی داستاں کہتے رہے

☆☆☆

رکاب مُٹّھی میں

لئے ہیں کیا یہ رسالتؐ مآب مُٹّھی میں
بَلا کی خاک کہ غم کی کتاب مُٹّھی میں

جو دیکھی ہاتھ میں حیدرؑ کے لشکری بولے
یہ تیغ ہے کہ ہے قہر و عتاب مُٹّھی میں

چلے تھے شیرِ خدا سے مقابلہ کرنے
اجل دبائے تھے خانہ خراب مُٹّھی میں

وہ بخشے جائیں گے، اشکِ عزا کے گوہر کو
جو لے کے جائیں گے روزِ حساب مُٹّھی میں

مِلا نہ اذنِ وِغا جب جریؑ کو زینبؑ سے
دَبا کے توڑ دی تیغِ دو آب مُٹّھی میں

یہ دیں فروشوں نے دیکھا بھی چُپ رہے لیکن
یزید تھامے تھا جامِ شراب مُٹّھی میں

جو دیکھا دشت میں اصغرؑ کو شہؑ کے ہاتھوں پر
عدو پکارے ہے حق کی کتاب مُٹّھی میں

کسی کا نام ہے اکبرؑ،کسی کا اصغرؑ ہے
اجَل چھُپائے ہے کیسے گلُاب مُٹھّی میں

سوالِ بیعتِ فاسق کہاں ہیں ہاتھ ترِے
صغیرؑ لایا ہے تیرا جواب مُٹھّی میں

تمہارے بعد میں سوؤں گی کس کے سینے پَر
سکینہؑ روتی ہے تھامے رکاب مُٹھّی میں

فشارِ قبر کی پروا نہیں ہے کوثرؔ کو
لئے ہے خاکِ درِ بوُترابؑ مُٹھّی میں

سوئے کربلا چلی

ہر اک قدم پہ کہتی ہوئی مرحبا چلی
خیبر میں ذوالفقار کے پیچھے قضا چلی

بیعت کا نام لے نہ سکا پھر کوئی یزید
انکار شاہ دینؑ کی ایسی ہوا چلی

دست حسینؑ پر علی اصغرؑ کی شکل میں
لٹنے ربابؑ آج تری مامتا چلی

انکار شاہ دیںؑ کا سفر آج تک ملا
بیعت تو دو قدم نہ تری بے حیا چلی

اللہ رے حسینؑ ترے سر کے ساتھ ساتھ
مقتل سے بال کھولے ہوئے فاطمہؑ چلی

ذکر غم حسینؑ کیا تم نے جا بجا
زینبؑ تمہارے دم ہی سے شہؑ کی عزا چلی

سر سے لپیٹے آیت تطہیر کی ردا
زینبؑ طہارتوں کا لئے سلسلا چلی

دریا کی سمت دیکھ کے زینبؑ نے دی صدا
عباسؑ دیکھ تیری بہن بے ردا چلی

زہراؑ تمہارے باغ کے مرجھا گئے ہیں پھول
کرب و بلا کے دشت میں ایسی ہوا چلی

دست علیؑ سے پوچھ لو مرحب کے فرق پر
خود ذوالفقار کہتی ہوئی مرحبا چلی

سر بڑھ کے اپنی گود میں زہراؑ نے لے لیا
جب گردن حسینؑ پہ تیغ جفا چلی

کوثؔر نے یا حسینؑ کہا اور مرگیا
تن سے نکل کے روح سوئے کربلا چلی

شمشیر کے پاؤں

حرؑ نے جب تھام لئے حضرت شبیرؑ کے پاؤں
بڑھ گئے اس کی طرف خوبیٔ تقدیر کے پاؤں

بال و پر مل گئے فطرس کو کرشمہ دیکھو
جسم سے مس جو کئے حضرت شبیرؑ کے پاؤں

علم لینا ہے اگر جاؤ علیؑ کے در پر
چوم کے تھام لو بس صاحب تفسیر کے پاؤں

دیکھ کے صُلب ونسب بڑھتی ہے کافر کی طرف
کتنے محتاط ہیں حیدرؑ تری شمشیر کے پاؤں

نفس و دل، فکر ونظر سب کی طہارت کے لئے
ہم نے بھی تھام لئے صاحب تطہیر کے پاؤں

فرق بیعت پہ ملے تاج و حکومت پہ کبھی
اس لئے اترے نہیں دشت میں بے شیرؑ کے پاؤں

بولے شہؑ لاش جواں آکے اٹھاؤ بچو
دست و بازو کوئی تھامے کوئی دلگیر کے پاؤں

چشمِ سرور سے نکلتے رہے آنسو پیہم
دیکھ کر الجھے ہوئے خاروں میں ہمشیر کے پاؤں

شام و کوفہ کا سفر ہائے یوں عابدؑ نے کیا
راہ پر خار تھی اور صاحبِ زنجیر کے پاؤں

اس قدر شمر نے نیزے کی انی سے مارا
خون میں ڈوب گئے زینبؑ دلگیر کے پاؤں

ہاتھ چومیں گے ملک تیرے جناں میں کوثرؔ
دیکھ کر تھامے ہوئے صاحبِ تطہیر کے پاؤں

سمندر الجھا

ہنس کے یوں تیر سے میدان میں اصغرؑ الجھا
جیسے مرحب سے کوئی دشت میں حیدرؑ الجھا

توڑ کر سینے کو حیدرؑ نے علم گاڑ دیا
پرچم دین سے خیبر میں جو پتھر الجھا

پھر تو ٹوٹا ہوا قدموں میں پڑا دیکھا ہے
جس گھڑی دست علیؑ سے در خیبر الجھا

فوج کفار سے اسلام بچانے کے لئے
گھاٹ پر تشنہ دہن پیا سا سمندر الجھا

دے دیا شاہؑ نے سر دشت بلا میں اپنا
دین اسلام سے جب کفر کا لشکر الجھا

کربلا ہلنے لگی خون فلک سے برسا
گردن شاہؑ سے جب شمر کا خنجر الجھا

راستہ کر لیا ہموار جناں کا کوثرؔ
پائے شبیرؑ سے یوں تیرا مقدر الجھا

تجارت نماز کی

ایسی سنی نہ دیکھی محبت نماز کی
گردن پہ تیغ دل میں ہے نیت نماز کی

ہر اک نفس میں پائی ہے فطرت نماز کی
جنّت کے پھول دیتے ہیں نکہت نماز کی

اصحاب مصطفیٰؐ میں کئی لوگ یوں ملے
سجدے میں سر تھا دل میں عداوت نماز کی

کوثر کا جام پاتے ہی کچھ اور بڑھ گئی
چھائی تھی ذہن پر جو حلاوت نماز کی

شبیرؑ سے یزید نے مانگی تھی اس لئے
در اصل چاہتا تھا وہ بیعت نماز کی

نام و نمود عزت و دولت کے واسطے
کچھ لوگ کر رہے ہیں تجارت نماز کی

ساحل پہ سجدے کرتی ہیں موجیں کچھ اس طرح
آب رواں کو جیسے ہو عادت نماز کی

پھولوں نے جب وضو کیا شبنم کی بوند سے
غنچوں نے کی چٹک کے تلاوت نماز کی

آب رواں پہ ہوگی ادا جس گھڑی نماز
عیسیٰؑ کہیں گے آکے اقامت نماز کی

لب کی صفیں بنا کے تبسم کی جا نماز
اصغرؑ نے کی زباں سے امامت نماز کی

اپنے لہو سے سجدۂ آخر کے بعد بھی
کی خاک کربلا پہ کتابت نماز کی

کوثرؔ نبیؐ کی آل کی الفت کے ساتھ ساتھ
محشر میں ہوگی سب کو ضرورت نماز کی

سمجھو قیامت ہوگئی

گریۂ شبیرؑ پر جس کو قناعت ہوگئی
فکراس کو کیا بھلا اس کی تو جنّت ہوگئی

دیکھ کر عباسؑ کو بھاگے لعیں کہتے ہوئے
آتا ہے شیرِ علیؑ اب تو قیامت ہوگئی

اے علمدار حسینؑ دیکھ کر تیرا جلال
تجھ پہ صدقے آج تو موسیٰؑ کی ہیبت ہوگئی

شمر بولا مِل کے سب عباسؑ پر حملہ کرو
بچ گیا غازیؑ اگر سمجھو قیامت ہوگئی

یا علیؑ مشکلکشا کہنے کی ہم کو دیر تھی
ایک جملے میں فنا ساری مصیبت ہوگئی

کون روکے گا بھلا جنّت میں جانے سے ہمیں
مادر شہؑ کی اگر ہم پر عنایت ہوگئی

طالب بیعت مٹا اس کی حکومت بھی مٹی
دونوں عالم پر مگر شہؑ کی حکومت ہوگئی

کل بھی ذکرِ حق سنا کوفے میں سب نے دار پر
آج نیزے پر تری قرآں تلاوت ہوگئی

قبر میں لائے تھے ہم خاکِ شفاءخاکِ نجف
بابِ جنّت کھل گئے پر نور تربت ہوگئی

تجھ کو کوثرؔ دیکھ کر کہنے لگے مشکلکشاؑ
آ بجھا لے تشنگی تیری شفاعت ہوگئی

گھر گھر سجدہ

کر نہیں سکتا کوئی ان کے برابر سجدہ
جس طرح کر گئے مقتل میں بہتّرؑ سجدہ

زیرِ خنجر جو کیا شاہؑ نے ہنس کر سجدہ
دیکھ کر رو دیئے سرور کا پیمبرؐ سجدہ

شاہؑ والا نے کیا یوں تہِ خنجر سجدہ
چمکا پیشانیِ گردوں پہ ابھر کر سجدہ

مطمئن کرتے رہے شاہؑ زمیں پر سجدہ
گردن شاہؑ پہ کرتا رہا خنجر سجدہ

جانتا ہی نہ زمانے میں کوئی سر سجدہ
تیرے دم سے ہے جہاں میں سرِ سرورؑ سجدہ

کھل اٹھے پھول اذان علی اکبرؑ سن کر
شاخیں کرنے لگیں جھک جھک کے زمیں پر سجدہ

غم میں شبیرؑ کے رونا جو عبادت ٹھہرا
میرے دامن پہ کیا اشکوں نے گر کر سجدہ

ربِّ کعبہ کی قسم سجدہ حیدرؑ کی قسم
مثل رکھتا نہیں تیرا شہؑ بے سر سجدہ

یوں تو کچھ اور نمازی ہیں زمانے میں مگر
ہم نے خالق کو کیا سوچ سمجھ کر سجدہ

جب بڑھی گریۂ شبیرؑ سے آنکھوں کی چمک
کرنے عارض پہ لگے اشک منور سجدہ

زیر خنجر جو کیا تشنہ لبی میں شہؑ نے
بن گیا کشتی توحید کا لنگر سجدہ

کرکے شبنم سے وضو پھول اذاں کہنے لگے
غنچے کرنے لگے شاخوں پہ چٹک کر سجدہ

سر پٹکتی ہوئی موجوں کی قسم اے شبیرؑ
تشنگی کو تری کرتا ہے سمندر سجدہ

شام والوں نے تو چاہا تھا مٹا ڈالیں نماز
کربلا والوں نے پہنچا دیا گھر گھر سجدہ

ہے دعا روح وہیں تن سے جدا ہو جائے
در پہ شبیرؑ کے جس دم کرے کوثرؔ سجدہ

یادوں کی چُبھن سے

سر ہوگیا مقتل میں جدا شاہؑ کا تن سے
پائی ہے خبر ہم نے یہ سورج کے گہن سے

اس واسطے کہتے ہیں انہیں ثانی زہراؑ
زینبؑ کے چلن ملتے ہیں زہراؑ کے چلن سے

آتی ہے صدا ماتم شبیرؑ کی اکثر
طوفان سے آندھی سے کبھی چرخ کہن سے

وہ گود سے صغریٰؑ کی چلا آیا ہمک کر
سرّورؑ نے کہا کان میں کچھ غنچہ دہن سے

موت آئے انہیں یا کہ وہی جا پڑیں اس پر
تھے شوق شہادت میں یوں انصار مگن سے

شہؑ بخشش امّت کے لئے پوچھ رہے ہیں
نانا سے پدر سے کبھی زہراؑ و حسنؑ سے

شادی وہ رچائے گی تری دھوم سے اکبرؑ
یہ سوچ کے پالا تھا تجھے ماں نے جتن سے

اس درجہ عطش سے تھے پڑے حلق میں کانٹے
اکبرؑ نے زباں کھینچ لی سرورؑ کے دہن سے

رو رو کے اسے شاہؑ نے چہرے پہ ملا ہے
وہ خون جو بے شیرؑ نے اگلا تھا دہن سے

جھولے پہ نظر ڈال کے بانوؑ نے صدا دی
اے لال یہ دل روتا ہے یادوں کی چُبھن سے

عباسؑ وہ لیتا ہے ترے در کی بلائیں
جس وقت گزرتا ہے قمر تیرے چمن سے

دیکھا تو پسر ہاتھوں پہ دم توڑ چکا تھا
کانوں میں صدا آئی تھی اک تیر کی سن سے

لائے تھے لعیں باندھ کے یوں خواہر شہؑ کو
تھی کھال بھی چپکی ہوئی بازو کی رسن سے

کیا پوچھتے کوثرؔ سے بھلا قبر میں قدسی
لپٹی جو ملی خاک شفا اس کے کفن سے

پوچھا اصغرؑ آ گئے

چھوڑ کر کعبہ مدینہ کربلا میں آ گئے
داستاں ہجرت کی شاہؑ کربلا دُہرا گئے

دیکھ کر عباسؑ کو اعدا کے سر چکرا گئے
بد حواسی میں عدو آپس میں خود ٹکرا گئے

الاماں کے شور سے ہلنے لگی کرب و بلا
جب علیؑ کے لاڈلے تیور بدل کر آ گئے

کیوں پیئوں میں تیرا پانی بولا دریا سے فرس
جب علیؑ کے لال کے صدقے میں کوثر پا گئے

تیری منزل کیا بھلا سمجھے گی دنیا اے حسینؑ
پاؤں کے نیچے تمہارے آسماں بھی آ گئے

کس طرح اصغرؑ ہنسے تھے دشت میں تیروں کے بیچ
پھول ہنس کر خار پر وہ داستاں دوہرا گئے

گر نہیں عباسؑ و اکبرؑ میں تو زندہ ہوں ابھی
عصر کی کہنے اذاں ہاتھوں پہ اصغرؑ آ گئے

چومنے دستِ علیؑ ،کوثر پہ کوثرؔ جب گئے
میری خاطر جانے کتنے جام کوثر آ گئے

پیاس کے مارے لبوں پر اک تبسم کی لکیر
عزم اصغرؑ دیکھ کر اعدا کے دل تھرّا گئے

کیا کریں گے جنگ وہ عباسؑ و اکبرؑ سے بھلا
اک تبسم سے جہاں کے سور ما گھبرا گئے

جب چھنی سر سے ردا اور آگ خیموں میں لگی
زینبؑ خستہ جگر کو یاد حیدرؑ آ گئے

ماں کی گزری زندگی کچھ بعد اصغرؑ اس طرح
جب بھی غش سے ہوش آیا پوچھا اصغرؑ آ گئے

بعد گریہ جب اٹھے مجلس سے تیری اے حسینؑ
ہم تبرّک میں نبیؐ زادی سے جنّت پا گئے

اور کوثرؔ کو بھلا کیا چاہئے اس کے سوا
چند اشکوں کی بدولت ہم تو جنّت پا گئے

سر پاؤں میں

رکھ دیا پانی نے بھی اپنا مقدر پاؤں میں
دیکھ کر ہونٹوں پہ شعلے اور کوثر پاؤں میں

مرتضیٰؑ بیت خدا، دوش پیمبرؐ پاؤں میں
دیکھ کر گرنے لگے پتھر کے داور پاؤں میں

ہیں شب معراج سب دنیا کے منظر پاؤں میں
ماہ و انجم پاؤں میں خورشیدِ خاور پاؤں میں

الجھا ہے سجادؑ کے کانٹوں کا لشکر پاؤں میں
موجزن ہے اس لئے خوں کا سمندر پاؤں میں

یا نبیؐ گر میں بڑھا حد سے سوا جل جاؤں میں
رکھ دیئے جبریلؑ نے کہہ کر تھکے پر پاؤں میں

جنگ سے زینبؑ نے روکا جب قسم دے کر اسے
کر کے ٹکڑے رکھ دیا غازیؑ نے خنجر پاؤں میں

گر نہ حیدرؑ روکتے خیبر میں اپنی تیغ کو
آ گئے ہوتے پر جبریلؑ کٹ کر پاؤں میں

قتلِ قاسمؑ نے کئے ازرق کے بیٹے اس طرح
جسم تھے پشت فرس پر اور تھے سر پاؤں میں

جز علیؑ رکھتا نہیں دنیا میں کوئی بھی جری
لاش مرحب، باب خیبر، فرق عنتر پاؤں میں

گر مجھے رن کی رضا مل جائے آقاؑ سے بہن
کاٹ کر میں ڈال دوں اعدا کا لشکر پاؤں میں

حکم رب تھا یہ شب معراج میں جبریلؑ کو
مصطفیٰؐ بڑھتے رہیں بچھتے رہیں پر پاؤں میں

کیا بھلا جنّت کے شہزادوں کی ہو مدح و ثنا
رکھتے ہیں کون و مکاں شبیرؑ و شبرؑ پاؤں میں

چھوڑے پتھر پر نشاں اور خاک پر کچھ بھی نہیں
معجزہ رکھتے تھے یہ کیسا پیمبرؐ پاؤں میں

چاہو تو مردے جلا دو اپنی ٹھوکر سے علیؑ
یہ اثر تم کو ملا اللہ اکبر پاؤں میں

بخشوائیں گی تمہیں خوش ہو کے کوثرؔ سیّدہؑ
جس گھڑی رکھ دو گے تم اشکوں کے گوہر پاؤں میں

گھر بھی بڑا ہو جائے گا

زیرِ خنجر جب مرا سوکھا گلا ہو جائے گا
سر مری تشنہ لبی کا معرکہ ہو جائے گا

ہے خبر یہ سر مرا تن سے جدا ہو جائے گا
ہاں مگر وہ وعدۂ طفلی وفا ہو جائے گا

قتل اپنے دور کے مرحب کرے گا اے ربابؑ
جب یہ تیری گود کا بچہ بڑا ہو جائے گا

شہؑ سے بیعت چاہتا ہے سوچ لے یہ بھی یزید
تا قیامت لعنتوں کا سلسلا ہو جائے گا

نفس اپنا بیچ کر مرضی خریدے گا علیؑ
ایک فرقے کا سہی لیکن خدا ہو جائے گا

کر سکیں گے جنگ کیا عباسؑ و اکبرؑ سے لعیں
اک تبسم سے ابھی یہ فیصلا ہو جائے گا

نورِ آنکھوں کا بڑھے گا گریۂ شبیرؑ سے
اور مرا اجرِ رسالت بھی ادا ہو جائے گا

میرے اس چھوٹے سے گھر میں آج اک مجلس بھی ہے
فاطمہؑ آجائیں گی گھر بھی بڑا ہوجائے گا

مشکلیں پیدا کریں گے حشر میں اعمال جب
گوہر اشک عزا مشکلکشاؑ ہوجائے گا

وہ جو کوثرؔ ہے ابھی جھولے میں اک ننھا علیؑ
دشت میں پہنچے گا جب سب سے بڑا ہوجائے گا

جب قتل آفتاب ہوا

درِ حسینؑ پہ قسمت سے بار یاب ہوا
پکارا حرؑ کا مقدر میں کامیاب ہوا

سناں کی نوک پہ گویا جو آفتاب ہوا
تو وا نوازش تشنہ دہن کا باب ہوا

جو بارگاہ حسینیؑ میں باریاب ہوا
کبھی وہ حرؑ کبھی فطرسؑ سا فیضیاب ہوا

بِنائے روضۂ شبیرؑ کربلا میں پڑی
زمیں پکاری لے جنت ترا جواب ہوا

وہ مثل خار تھا صبح دہم سے پہلے تک
جو باغ شاہؑ میں آیا تو حرؑ گلاب ہوا

جمال اکبرؑ گل پیر ہن کا صدقہ ہے
جو حسن حضرت یوسفؑ کو دستیاب ہوا

لب حسینؑ کے بوسے کا فیض دیکھا ہے
کہ چہرہ جونؑ کا مقتل میں ماہتاب ہوا

جواب کوثر و تسنیم ہیں مری آنکھیں
مگر نہ اشک عزا کا کوئی جواب ہوا

درِ حسینؑ پہ عزّت ہے عرق ریزی سے
گزر کے کتنے مراحل سے گل گلاب ہوا

اندھیرا پھیل گیا شب کا شام سے پہلے
دہم کی عصر کو جب قتل آفتاب ہوا

اُدھر سے نعرۂ ھل من کی اک صدا آئی
اِدھر صغیرؑ کو جھولے میں اضطراب ہوا

برہنہ اونٹوں پہ سیدانیاںؑ تھیں بلوے میں
تماشہ بینوں کو لیکن نہ کچھ حجاب ہوا

جناں جو پہنچا میں کوثرؔ تو کہہ اٹھے قدسی
ثنائے شہؑ کے کرم سے تو کامیاب ہوا

ادا اپنے ساتھ

لے کے ہم جائیں گے سامان جزا اپنے ساتھ
حشر میں لائیں گے زہراؑ کی دعا اپنے ساتھ
گلشن دین کو اب کس نے لہو سے سینچا
بس یہ لاتی ہے خبر آج ہوا اپنے ساتھ
کون رک پائے گا اکبرؑ کے مقابل رن میں
لائے ہیں آج یہ مادر کی دعا اپنے ساتھ
نامِ اصغرؑ جو سنا رو کے کہا پھولوں نے
بے زباں لے گیا ہنسنے کی ادا اپنے ساتھ
اُن کا جانا ہو اگر گھاٹ کی جانب بابا
کہہ دو مشکیزہ لئے جائیں چچا اپنے ساتھ
اب کتابوں کے سوا آج کہاں دنیا میں
لے گئے حضرت عباسؑ وفا اپنے ساتھ
جب بڑھے ظلم و ستم رو کے سکینہؑ نے کہا
آ کے لے جاؤ مجھے جلد چچا اپنے ساتھ
پھونک کر خیمے لعیں بعدِ شہؑ کرب و بلا
لے گئے لوٹ کے زینبؑ کی رِدا اپنے ساتھ

اصغرؑ رویا

حُرملہ ، تیر و تبر شام کا لشکر رویا
کوئی بتلائے ہمیں دشت میں اصغرؑ رویا

لب کے ساحل پہ زباں ماہیٔ بے آب مِلی
سَر کو ٹکرا کے چٹانوں سے سمندر رویا

وہ جو ہر بات میں پابندِ خدا مِلتا ہے
غم میں شبیرؑ کے احمدؐ سا پیمبر رویا

آدمؑ و یونسؑ و یعقوبؑ و زکریاؑ ہی نہیں
کربلا والوں کو ہر ایک پیمبرؐ رویا

تُو نے عُمرے سے کِیا حج کو جو تبدیل حُسینؑ
تیری غربت پہ تجھے کعبے کا پتھر رویا

ہِل اُٹھی کرب و بلا خون فلک سے برسا
گردنِ شاہؑ پہ جب شمر کا خنجر رویا

آبلے رستے رہے تپتی زمیں پر عابدؑ
چُوم کر زخم تِرے پاؤں کے، کنکر رویا

کس طرح پھیری زباں خشک لبوں پر اصغرؑ
علقمہ روئی یہاں، عرش پہ کوثرؔ رویا

ستمگر پہ آیتیں

گردن پہ تیغ اور لبِ سرورؑ پہ آیتیں
پھیلی ہوئی ہیں ریت کی چادر پہ آیتیں

تکمیلِ دین ہو گئی حیدرؑ ہوئے وصی
نازل ہوئیں غدیر کے منبر پہ آیتیں

نادِ علیؑ گواہ ہے خیبر کی جنگ میں
اُتریں ہیں قتلِ مرحب و عنتر پہ آیتیں

بارِ گراں اُٹھا نہ سکے جن کا کوہ سار
نازل ہوئیں وہ قلبِ پیمبرؐ پہ آیتیں

دشمن بھی ہیں گواہ پیمبرؐ کے ساتھ ساتھ
اُتری ہیں رن میں ضربتِ حیدرؑ پہ آیتیں

قرآن محوِ خواب تھا ہجرت کی رات میں
بکھری مِلیں رسولؐ کے بستر پہ آیتیں

قرآن پڑھ کے دیکھ لو لعنت کی شکل میں
شمشیر بَن کے ٹوٹیں ستمگر پہ آیتیں

بچنا ہے گر فشار سے لکھ نامِ بُوترابؑ
او لکھنے والے قبر کے پتھر پہ آیتیں

نوکِ سِناں سے اُٹھّی تھیں پردے کے واسطے
تطہیر بَن کے آئیں کھُلے سر پہ آیتیں

حمدِ خدا کے ساتھ تھی جِن میں ثنائے آلؑ
دنیا کو وہ مِلیں لبِ کوثرؔ پہ آیتیں

☆☆☆

بہتّر ہلال ہیں

یہ تو صغیرؔ تیری ہنسی کے کمال ہیں
موضوع ایک اور ہزاروں خیال ہیں

اللہ سب یہ فاطمہ زہراؑ کے لال ہیں
جو کربلا میں مثلِ ذبیحہ حلال ہیں

گھر پھُونک کر نبیؐ کے نواسے کا کیا مِلا
کِتنے لبوں پہ ایسے سُلگتے سوال ہیں

دورانِ جنگ ایک کے دو ہو گئے شقی
عبّاسؑ ضیغم اسدِ ذوالجلال ہیں

بولی سکینہؑ اب تو پلٹ آیئے چچا
چہرے سبھی کے تشنہ لبی سے نِڈھال ہیں

بولی اجل نہ بھیجو اِنھیں دشت میں ابھی
زینبؑ تمہارے لال تو غنچہ جمال ہیں

او شمر ڈھا رہا ہے سکینہؑ پہ کیوں ستم
اِس کے تو کھیلنے کے ابھی ماہ و سال ہیں

ہاتھوں پہ آکے فوج کو ہنس کر رُلا دیا
اصغرؑ تو آج دشت میں اپنی مِثال ہیں

وہ بھانجے، بھتیجے کہ بیٹے ہوں شاہؑ کے
میدانِ کارزار میں سب لازوال ہیں

میرا نصیریوں کا خدا ہے الگ الگ
لفظِ علیؑ پہ اپنے جُدا کب خیال ہیں

عرشِ غمِ حُسینؑ کی وسعت تو دیکھئے
ایک آسمان اور بہتّر ہلال ہیں

کوثر پہ تیرے ساقئ کوثر ہیں منتظِر
کوثؔر یہ تیری فِکر کے اچھے مآل ہیں

☆☆☆

کردار نہیں ہے

ہے لب پہ ہنسی ہاتھ میں تلوار نہیں ہے
اصغرؑ سا کوئی دشت میں جرّار نہیں ہے

آپس میں عدو گھاٹ سے کہتے ہوئے بھاگے
عبّاسؑ سا تلوار کا فنکار نہیں ہے

اِس واسطے بھٹکے نہیں ہم خیر سے اب تک
تعداد ہے چودہ کی یہاں چار نہیں ہے

ہیں منکرِ اوصافِ علیؑ اب بھی جہاں میں
کیا آج کوئی میثمِؒ تمّار نہیں ہے

اصحاب سے یہ شہؑ نے کہا آمدِ حُرؑ پر
بھٹکا ہُوا راہی ہے گنہگار نہیں ہے

ہاں مریمؑ و سارؑا کے بھی اوصاف بہت ہیں
فضّہؑ سی مگر ایک کی گفتار نہیں ہے

نانا سے محبت ہے نواسے سے عداوت
اصحابِ نبیؐ یہ کوئی کردار نہیں ہے

حیدرؑ کو علَم دے دیا یہ کہہ کے نبیؐ نے
جرّار ہے کرّار ہے فرّار نہیں ہے

زہراؑ کی شفاعت سے وہ محروم رہے گا
شبیرؑ کے ماتم سے جسے پیار نہیں ہے

حُرؑ آئے گا اِک رات کی مہلت نے بتایا
شہؑ جیسا کوئی محرمِ اسرار نہیں ہے

کیا بات ہے کیا سجدۂ خالق میں ہیں عابدؑ
زندان میں زنجیر کی جھنکار نہیں ہے

کوثرؔ مَیں خریدوں گا اِنھی اشکوں سے جنّت
رونا غمِ شبیرؑ میں بیکار نہیں ہے

☆☆☆

ماہ منور ٹکڑے

پرچمِ دیں نے کِیا جس گھڑی پتھر ٹکڑے
تیغِ حیدرؑ نے کئے مرحب و عنتر ٹکڑے

ہو گئے دینِ پیمبرؐ کے بہتّر ٹکڑے
اب نہ ہو جائے کہیں خانہ داور ٹکڑے

یہ بھی انصافِ علیؑ دیکھ لے آکر دنیا
تیغ بھی آپ کی کرتی ہے برابر ٹکڑے

رہتے وابستہ اگر عترتؑ و قرآں سے سبھی
آج اِسلام کے ہوتے نہ بہتّر ٹکڑے

لشکری کانپ گئے ہِل اُٹھا میداں سارا
دستِ حیدرؑ نے کِیا جب درِ خیبر ٹکڑے

وہ اگر تیغ اُٹھاتا تو قیامت ہوتی
جو اِشارے سے کرے ماہِ منُور ٹکڑے

فوجِ کُفّار کہاں رُکتی جریؑ کے آگے
اک تبسّم سے ہُوا جب دِلِ لشکر ٹکڑے

سچ تو یہ ہے کہ طلبگارِ شہادت تھے حُسینؑ
ورنہ ہو جاتا گلا چھُوتے ہیں خنجر ٹکڑے

پھر بھی تھامے تھا سکینہؑ کی امانت کو جریؑ
آنکھ میں تیر، کٹے ہاتھ، ہوا سر ٹکڑے

یاد کوثرؔ کو جو کوثر پہ تِری آئی صغیرؑ
دستِ کوثرؔ میں ہُوا ساغر کوثر ٹکڑے

☆☆☆

سمندر آنسو

نامِ سرورؑ پہ بہاتے رہو کوثرؔ آنسو
دیں گے فردوس تمہیں بَن کے یہ گوہر آنسو

نامِ شبیرؑ پہ دنیا میں بہے ہیں اِتنے
گر چہ مِل جائیں تو بَن جائیں سمندر آنسو

نام بھی پایا علیؑ اور شجاعت بھی وہی
پھر بہاتے بھلا کیوں دشت میں اصغرؑ آنسو

عظمت اشک عزا اس کے سوا کیا ہو گی
دست زہراؑ پہ بنے جا کہ یہ گوہر آنسو

اپنے بیگانے میں بس فرق بتاتے ہیں یہی
کیوں کہ احساس کے ہوتے ہیں پیمبر آنسو

عمل خیر کا پلّہ ہوں گراں جن کے سبب
بنے رومال میں زہراؑ کے وہ گوہر آنسو

دفن تو کر ہی دیا تشنہ دہن کو لیکن
تَر کِیا شاہؑ نے تربت کو بہا کر آنسو

مفلسی میں بھلا کیا اس کے سِوا دے کوثرؔ
نذر کرتا ہوں تمھیں مالکِ کوثر آنسو

روشنی کی طرح

نہیں ہے کوئی پیمبرؐ اگر نبیؐ کی طرح
تو پھر بشر بھی نہیں کوئی ہے علیؑ کی طرح

مثال لائے تو کوئی مرے وصی کی طرح
جری ہو رن میں تو منبر پہ فلسفی کی طرح

سوالِ بیعتِ فاسق تو مٹ گیا لیکن
''نہیں''، حُسینؑ کی روشن ہے چاندنی کی طرح

ثبات و عزم پہ حیرت ہے کیوں بہترؑ کے
علیؑ کے لال نے پَرکھا ہے جوہری کی طرح

جو دِل میں ماتمِ سرورؑ سے بیر رکھتے ہیں
نبیؐ کو پائیں گے محشر میں اجنبی کی طرح

چراغِ مدحِ علیؑ ہے زبان میثمؑ کی
ہر ایک لفظ نکلتا ہے روشنی کی طرح

جہادِ اصغرؑ بے شِیر دیکھئے رَن میں
زباں سے کام لیا ضربتِ علیؑ کی طرح

دھواں دھواں سا ہے چہرہ فرات کا اب تک
جریؑ نے دیکھا ہے کچھ ایسی بے رخی کی طرح

وہ کربلا ہے فقط کربلا زمانے میں
لڑے ہیں گود کے پالے جہاں جریؑ کی طرح

بقائے دینِ محمدؐ کے واسطے سرورؑ
گلے اجل کو لگاتے ہیں زندگی کی طرح

پس حُسینؑ نظر آئیں زینبؑ دلگیر
کہیں حسنؑ کہیں زہراؑ کہیں علیؑ کی طرح

میں ذِکرِ اکبرؑ و عبّاسؑ کیا کروں کوثرؔ
مِلا صغیرؑ بھی میدان میں علیؑ کی طرح

☆☆☆

تلاوت میں

سوالِ آب اکبرؑ نے کیا جس وقت غربت میں
اضافہ ہو گیا کچھ اور سرورؑ کی اذیّت میں

نبیؐ زادے کا قاتل اور کہلائے مسلماں بھی
ہوئی تحریف یہ کب سے بتاؤ تو شریعت میں

کرو مظلوم کا ماتم مگر ظالم پہ لعنت بھی
یہی قرآں میں لکھّا ہے یہی مِلتا ہے سیرت میں

غمِ سرورؑ میں رو لیتے تو کیوں آنکھیں گنوا دیتے
ارے او گننے والے مجلس و ماتم کو بدعت میں

تلاوت کر کے نیزے پر بتایا فرقِ سرورؑ نے
جدائی ہو نہیں سکتی کتاب اللہ و عترتؑ میں

مٹانا تھا شہؑ والا کو فرقِ نسلِ انسانی
لہٰذا جونؑ بھی شامل ہیں فہرستِ شہادت میں

اٹھائی لاش مقتل میں شہؑ والا کی تیروں نے
مسلماں جب نہیں آئے نبیؐ زادے کی میّت میں

بچا لائی تھی عابدؑ کو پھوپھی شعلوں سے خیموں کے
امامت آج تک باقی ہے زینبؑ کی حفاظت میں

ہٹانے کے لئے نظریں رُخِ ناموسِ احمدؐ سے
رہا مصروف فرقِ شاہؑ نیزے پر تلاوت میں

اُٹھی آندھی قیامت کی زمیں لرزی چلا خنجر
جھُکا ہی تھا سرِ سرورؑ ابھی حق کی عبادت میں

شفق نے لِکھ دیا اُٹھ کر فلک پر سُرخ حرفوں سے
علیؑ،اصغرؑ کا خوں ہے رنگ لائے گا قیامت میں

نجف فردوس ہے اپنی جِناں ہے کربلا کوثرؔ
تمنّا کیا کروں جنّت کی کیا رکھّا ہے جنّت میں

☆☆☆

دَرپن بنا دیا

کرب وبلا کو شاہؑ نے مدھوبَن بَنا دیا
صحرا کو خوں سے سینچ کے گُلشن بَنا دیا

جس کو بھی موت اُلفتِ سرورؑ میں آگئی
خالق نے اُس کی موت کو جیون بَنا دیا

پھر بیعت یزید کو منزل نہ مِل سکی
انکارِ شاہؑ نے اُسے جوگن بَنا دیا

دنیا عطائے سبطِ پیمبرؐ تو دیکھ لے
سونا تھا حُرؑ حُسینؑ نے کُندن بَنا دیا

تشنہ لبی میں چلّو سے پانی کو پھینک کر
غازؑی نے علقمہ کو ابھاگن بَنا دیا

ہم کو عزا کی دولتِ نایاب دے کہ یوں
تم نے حُسینؑ ہم کو مہاجن بنا دیا

سجادِؑ کربلا نے جو پہنی تھی قید میں
اُس ہتھکڑی کو ہم نے بھی کنگن بنا دیا

کیا ذکر جنگِ اکبرؑ و عباسؑ کا بھلا
بچّوں نے رَن کو کھیل کا آنگن بنا دیا

جو تشنہ لب شہید ہوئے حق کے واسطے
سرورؑ نے اُن کی موت کو جیون بنا دیا

دَر دَر بھٹکتی پھرتی ہے بیعت یزید کی
اصغرؑ نے مسکرا کے بھکارَن بنا دیا

اکبرؑ کی جنگ ماں کو دِکھانے کے واسطے
سرورؑ نے اپنے چہرے کو درپن بنا دیا

کوثرؔ کا نام آگیا مداحِ شاہؑ میں
آقاؑ نے اس غلام کا جیون بنا دیا

☆☆☆

فضہؑ کے برابر

پہنچی دلِ مضطر لئے بابا کے برابر
آنکھوں سے لہو بہتا تھا صغراؑ کے برابر

شبیرؑ کے صدقے میں مِلی شانِ تجلّی
جب چہرہ ہُوا جَونؑ کا مولاؑ کے برابر

غازیؑ نے کہا شمر سے اندازِ علیؑ میں
خیمے تو رہیں گے مِرے دریا کے برابر

ہے آج مگر روضۂ شبیرؑ جہاں میں
کَل تھا نہ کوئی خانۂ کعبا کے برابر

مریمؑ ہوں، زلیخاؑ ہوں وہ حوّاؑ ہوں کہ سارہؑ
رُتبہ نہ مِلا ایک کو فضّاؑ کے برابر

یہ حضرت شبیرؑ کے سجدے کا اثر ہے
صحرا بھی ہے اب عرشِ معلاّ کے برابر

عبّاسؑ چلے مشک لئے جب سوئے خیمہ
شانوں سے لہو بہتا تھا دریا کے برابر

اُس بچّی کو نیند آئے بھلا خاک پہ کیونکر
سوتی رہی سینے پہ جو بابا کے برابر

کہتی تھی شب و روز تڑپ کر یہی بانوؑ
ویران میری گود ہے صحرا کے برابر

اے دینِ نبیؐ تیری بقا کے لئے رَن میں
پیاسوں کا لہو بہتا تھا دریا کے برابر

ہر شعر پہ اِک قصرِ جِناں پاؤ گے کوثرؔ
کہتے رہو نوحے یوں ہی مولاؑ کے برابر

☆☆☆

سمندر لبِ دریا

ہے تشنہ دہن وارثِ کوثر لبِ دریا
کیسا ہے الٰہی یہاں منظر لبِ دریا

شہزادوں کی یہ جنگ نہیں جھوٹا ہے راوی
ظالم سے تھی مظلوم کی ٹکّر لبِ دریا

اصغرؑ کے تبسّم میں شجاعت تھی علیؑ کی
یاد آگئے کُفّار کو حیدرؑ لبِ دریا

ہر ایک خطا بخش دی شبیرؑ نے اُسکی
کیا خوب بنا حُرؑ کا مقدّر لبِ دریا

تھی کاتبِ اموات کو مُہلت نہ کسی پَل
بیٹھا تھا وہ کھولے ہوئے دفتر لبِ دریا

انجام سے واقف تھے سبھی شاہؑ کے انصار
ٹھہرے تھے سبھی سوچ سمجھ کر لبِ دریا

تھیں پاؤں میں اصغرؑ کے ہَواؤں کی رکابیں
آئے تھے یہ ہاتھوں کے فرس پَر لبِ دریا

اعدا کے لئے جان بچانا نہیں ممکن
بگڑے ہیں علمدارؑ کے تیور لبِ دریا

ہے صاحبِ اعجاز محمدؐ کا نواسہ
کہہ دے تو اُتر آئے گا کوثر لبِ دریا

عاشور کو کچھ ایسی چلی ظلم کی آندھی
خاموش ہوئیں شمعیں بہتّر لبِ دریا

اے فوجِ جفا تھوڑا سا پانی اِسے دیدے
پیا سا ہے کئی روز سے اصغرؑ لبِ دریا

یاد آگئی عبّاسؑ کو معصوم سکینہؑ
آنکھوں میں ہے اشکوں کا سمندر لبِ دریا

اے چشمِ فلک تو ہی بتا دیکھا تھا کیونکر
زینبؑ کی اسیری کا وہ منظر لبِ دریا

اصغرؑ کے تبسّم میں عجب راز تھا پنہاں
رویا تھا بہت شام کا لشکر لبِ دریا

کچھ راز ہے موجوں کے تڑپنے میں بھی کوثرؔ
سوچا ہے بہت ہم نے یہ اکثر لبِ دریا

☆☆☆

محرابِ خنجر دھوپ میں

خشک گردن پر چلا جب کُند خنجر دھوپ میں
تشنہ لب کہنے لگے اللہ اکبر دھوپ میں
بنٹ گیا دو حصّوں میں مرحب بھی عنتر کی طرح
بَن کے بجلی جب گِری تیغِ دو پیکر دھوپ میں
ضربِ قاسمؑ ہے کہ یہ مرحب پہ ضربِ مرتضیٰؑ
سایۂ ازرق ہے دو تن کے برابر دھوپ میں
کربلا کے دشت میں سورج سوا نیزے پہ تھا
کیوں نہ برپا ہو قیامت قبلِ محشر دھوپ میں
تشنگی، زخمی بدن، بیٹوں کے غم کے باوجود
شہؑ کا سجدہ تھا تہہِ محرابِ خنجر دھوپ میں
بوئے خوں دیتی ہَوا کہتی رہی سجّادؑ سے
ہیں زمینِ گرم پر پھولوں سے پیکر دھوپ میں
کس طرح سجّادؑ آخر دے بھلا غسل و کفن
ہیں بَلا کے دشت میں لاشے بہتّر دھوپ میں
شام کے زنداں میں کوثرؔ تھے حرم پر یہ ستم
شب کو رہتے اُوس میں تھے اور دن بھر دھوپ میں

ہچکیاں دیدے

کروں مَیں ذکرِ علیؑ قوّتِ بیاں دے دے
علیؑ کے نام پہ میثمؑ مجھے زباں دے دے

سحر نہ ہوگی زمانے میں مصطفیٰؐ بولے
کہو بلالؑ سے جا کر کہ وہ اذاں دے دے

تِرے سِوا نہ مِلا کوئی سُورما اصغرؑ
جو ہنس کے دشت میں فوجوں کو ہچکیاں دے دے

بہت غرور ہے ظالم کو اپنی طاقت پر
لعیں کو آج سبق شیرِ دو جہاں دے دے

ہمارے شیر سے عبّاسؑ، کو خدا رکھّے
ہے کون جو ہمیں زنداں کی سختیاں دے دے

یہ رو کے کہتی تھی لیلیٰؑ جواں کی میّت پر
اذاں کا وقت ہے بیٹا ذرا اذاں دے دے

میں جا کے گھاٹ پہ اپنے چچا سے کہہ دوں گی
نہیں تو شمر مجھے میری بالیاں دے دے

جو مانگا پانی تو اکبرؑ سے شہؑ نے فرمایا
دہن میں باپ کے بیٹا زرا زباں دے دے

کروں گی بھائی کا ماتم مَیں قید سے چھُٹ کر
کہو یزید سے خالی کوئی مکاں دے دے

نبیؐ کے لال سا کوئی سخی نہیں دیکھا
کلی کے مانگنے والے کو گُلستاں دے دے

طِلا و سیم و گہُر چاہتا نہیں کوثرؔ
حُسینؑ قدموں میں اپنے اسے اماں دے دے

☆☆☆



کوثر اُتار لاتے ہم

جو زیرِ تیغ نہ سجدے میں سَر کٹاتے ہم
تو کیسے وعدۂ طفلی بھلا نبھاتے ہم

لبِ فرات نہ شانوں کو گر کٹاتے ہم
تو کیسے قوّتِ بازو بھلا دِکھاتے ہم

سُبک نہ ہوتی اگر پیاس اپنی نظروں میں
تو لے کے ہاتھ میں پانی کو کیوں بہاتے ہم

جہاں صغیرؑ نے ہنس کر رُلا دیا لشکر
وہاں پر اذنِ وِغا آج کیسے پاتے ہم

نہ آتا حرف جو تشنہ لبئِ سرورؑ پر
تو آج دشت میں کوثر اُتار لاتے ہم

لِکھی تھی پیاس بھتیجی کے زرد ہونٹوں پر
قضا کے بعد بھی خیموں میں کیسے جاتے ہم

خبر جو ہوتی کہ اِن سے حِجاب کرنا تھا
تو اپنے بالوں کو کچھ اور بھی بڑھاتے ہم

حسینؑ اتنی تمنا ہے تیرے کوثرؔ کی
کہ کربلا میں تیرے در پہ موت پاتے ہم

چھوٹا پانی

مالکِ کوثر و تسنیم ہے پیاسا پانی
تُو نے آخر کبھی اس بات کو سوچا پانی

شاہِؑ والا کا ہُوا سُن کے کلیجا پانی
جس گھڑی اکبرؑ ناشاد نے مانگا پانی

آنکھ میں اشک ندامت کے چلے آتے تھے
کس طرح چہرۂ عبّاسؑ کو پڑھتا پانی

کیوں سما جاتا نہیں اِس میں سمٹ کر آخر
مشکِ عبّاسؑ پہ لکھّا ہے سکینہؑ پانی

کوششیں کر کے بھی پہنچا نہ لبِ تشنہ تک
قد سے عبّاسؑ کے اِس درجہ ہے چھوٹا پانی

حُرملہ تِیر نہیں ہے علیؑ اصغر کا سوال
خشک ہونٹوں پہ ہے بے شِیرؑ کے لکھّا پانی

سینکڑوں سال ہوئے بند ہُوا تھا شہؑ پر
آج تک ہے لبِ شبیرؑ کا پیاسا پانی

آخری سجدہ کیا

کربلا ہلتی رہی اور آسماں لرزا کِیا
زیرِ خنجر شاہِ دیںؑ نے جس گھڑی سجدا کِیا

نام محضر میں مرا بھی ہے بتا دیجے چچا
قاسمِؑ گُل پیرہن شبیرؑ سے پوچھا کِیا

بد حواسی کیوں ہے آخر لشکرِ کُفّار میں
پھیر کر لبِ پرَ زباں اصغرؑ نے آخر کیا کِیا

دین و دنیا ہیں مقابل اب کسے ترجیح دوں
رات بھر عاشور کی بس حُرؑ یہی سوچا کِیا

مثلِ آہُو گھاٹ سے بھاگے یزیدی سورما
لے کے جب مشک وعلم عبّاسؑ نے حملا کِیا

قاسمؑ و عونؑ ومحمدؑ، اکبرؑ و اصغرؑ کا خوں
دے کے سرورؑ نے بقائے دین کا سودا کِیا

آتے ہیں دیکھو علیؑ ، کہتے ہوئے بھاگے عدو
جس گھڑی رَن میں علم عبّاسؑ نے اونچا کِیا

خون برسا آسماں سے ہِل گئی کرب وبلا
جس گھڑی سرورؑ نے رَن میں آخری سجدا کِیا

جب کوئی ناصر نہیں تھا نصرتِ حق کے لئے
دین پر اصغرؑ کو شہؑ نے آخری فِدیا کِیا

سر برہنہ دیکھ کر زینبؑ کو سورج چھپ گیا
پھیل کر تاریکیوں نے چار سو پردا کِیا

صبرِ ایّوبیؑ کو حیرت ہے حُسینیؑ صبر پَر
گھر لُٹا کر شاہؑ دیں نے شُکر کا سجدا کِیا

چادرِ اہلِ حرمؑ اعدا نے جس دَم چھین لی
اُٹھ کر ارضِ کربلا کی خاک نے پَردا کِیا

اپنے روضے پر بُلا لے پھر سے کوثرؔ کو حُسینؑ
اِس نے تیری تشنگی کا عمر بھر چرچا کِیا

☆☆☆

موت لرزاں ہے

عزاداریٔ سبطِ مصطفیٰؐ ہی عینِ ایماں ہے
جو اِس نعمت سے خالی ہے وہ کہنے کو مسلماں ہے

نظر لشکر پہ ہے اور ہاتھ میں عبّاسؑ کے نیزہ
یہاں انساں کی کیا طاقت یہاں پر موت لرزاں ہے

اب اس انداز کے ماحول کا انجام کیا ہوگا
دلِ اکبرؑ میں برچھی ہے دلِ لیلیٰؑ میں ارماں ہے

برائے ہدیۂ آخر علی اصغرؑ ہیں میداں میں
عدو سمجھے شہؑ ابرار کے ہاتھوں پہ قرآں ہے

خبر کیا تھی اُسے ماتھے پہ ہونگی خون کی لڑیاں
رُخِ قاسمؑ پہ سہرا باندھنے کو ماں پریشاں ہے

سر اپنا رکھ کے جھُولے پر پکاری مادرِ مضطر
چلے آؤ علیؑ اصغرؑ ہماری گود ویراں ہے

رکھا ہے شمر نے حلقِ شہِؑ مظلوم پر خنجر
نبیؐ بھی رو رہے ہیں اور نبیؐ زادی بھی گریاں ہے

خیامِ شاہِؑ دیں میں نیزہ برداروں کی ہے آمد
رِدائے زینبؑ وکلثومؑ کے لُٹنے کا اِمکاں ہے

سروں پر خاک چہروں پر اُداسی شب کا سنّاٹا
بڑا پُرحول رَن میں منظرِ شام غریباں ہے

مِلا ہے اجر تجھ کو شاعرِ شبیرؑ ہونے کا
لبِ کوثر پہ کوثرؔ ہاتھ میں مولاؑ کا داماں ہے

☆☆☆

پتھر میں رہ گئی

یہ بے کسی بھی شام کے منظر میں رہ گئی
لاشِ حُسینؑ ریت کی چادر میں رہ گئی

حُرؑ جب حُسینِؑ پاک کے لشکر میں آمِلا
بیعت بھی گِر کے شاہؑ کی ٹھوکر میں رہ گئی

چلّو میں بھر کے پیاسے نے پانی بہا دیا
یہ دیکھ کر فرات بھی چکّر میں رہ گئی

حُرؑ کو نصیب کہہ کے یہ دیتا رہا صدا
مُہلت بس ایک شب کی مقدّر میں رہ گئی

قوت نے مرتضیٰؑ کی علم نصب کردیا
سختی بتاؤ اب کہاں پتھر میں رہ گئی

پڑھ کر علیؑ کو نادِ علیؑ دی گئی صدا
ہمّت جو سب کی ٹوٹ کے خیبر میں رہ گئی

عابدؑ سے کیا کرے گا وہ بیعت کا پھر سوال
ہمّت کہاں یزید کے لشکر میں رہ گئی

اصغرؑ نے گھٹنیوں بھی تو چلنے نہیں دیا
بیعت تِری یزید تِرے گھر میں رہ گئی

ہنستے ہوئے لبوں پہ جو بے شِیرؑ کے مِلی
وہ تشنگی ہر ایک سمندر میں رہ گئی

تھامے جگر رسولؐ چلے سوئے کربلا
برچھی اُلجھ کے سینۂ اکبرؑ میں رہ گئی

ننھی سی اِک لحد تو شہِ دیںؑ بَنا چُکے
اور دوسری لحد دلِ مادر میں رہ گئی

پھیلی تو کُل رسولوں کی فہرست بَن گئی
سمٹی جو کربلا تو بہتّر میں رہ گئی

ہاتھوں سے جام چھُوٹ گیا آتے ہی خیال
اصغرؑ کی پیاس یوں دلِ کوثرؔ میں رہ گئی

☆☆☆

مُہرِ مشقّت لئے ہوئے

جو مر گیا علیؑ سے عداوت لئے ہوئے
دوزخ گیا وہ خُلد کی حسرت لئے ہوئے

فرقِ علیؑ کی اب زرا منزل بتایئے
جِن کے قدم ہیں دوشِ نبوّت لئے ہوئے

ضربت لگی تو کہہ اُٹھے میں کامیاب ہُوں
گھر سے چلے تھے شوقِ شہادت لئے ہوئے

محنت کا درس دیتے ہیں دنیا کو مرتضیٰؑ
ہاتھوں پہ اپنے مُہرِ مشقّت لئے ہوئے

حیدرؑ نے سُوکھی روٹیاں کھائیں تمام عمر
ٹھوکر میں اپنی تاج و حکومت لئے ہوئے

غازی ، جری و عابد و مزدور مرتضیٰؑ
منبر پہ آئے نہجِ بلاغت لئے ہوئے

سر پر ستم کی تیغ تو لب پر تھا شُکرِ رب
حیدرؑ مِلے یہ شانِ عبادت لئے ہوئے

کاٹی علیؑ نے عمر مصیبت کی دھُوپ میں
پیشِ خدا نہ آئے شِکایت لئے ہوئے

حیدرؑ چلے ہیں میّتِ زہراؑ کو لے کے یا
کاندھے پہ صنفِ نِسواں کی عظمت لئے ہوئے

روئے تمام عمر علیؑ دَر کو دیکھ کر
نظروں میں فاطمہؑ کی مصیبت لئے ہوئے

حسنینؑ اور زینبؑ و کلثومؑ کے لئے
ضربت کی رات آئی قیامت لئے ہوئے

مرنے سے پہلے چُوم لے پھر سے دَرِ نجف
کوثرؔ ہے اپنے دِل میں یہ حسرت لئے ہوئے

☆☆☆

کشتیاں لے جائیں گے

شاہؑ جب محشر میں لاشِ بے زباں لے جائیں گے
کربلا کے ظلم کی اِک داستاں لے جائیں گے

قاسمؑ و عونؑ و محمدؑ کربلا کی جنگ میں
اپنی تیغوں پر سجا کر بجلیاں لے جائیں گے

عزمِ اصغرؑ دیکھ کر کرب وبلا سے اشقیاء
اپنے دانتوں میں دَبا کر اُنگلیاں لے جائیں گے

ہم عبور بحرِ بخشش کے لئے روزِ حساب
اپنے اشکوں کی بَنا کر کشتیاں لے جائیں گے

اصغرؑ و عبّاسؑ واکبرؑ و قاسمؑ و جَونؑ و سعیدؑ
ساتھ اپنے شاہِ دیںؑ یہ ہستیاں لے جائیں گے

دستِ شفقت پھیر کے صغرٰیؑ سے کہتے تھے حُسینؑ
تم بہت بیمار ہو، تم کو کہاں لے جائیں گے

قید کرنے کے لئے باطل کے ظلم وجور کو
سیّدِ سجادؑ اپنی بیڑیاں لے جائیں گے

سختیوں پر شُکرِ خالق کر کے کہتے تھے جری
ہم کو جنّت میں ہمارے امتحان لے جائیں گے

نقشہ فرات پَر

ڈالا تھا فوجِ شام نے گھیرا فرات پَر
غازیؑ نے ہنس کے کر لیا قبضا فرات پَر
خیبر شکن کی یاد زمانے کو آگئی
شیرِ خدا کا شیر جو پہنچا فرات پَر
موجیں بھنور میں ڈوب گئیں دیکھ کر علَم
عبّاسؑ نے وہ مارا طمانچا فرات پَر
دیکھا جو شیرِ فاتحِ بدر و حُنین کو
''بھاگو'' کا ایک شور تھا برپا فرات پَر
کیسے بچے گی جان اگر آگیا جریؑ
فوجِ ستم کو تھا یہی دھڑکا فرات پَر
موجوں میں اضطراب تو فوجوں میں شور تھا
مشکیزہ لے کے پہنچا جو سقّا فرات پَر
ہونٹوں کو چُومنے کی تمنّا لئے ہوئے
پانی بھی آج رہ گیا پیاسا فرات پَر

مشکِ سکینہؑ چھِد گئی بازو ہوئے قلم
یارب یہ آج ہو گیا کیا کیا فرات پَر

اِک تشنہ لب نے گھاٹ سے لشکر بھگا دیا
اُلٹا ہی آج ہو گیا نقشا فرات پَر

وہ قبلۂ نماز ہے یہ قبلۂ وفا
عبّاسؑ نے بنایا جو کعبا فرات پَر

ہچکی جو لی سکینہؑ نے زنداں میں آخری
عبّاسؑ کا تڑپ اُٹھا لاشا فرات پَر

ہو گی جو دید روضۂ عبّاسؑ کی اُسے
کوثؔر کرے گا شُکر کا سجدا فرات پَر

☆☆☆

سمندر لباس میں

ظاہر میں حج کو آئے تھے اطہر لباس میں
لیکن چھپائے کے لائے تھے خنجر لباس میں

شبیرؑ گر نچوڑتے بہہ جاتی کائنات
وہ موجزن تھا خوں کا سمندر لباس میں

کپڑے رگڑ کے زخموں کو ایسے تھے کاٹتے
جیسے کہ ہوں چھپے ہوئے خنجر لباس میں

افسوس سر برہنہ کیا اس کو اے لعیں
شامل تھی جِس گھرانے میں چادر لباس میں

آئے تھے لوگ دیکھنے آئینہ بندیاں
لایا چھپا کے ایک نہ پتھر لباس میں

لاشے سے کپڑے لے لئے بیعت نہ مِل سکی
چھوڑا نہ شامیو تنِ بے سَر لباس میں

لاشہ ہَوا نے ریت کی چادر سے ڈھک دیا
بتلاؤ کب نہ تھا تنِ اطہر لباس میں

خواہر حُسینؑ کی نہ اگر ڈالتی رِدا
یارب نہ ہوتا آج ترا گھر لباس میں

کوثرؔ کفن پہ سر پہ مَلے کربلا کی خاک
محشر میں مسکرائے گا اطہر لباس میں

☆☆☆

اصغرؑ کو روکا ہے

وہ اِک بوسہ جو شہؑ نے جوَنؑ کے رُخ پر سجایا ہے
اُسی کا فیض ہے جو چار سُو رَن میں اُجالا ہے
کہا خُولی نے لشکر سے جِدھر غازی کا پہرا ہے
اُدھر کو رُخ نہیں کرنا اُدھر زینبؑ کا خیما ہے
عقیدت کے گہر کیوں کر کروں میں پیش سرورؑ کو
زرِ فکرِ رَسا ہے اور نہ لفظوں کا خزانا ہے
عزا کی راہ میں دشمن نے جو کانٹے بِچھائے تھے
مِری راہوں سے ہر کانٹا فرشتوں نے ہٹایا ہے
اَدا کی قیمتِ ارضِ بَلا شبیرؑ نے پہلے
پھر اُس کے بعد غازیؑ نے وہاں خیمہ لگایا ہے
خیامِ فکر خالی ہو نہیں سکتے قیامت تک
خزانہ اِس قدر ہم نے غمِ سرورؑ میں پایا ہے
سرِ تسلیمِ خَم رکھنا نگاہوں کو جھُکا لینا
عزاخانے میں یوں جانا بُزرگوں نے بَتایا ہے

رکھا جب تعزیہ سر پر ہُوا محسوس یوں مجھ کو
میں ہوں دوشِ ہَوا پر یا فرشتوں نے اُٹھایا ہے

شبِ عاشور مجلس میں بَٹی خیمے میں جب جنّت
حُسینؑ ابنِ علیؑ نے حُرؑ کا بھی حصّہ لگایا ہے

سُنا اشکِ عزا کی تیز بارش ہے محرّم میں
یہ موسم کی ہَواؤں نے ہمیں آ کر بَتایا ہے

قدم ساحل پہ رکھا جس گھڑی غازیؑ کی ہیبت نے
رُخِ دریا پہ ہم نے موت کا دیکھا پسینا ہے

چراغوں کو بُجھا کر شاہؑ نے روشن کئے سورج
شبِ عاشور شہؑ نے نور کا خیمہ لگایا ہے

چمک کو دیکھ کر اہلِ فلک کہتے ہیں آپس میں
یہ کیا خاتونِ محشر نے تہہِ دامن چھُپایا ہے

خدا جانے شہؑ والا کی اِس میں مصلحت کیا تھی
جہادِ کربلا میں دیر تک اصغرؑ کو روکا ہے

چلو تم بھی اُٹھا لو جام کوثر کا بڑھو کوثرؔ
تمہارے نام کا ساقی نے جب ساغر سجایا ہے

☆☆☆

رستہ نہ مِلے گا

گر عطرِ سُخن حسبِ ضرورت نہ مِلے گا
گُل مدحتِ سرورؑ کا کِھلائے نہ کِھلے گا

وہ اشک جو رومال میں زہرؑا کے گِرے گا
اِک آن میں وہ گوہرِ یکتا میں ڈھلے گا

حُرؑ پاؤں پہ شبیرؑ کے جب سر کو رکھے گا
ہر داغِ خطا آبِ ندامت سے دھُلے گا

زینبؑ سے مِلے گی اُسے جنّت کی بشارت
جو مجلسِ شبیرؑ کے کاموں میں مِلے گا

جو مجلسِ سرورؑ کا تبرّک نہیں کھاتا
وہ شخص ہمیشہ تمہیں بیمار مِلے گا

کانٹوں کو رُلا دے گا ابھی دشت میں ہنس کر
وہ پھول جو شبیرؑ کے ہاتھوں پہ کِھلے گا

دروازۂ سرورؑ پہ ہے فردوس کی خوشبو
حُرؑ فرقِ ندامت کو اِسی دَر پہ رکھے گا

گر اِذنِ وغا شاہؑ سے مِل جائے جریؑ کو
اِک آن میں یہ ظلم کا لشکر نہ مِلے گا

جو رنگ پسندیدۂ سرورؑ ہے جہاں میں
اُس رنگ کا دریا ابھی مقتل میں بہے گا

ہونٹوں پہ فقط تیغ تبسّم ہو لئے جو
اصغرؑ سا جریؑ ایک نہ میداں میں مِلے گا

لُٹ جائے گا جب رَن میں شبابِ علی اکبرؑ
بے شیرؑ اذاں عصر کی مقتل میں کہے گا

خلقت پہ قسم کھائی ہے یہ آگ نے اپنی
شبیرؑ کا دشمن مِرے شعلوں میں جَلے گا

رضوان نہ روکے گا اُسے بابِ جِناں پَر
ماتم کا نشاں جِس کے بھی سینے پہ مِلے گا

بالوں سے چھُپائے گی سرِ عام وہ چہرہ
زینبؑ سے کسی حال میں پردہ نہ چھُٹے گا

جتنی بھی نمازیں پڑھے، جتنے بھی کرے حج
ظالم کو مگر خُلد کا رستہ نہ مِلے گا

اطفالِ شہِؑ دیں کے گلے خشک ہیں رن میں
ہونٹوں پہ مگر پیاس کا شکوہ نہ مِلے گا

خاموش لویں سارے چراغوں کی ہیں کوثرؔ
ناصر نہ کوئی شاہؑ کا خیمے سے اٹھے گا

☆☆☆

زنجیر کے چھالے

تھے پاؤں میں جو زینبؑ دلگیر کے چھالے
وہ بَن کے رہے ظلم کی تصویر کے چھالے

اب خوابِ خلیلؑ کو سکوں آ گیا ہوگا
لو پھوٹ گئے دشت میں تعبیر کے چھالے

کُفّار سے دریا پہ لہو مانگ رہی ہے
پھُوٹے نہیں صفّین میں شمشیر کے چھالے

کیوں چرخِ کہن خون میں تَر ہو گیا آخر
کیا پھُوٹ گئے صاحبِ زنجیر کے چھالے

عبّاسؑ سے لپٹی ہوئی کہتی ہے سکینہؑ
دیکھے نہیں جاتے لبِ بے شیرؑ کے چھالے

چُوما ہے فرشتوں نے انھیں آنکھوں سے اپنی
جو پاؤں میں تھے صاحبِ تطہیر کے چھالے

عابدؑ ترے زخموں سے لہو رِسنے لگا ہے
یا خون اُگلنے لگے زنجیر کے چھالے

آنکھوں سے لعینوں کے ٹپکنے لگے آنسو
یا پھُوٹ گئے ہیں لبِ بے شیرؑ کے چھالے

زانو کو ہِلاتی ہے تھپکتی ہے سکینہؑ
کیا گود میں ہیں گرمیٔ بے شِیرؑ کے چھالے

مِلتا ہے سُکوں اشک بہانے ہی میں کوثرؔ
ہیں آنکھ میں میری غمِ شبیرؑ کے چھالے

☆☆☆

رِشتہ زرا بھی ہے

اِن آنسوؤں میں دیکھئے عکسِ عزا بھی ہے
اصغرؑ پہ رونے والوں میں تو حُر ملا بھی ہے

محشر میں کیسے جاؤ گے اَحمدؐ کے سامنے
ماتم کبھی حُسینؑ کا تم نے کِیا بھی ہے

اُس پر حرام کیوں نہ جہنّم کی آگ ہو
جس کا غمِ حُسینؑ سے رِشتہ زرا بھی ہے

وہ منزلِ خلیلؑ ہے یہ منزلِ حُسینؑ
کعبہ بھی ہے نظر میں مِری کربلا بھی ہے

غازی، جری، شُجاع و غضنفر علیؑ کے شیر
عبّاسؑ تیرا نام خدائے وفا بھی ہے

کٹ کر بلند ہو گیا نیزے کی نوک پر
بولو سرِ حُسینؑ کہیں پَر جھُکا بھی ہے

کھا کر گلے پہ تِیر کو ہنسنا صغیرؑ کا
سمجھو تو اِک جہاد بھی ہے معجزا بھی ہے

کوثر سے جا مِلا مِرے اشکوں کا سلسلہ
کوثؔر بلندیوں کی کوئی انتہا بھی ہے

اشکِ عزا کہہ رہے ہیں

نبیؐ کے وصیؑ کو خدا کہہ رہے ہیں
سنو تو نُصیری یہ کیا کہہ رہے ہیں

وہ سویا تو سب مصطفیٰؐ کہہ رہے ہیں
جو اُٹھا تو بس مرتضٰیؑ کہہ رہے ہیں

جو ماتمِ کو شہؑ کے بُرا کہہ رہے ہیں
ہم اُن پر تبرّا کھُلا کہہ رہے ہیں

یہ اجرِ رِسالت مودّت کے دریا
جنھیں لوگ اشکِ عزا کہہ رہے ہیں

صدا سُن کے اکبرؑ کی کہتے ہیں اعدا
اذاں رَن میں کیا مصطفٰیؐ کہہ رہے ہیں

ابھی تک نہ سمجھے حدیثِ پیمبرؐ
جو قرآں سے عترتؑ جدا کہہ رہے ہیں

مِری ماں نے رکھّا مِرا نام حیدرؑ
یہ مرحب سے خود مرتضٰیؑ کہہ رہے ہیں

ہیں بزم طہارت کے انوار عصمت
مَلک جن کو اہلِ کِسؑا کہہ رہے ہیں

زمانہ علیؑ کو پکارے نہ کیوں کر
پیمبرؐ بھی مشکلکشا کہہ رہے ہیں

جومہکی جہاں میں پھریرے سے اُٹھ کر
اُسے سب جِناں کی ہَوا کہہ رہے ہیں

کئے رَن میں حیدرؑ نے مرحب کےٹکڑے
پیمبرؐ بھی صلِّ عَلا کہہ رہے ہیں

قسم خونِ سرورؑ کی فخرِ جِناں ہے
جسے لوگ کرب و بلا کہہ رہے ہیں

چلے ہم امامت کا منصب سنبھالو
یہ عابدؑ سے شاہِؑ ہُدا کہہ رہے ہیں

جگر پھٹ رہا ہے عطش سے سکینہؑ
سبھی طِفل ہم سے چچا کہہ رہے ہیں

صفت کچھ تو ہوگی خدائی کی اُن میں
علیؑ کو جو بندے خدا کہہ رہے ہیں

ترے شعر کوثرؔ ہیں اعجاز مولاؑ
انہیں ہم تو شہؑ کی عطا کہہ رہے ہیں

تونے سحر دیا

زینبؑ یہ تیرے شِیر نے ایسا اثر دیا
لاشوں سے تیرے بیٹوں نے میدان بھر دیا
دستِ اجل میں دے دیا بانوؑ کا شیر خوار
اللہ کیا حُسینؑ کو تو نے جگر دیا
روزِ دُہم بھلا نہ سکے گی کوئی اذاں
منظر وہ کائنات کو تو نے سحر دیا
بیٹے، بھتیجے، بھائی دیے، اقربا کے ساتھ
دیں کی بقا کے واسطے سرورؑ نے سَر دیا
بھائی بہن تھے دیں کی حفاظت میں ساتھ ساتھ
سرورؑ نے سر دیا ہے تو زینبؑ نے گھر دیا
حاجت ہوئی جو دینِ محمدؐ کو خون کی
اکبرؑ نے اُس کے واسطے خونِ جگر دیا
تا عمر جس کو سوچ کے روتا رہا امامؑ
عابدؑ کو شامیوں نے وہ رنجِ سفر دیا

اے ربِّ کائنات تِرے امتحان میں
ممکن تھا جو حسینؑ نے المختصر دیا

کوثؔر ادا نہ ہو سکا حقِّ عزائے شاہؑ
رومالِ فاطمہؑ مِرے اشکوں نے بھر دیا

☆☆☆

ہَوا خاموش ہے

انبیاؑ و اوصیاءؑ کعبہ خدا خاموش ہے
کُند خنجر، خشک گردن، علقما خاموش ہے

آج تک آتے ہیں فتوے کربلا کے نام پر
کون کہتا ہے بھَلا کرب وبلا خاموش ہے

مسکرا کر صرف ہونٹوں پر پھرائی تھی زباں
کیا کِیا بے شِیرؑ نے کیوں حُرملا خاموش ہے

خون کی تحریر ہے نیزے پہ سَر بولا کیا
کربلا کے دشت میں بتلاؤ کیا خاموش ہے

ہیبتِ اصغرؑ کا منظر الحفیظ و الاماں
فوجِ باطل اِک طرف رَن میں ہَوا خاموش ہے

کس طرح گزرے بھلا کرب و بلا کے دشت میں
خونِ سرورؑ دیکھ کر بادِ صبا خاموش ہے

کیسے لوں رَن کی رضا بہرِ خدا بہرِ نبیؐ
المدد مشکلکشاؑ میرا چچا خاموش ہے

بس درِ حسینؑ کا

عبّاسِؑ نامدار برادر حُسینؑ کا
تنہا ہے اپنی ذات میں لشکر حُسینؑ کا

آئے تھے لاکھوں سُورما بیعت کے واسطے
کچھ کر سکا نہ شام کا لشکر حُسینؑ کا

ہو خوف ہم کو روز قیامت کا کس لئے
نانا نبیؐ ہے شافعِ محشر حُسینؑ کا

جو مُنکرِ عطش ہیں بتا دیجئے اُنھیں
بابا علیؑ ہے ساقیِ کوثر حُسینؑ کا

بھائی، پِسر ہیں، بابا ہیں اور خود بھی ہیں امامؑ
ماں فاطمہؑ تو نانا پیمبرؐ حُسینؑ کا

حُرؑ کو بہشت دی تو ملائک کو روٹیاں
فطرس تجھے بھی تحفہ ہے شہپر حسینؑ کا

کہتے ہیں لوگ دیکھ کے سینہ سپر اُسے
زینبؑ بہن ہے یا کہ برادر حُسینؑ کا

بولا فرس میں کیوں پیوں پانی تِرا فرات
بابا ہے جبکہ مالکِ کوثر حُسینؑ کا

دیکھو دہم کی عصر کو اصغرؑ کی شکل میں
ہاتھوں پہ مسکراتا ہے لشکر حُسینؑ کا

بیعت تجھے مِلے گی نہ سرورؑ سے اے یزید
کہتا ہے مسکرا کے یہ اصغرؑ حُسینؑ کا

عبّاسؑ گر شبیہ علیؑ ہیں تو دشت میں
ہم شکلِ مصطفٰیؐ علی اکبرؑ حُسینؑ کا

دوزخ ہی بس جگہ ہے تِری دشمنِ عزا
جنّت حُسینؑ کی ہے تو کوثر حُسینؑ کا

اذنِ وِغا نہ اِس لئے عبّاسؑ کو مِلا
بھاری تھا فوجِ شام پہ اصغرؑ حُسینؑ کا

تاریخِ شام و کوفہ بتاتی ہے آج تک
زینبؑ ہے بعدِ عصر پیمبرؐ حُسینؑ کا

کوثرؔ دراز کیوں کرے دستِ طلب کہیں
کافی ہے اُس کے واسطے بس دَر حُسینؑ کا

☆☆☆

ذاتِ پیمبرؐ فلسفہ

ہے جہاں میں جس طرح سے ذاتِ داور فلسفہ
ویسے ہی دنیا میں ہیں آلِ پیمبرؐ فلسفہ

ذکرِ حیدرؑ کیا کریں احمدؐ کا جو مشکلکشا
خادم مولا علیؑ ہے میرا قنبرؑ فلسفہ

یہ تو بس شانِ رسالت تھی وگرنہ کس طرح
کلمہ ہاتھوں پر پڑھیں بے جان پتھر فلسفہ

پوچھ لیں فطرس سے وہ بھی بال و پَر کا واقعہ
جن کی عقلوں کے لئے حُرؑ کا مقدّر فلسفہ

شک نہ کرنا ہے وہی دنیا کی خلقت کا سبب
ہاتھوں کا دھُوَن بنے جب لعل و گوہر فلسفہ

تھے سفر میں یا کہ پھر بستر پہ ہی سوتے رہے
بن گئی ہجرت کی شب ذاتِ پیمبرؐ فلسفہ

عقلِ انسانی بھلا سمجھے گی آخر کس طرح
ہیں مُفکّر فلسفی بھی اور حیدرؑ فلسفہ

ڈھونڈنے موجیں تِری پیاسوں کو ساحل تک گئیں
کچھ تو پوشیدہ ہے اِس میں بھی سمندر فلسفہ

نالِ حیدرؑ کی گڑی ہے گھر کہاں معبود کا
بَن گیا کعبہ تِری قسمت کا چکّر فلسفہ

صبر جیتا ظلم ہارا حق رہا باطل گیا
ہے سِناں کی نوک پر شبیرؑ کا سر فلسفہ

کر گیا بیمار نسلوں کو سپاہِ شام کی
جَل کے لٹ کے بَن گیا عابدؑ کا بستر فلسفہ

تِیر گردن پر لبوں پر پیاس میں کوثرؔ ہنسی
ساری دنیا کے لئے ہے ذاتِ اصغرؑ فلسفہ

☆☆☆



منظر چلا گیا

قبلِ نمازِ عصر جو اکبرؑ چلا گیا
کہنے اذان دشت میں اصغرؑ چلا گیا
اکبرؑ چلا گیا کبھی اصغرؑ چلا گیا
اِک دوپہر میں شاہؑ کا گھر بھر چلا گیا

ازرق سمجھ رہا تھا کہ بیٹا ہے زین پر
گھوڑا چلا تو عقدہ کھُلا سَر چلا گیا
دشمن عزا کے جائیں گے مرکر بھلا کہاں
باغِ جناں تو شاہؑ کا لشکر چلا گیا

ظالم سمجھ گئے نہ جھکے گا سرِ حُسینؑ
شانوں سے اٹھ کے نیزے پہ جب سَر چلا گیا
قاتل تھے اشکبار تو مقتول مطمئن
کانٹوں پہ ہنس کے رَن میں گُلِ تَر چلا گیا

بوسہ لبِ حُسینؑ کا آیات نے لیا
نوکِ سِناں پہ شاہؑ کا جب سَر چلا گیا

سُن کر یزید لیتا ہے الفت کا امتحاں
بیٹی کی گود میں سرِ سرورؑ چلا گیا

آئے وطن جو اہلِ حرمؑ لوٹ کر تو کیا
نظروں سے قیدِ شام کا منظر چلا گیا

☆☆☆

موت بَن کے چھائیں گے

جو ازل کا وعدہ ہے اُس کو ہم نبھائیں گے
فاطمہؑ کے بیٹے پر روئیں گے رُلائیں گے

گر تقیؑ برحق کا غم نہیں منائیں گے
سیّدہؑ کو محشر میں کیسے منھ دِکھائیں گے

اس کے ایک بیٹے کی یہ شبِ شہادت ہے
جس کا تذکرہ سُن کر غم میں ڈوب جائیں گے

دونوں بیٹے زینبؑ کے شاہِؑ دیں کی نصرت میں
اشقیا پہ مقتل میں موت بَن کے چھائیں گے

حُرملا کو رونا ہے اپنی ٹوٹی ہمّت پر
رَن میں جس گھڑی اصغرؑ آ کے مسکرائیں گے

جھُولا چھوڑ کر اپنا شِیر خوار آئے گا
جب حُسینؑ نصرت کو دشت میں بُلائیں گے

خط میں لکھا صغرٰیؑ نے کوئی پوچھے اکبرؑ سے
بھائی مجھ کو شادی میں کیا نہیں بُلائیں گے

اب صدائے دیں ظالم کس طرح دبائے گا
شہؑ سناں کے منبر سے آیتیں سُنائیں گے

ہم نہیں تھے کربل میں اِس پہ شرم آتی ہے
جب بُلاؤ گے مولاؑ ہم ضرور آئیں گے

گرچہ مر بھی جائیں ہم پھر بھی تم سے وعدہ ہے
ہم تمہاری نصرت کو قبر سے بھی آئیں گے

وہ ضرور آئیں گے ہے یقین کوثر کو
ہم علیؑ کو محشر میں جس گھڑی بُلائیں گے

☆☆☆

شہؑ نے تلاوت کے لئے

گھر سے شبیرؑ چلے دین کی نُصرت کے لئے
یا نبیؐ نکلے ہیں تبلیغِ رسالت کے لئے

سجدہ کرنا تھا اُنہیں خالق اکبر تیرا
موجیں ساحل پہ چلی آئیں عبادت کے لئے

چونکہ ہیں پاس مِرے اشکِ عزا کے گوہر
منتظر میری جِناں ، میں نہیں جنّت کے لئے

نام حیدرؑ ہے مِرا غور سے سُن لے مرحب
میں ہی مشہور ہوں دنیا میں شجاعت کے لئے

ذکر اب ہیبتِ موسیٰؑ کا کہاں دنیا میں
قبلِ عباسِؑ وہ مشہور تھے ہیبت کے لئے

بڑھ کے یہ لکھ دیا میثمؑ نے لہو سے اپنے
منبرِ دار ہے حیدرؑ کی فضیلت کے لئے

کیوں خدا بھیجتا نبیوںؑ کی طرح اتنے امامؑ
بارہ کافی ہیں جہاں دیں کی قیادت کے لئے

رَن میں قرآن جو نیزے کی اَنی پر دیکھا
نوکِ نیزہ کو چُنا شہؑ نے تلاوت کے لئے

ہم تو مظلوم سمجھ کر تمہیں روتے ہیں حُسینؑ
نار کے ڈر سے نہ تو الفتِ جنّت کے لئے

خون سے اکبرؑ و اصغرؑ کے وضو کر کے حُسینؑ
تم نے سر رکھ دیا سجدے میں شہادت کے لئے

فکر کوثرؔ کو نہیں ساقیٔ کوثر کی قسم
چودہ معصومؑ ہیں جب اُس کی شفاعت کے لئے

☆☆☆

کسی کا حرملہ ہونا

یہ کہتا ہے زمانے سے ترا حاجت روا ہونا
بہاروں کی علامت ہے پھریرے کا ہرا ہونا

درِ آلِ نبیؐ سے قرب و دوری کا نتیجہ ہے
کسی کا مثل حرؑ ہونا کسی کا حرملہ ہونا

سبق احمدؐ سے پایا ہے ہر اک مشکل میں یہ ہم نے
لبوں پر بس ضروری ہے علیؑ مشکلکشاء ہونا

فقیروں کو جو دے ڈالے سلیمانؑ کی حکومت تک
سخاوت میں کہاں ممکن علیؑ سا دوسرا ہونا

علیؑ اس در سے کیوں آئیں جدھر سے بُت ہوئے داخل
بتاتا ہے یہ کعبے میں نئے اک دَر کا وا ہونا

صفت تم میں خدائی کی ملی ہوگی نصیری کو
بھلا ممکن ہے دنیا میں یوں بندے کا خدا ہونا

سنا جب شاہؑ سے ٹھہرا نہیں آغوش خواہر میں
تمھیں بھی ہے علی اصغرؑ ذبیحِ کربلا ہونا

خبر دیتا ہے غازیؑ آ رہا ہے گھاٹ کی جانب
عدو کی فوج کا دریا کے ساحل سے ہوا ہونا

سوالِ آب پر اصغرؑ نے تیرِ حرملہ کھایا
بہت بہتر تھا تیرا علقمہ ہونے سے نا ہونا

شرف مشکل کشائی کا علیؑ سے مل گیا اُسکو
بتاتا ہے ہمیں عباسؑ کا حاجت روا ہونا

سکونِ قلب زہراؑ کی علامت بن گیا رن میں
بہن کا بھائی کے مرقد پہ مصروف بُکا ہونا

فشارِ قبر سے راحت دلائے گی تمھیں کوثرؔ
کفن پر، سر پہ، چہرے پر مَلی خاکِ شفا ہونا

کدھر سے ملا

تمھیں تو ہادی و رہبر اِدھر اُدھر سے مِلا
ہمیں امامؑ بھی اپنا خدا کے گھر سے مِلا

ملی جو بھیک فرشتوں کو کہہ اُٹھا خالق
ہمارے گھر کا پتہ بھی علیؑ کے گھر سے مِلا

علیؑ کے در پہ جھکائی تھی جس نے پیشانی
بُلند ہو کے ستارہ وہ پھر قمر سے مِلا

کھلیں نہ ذہن میں کیوں باب علم و حکمت کے
درِ وصیٔ پیمبرؐ مری نظر سے مِلا

نبیؐ کے باب فضیلت کہ قصر شاہی سے
بتاؤ دین پیمبرؐ تمھیں کدھر سے ملا

اے بُت پرستو خبر ہے کہ آج کعبے میں
علیؑ کا پاؤں تمہارے خُدا کے سر سے ملا

مِلا ہے سجدہ کا مطلب بھی آلِ عمرانؑ سے
کہیں پہ عصر سے پایا کہیں سحر سے مِلا

رسولؐ سوچ رہے ہیں کہ آج کیا ہوگا
علیؑ کی تیغ کا حملہ اگر جو پر سے مِلا

نوحے

مرے لال میرے اصغرؑ

یہ ربابؑ کا تھا نوحا مرے لال میرے اصغرؑ
ہو کہاں بتا دو بیٹا مرے لال میرے اصغرؑ

گئے جب سے تم ہو بیٹا مرا دل دھڑک رہا ہے
وہاں کون ہے تمہارا مرے لال میرے اصغرؑ

ترا سونا سونا جھولا مرا دل ہلا رہا ہے
گئے رن کو جب سے بیٹا مرے لال میرے اصغرؑ

مری لاڈلی سکینہؑ ترے غم میں رو رہی ہے
وہ پکارتی ہے بھیّا مرے لال میرے اصغرؑ

ترے پیرہن میں بیٹا سنا خون بھر گیا ہے
میں بدل دوں تیرا کرتا مرے لال میرے اصغرؑ

ہوئے قتل رن میں سرورؑ چھنی سر سے ہائے چادر
میں بتاؤں تم کو کیا کیا مرے لال میرے اصغرؑ

ترے غم میں روتے روتے ابھی سوئی ہے سکینہؑ
وہ جھلا رہی تھی جھولا مرے لال میرے اصغرؑ

ہے عجیب ہُو کا عالم کہ اندھیرا چھا رہا ہے
ہوئی شام اب تو آجا مرے لال میرے اصغرؑ
تِرا بیاہ میں رچاتی تِرا سہرا میں سجاتی
مری حسرتیں تھی کیا کیا مرے لال میرے اصغرؑ
تجھے ڈر لگے جو رن میں تو وہیں ہیں تیرے عمّو
چلے جانا سوئے دریاد مرے لال میرے اصغرؑ
سوئے شام جا رہی ہوں نہیں سر پہ ہائے چادر
میں چھپاؤں کیسے چہرا مرے لال میرے اصغرؑ
مری مامتا ہے کہتی وہاں تم نہ سو سکو گے
نہ بچھونا ہے نہ تکیا مرے لال میرے اصغرؑ
کوئی بات ہو بتانا لگے ڈر تو پھر بلانا
ہیں نجف میں تیرے دادا مرے لال میرے اصغرؑ
تھی ربابؑ کی جو حالت میں بتاؤں کیسے کوثرؔ
تھا لبوں پہ بس یہ نوحا مرے لال میرے اصغرؑ

☆☆☆

مرے بابا نہیں آئے

سکینہؑ کہتی تھیں رو کر مرے بابا نہیں آئے
میں سوؤں کس کے سینے پر مرے بابا نہیں آئے

گیا میدان میں جو بھی نہ پلٹا ہائے وہ جا کر
کوئی باقی نہیں یاور مرے بابا نہیں آئے

اندھیری رات ہے جنگل ہے ہر سو ہو کا عالم ہے
نہیں سایہ کوئی سر پر مرے بابا نہیں آئے

یہ کیسا دشت ہے ہر سو یہاں لاشے ہی لاشے ہیں
بڑا پرحول ہے منظر مرے بابا نہیں آئے

نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں نہ عونؑ و جعفرؑ و اصغرؑ
جیوں اب ہائے میں کیونکر مرے بابا نہیں آئے

چچا عباسؑ بھی پلٹے نہیں جا کر ترائی سے
کہوں میں کس سے اب جا کر مرے بابا نہیں آئے

طمانچے مار کر ظالم نے میری بالیاں چھینیں
لعین نے چھین لی چادر مرے بابا نہیں آئے

یہ دیکھو شمر نے گردن میں ایسی رَسیّاں جکڑیں
ہے لینا سانس کا دو بھر مرے بابا نہیں آئے

گھُٹا جاتا ہے دم میرا پھوپھی اس قید خانے میں
ملے گا چین اب مر کر مرے بابا نہیں آئے

سنا ہے جب سے اصغرؑ بھی مرا مارا گیا رن میں
اُلجھتا ہے دلِ مضطر مرے بابا نہیں آئے

جلا کر دشمنوں نے سارے خیمے راکھ کرڈالے
سبھی کی چھین لی چادر مرے بابا نہیں آئے

نہیں باقی کوئی خیمہ کدھر جاؤں کہاں سوؤں
نہ تکیہ ہے نہ ہے بستر مرے بابا نہیں آئے

مرے غمخوار بھائی کے پڑی ہے پاؤں میں بیڑی
گلے میں طوق کا لنگرمرے بابا نہیں آئے

سکینہؑ مر گئی کوثؔر اندھیرے قید خانے میں
تھا مرتے وقت بھی لب پر مرے بابا نہیں آئے

☆☆☆

زہراؑ کا دلارا یا عباسؑ

جنگل میں بَلا کے زینبؑ نے رو رو کے پکارا یا عباسؑ
نرغے میں لعینوں کے تنہا ہے بھائی ہمارا یا عباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

یہ کیسی بھیانک بستی ہے ہر سمت یہاں بس لاشے ہیں
اِس خون کے پیاسے صحرا میں ہے کون ہمارا یا عباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

قبضہ تو کیا دریا پہ مگر تم پیاسے رہے پانی نہ پیا
اِس شانِ وفا پر روتا ہے دریا کا کنارا یا عباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

معصوم گلے پر تیر لگا بے شیرؑ لہو میں ڈوب گیا
شبیرؑ نے اصغرؑ کا لاشہ تُربت میں اتارا یا عباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

ہر سمت تباہی پھیلی ہے آباد اجل کی بستی ہے
تم بھی تو ذرا آ کر دیکھو جنگل کا نظارا یا عباسؑ

شبیرؑ کمر کو تھامے ہیں غُربت پہ تباہی روتی ہے
چہرے کی اداسی کہتی ہے اکبرؑ بھی سدھارا یا عباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

اِس کرب و بلا کے جنگل میں اک حشر کا منظر برپا ہے
ہے شِمر کا خنجر گردن پر اور بھائی ہمارا یا عباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

ہم اَیسے لُٹے ہیں غُربت میں یہ شام بھی ہم پر روتی ہے
بے گور و کفن ہے مقتل میں زہراؑ کا دلارا یا عباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

ہیں کان سکینہؑ کے زخمی اور خون میں کرتا ڈوبا ہے
یوں دیکھو لعیں نے بچی کے گوہر کو اُتارا یاعباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

آنکھوں میں سبھی کے آنسو ہیں فریاد سکینہؑ کرتی ہے
ہے خشک لبوں پر یہ نوحہ دو آ کے سہارا یاعباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

مقتل میں ہے لاشہ سرورؑ کا پامال نہ کر ڈالیں اعدا
میں سنتی ہوں رن میں فوج ستم ہوتی ہے صف آرا یاعباسؑ

یاعباسؑ یاعباسؑ

معصومؑ بلک کر روتے ہیں زانو میں چھپا کر چہرے کو
ان تشنہ لبوں کو دُرّوں سے جلادوں نے مارا یا عباسؑ

یا عباسؑ یا عباسؑ

جلّادوں نے خیمے پھونک دیئے چین آیا نہ اِس پر ظالم کو
نیزے سے اذیّت دے دے کر چادر کو اتارا یا عباسؑ

یا عباسؑ یا عباسؑ

میں سب کو سنبھالوں گی کیسے شبیرؑ بھی رن میں سوتے ہیں
ہر دل کا سہارا تھے سرورؑ تم شہؑ کا سہارا یا عباسؑ

یا عباسؑ یا عباسؑ

کوثرؔ سے سوئے جنت کوثرؔ عباسؑ کا پرچم لے کے چلے
رضواں نے جناں کو کھول دیا جب ہم نے پکارا یا عباسؑ

اکبرؑ کدھر گیا مرا اکبرؑ کدھر گیا

اکبرؑ کِدھر گیا مرا اکبرؑ کِدھر گیا
رو کر پکاری ماں مرا دلبر کدھر گیا

رو رو کے پوچھتی تھیں یہ لیلیٰؑ حسینؑ سے
ہم شکلِ مصطفےٰؐ علی اکبرؑ کِدھر گیا

ظُلمت میں ماں کو چھوڑ کے بتلا تو کربلا
نورِ نگاہِ شہؑ مہِ انور کِدھر گیا

نازاں تھے جس پہ شاہؑ وہی سورما جریؑ
سرؑور کا شیر میرا غضنفر کِدھر گیا

اکبرؑ کو میرے پانی ملا بھی خبر نہیں
تشنہ دہن عطش کا سمندر کِدھر گیا

ٹھوکر پہ ہر قدم یہی کہتی تھی بے کسی
غربت جواب دے مرا یاور کدھر گیا

تاریکیوں سے رات کی مادر نے یہ کہا
بتلا چراغِ خانۂ سرورؑ کدھر گیا

شادی کا جس کی سب ہی کو ارمان تھا بہت
برباد کر کے ماں کا مقدر کِدھر گیا

ہمت ہے کس میں جا کے جو مادر سے کہہ سکے
ہے جس کا انتظار وہ دلبر کِدھر گیا

کیا بات ہے جو رن سے وہ پلٹا نہیں ابھی
کرب و بلا بتا مرا اکبرؑ کدھر گیا

زینبؑ بتائے عابدِؑ مضطر سے کِس طرح
کڑیل جوان ہم سے بچھڑ کر کدھر گیا

زینبؑ نے سر کو پیٹ کے شبیرؑ سے کہا
بھائی بتاؤ تم مجھے اکبرؑ کِدھر گیا

کوثؔر بتائے ماں کو بھلا کس طرح کوئی
وہ تشنہ لب وہ وارثِ کوثر کِدھر گیا

میری پسلیاں عمّو

سُن لو تم سکینہؑ کی آکے داستاں عمّو
بس نکلنے والی ہے میری تن سے جاں عمّو
گھٹ رہا ہے دم میرا سانس لینا مشکل ہے
جلد آکے کھلوا دو میری ریسماں عمّو
عونؑ ہیں نہ جعفرؑ ہیں اور نہ اکبرؑ و اصغرؑ
سو رہا ہے مقتل میں میرِ کارواں عمّو
لاشے رن میں بکھرے ہیں ہرطرف اندھیرا ہے
کچھ پتہ نہیں چلتا کون ہے کہاں عمّو
جب خیال آتا ہے ہم کو بھائی اکبرؑ کا
گونجتی ہے کانوں میں بھائی کی اذاں عمّو
جل چکے ہیں سب خیمے سر برہنہ کنبہ ہے
ظلمتوں کی چھائی ہیں ہم پہ بدلیاں عمّو
تم مدد کو بابا کی اس گھڑی نہیں آئے
جب لگی تھی سینے پہ بھائی کے سناں عمّو

صِرف بھائی عابدؑ ہی اب بچے ہیں مَردوں میں
جا بسے ہیں جنگل میں سارے پاسباں عمّو
اِس بلا کے جنگل میں کیسے میں بھلا ڈھونڈھوں
کچھ خبر تو دو ہم کو تم ہو خود جہاں عمّو
ہم تھے جلتے خیموں میں غش میں تھا مرا بھائی
سامنے تھا نظروں کے آگ اور دھواں عمّو
میں تمھیں بُلاتی ہوں اور تم نہیں آتے
اچھّا مجھ کو بُلوا لو تم ہو خود جہاں عمّو
مار کر طمانچوں سے چھین لے گئے ظالم
تم نے دی تھیں جو لا کر ہم کو بالیاں عمّو
کتنے دیکھو ظالم نے تازیانے مارے ہیں
پیرہن سے چِپکی ہیں میری پسلیاں عمّو
کوثرؔ اپنا شاعر ہے اس کو بخشوا دینا
اِس نے رو کے لکھی ہے میری داستاں عمّو

☆☆☆

اُٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ

پکاری بانوؑ ہلا کے شانا اُٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ
زمیں پہ بیٹی یہ سونا کیسا اٹھو سکینہؑ اٹھو سکینہؑ

تمھارے دم سے تو روشنی ہے تمہی سے مادر کی زندگی ہے
وگرنہ چاہے ہے کون جینا اُٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ

پکارتی ہوں میں لب تو کھولو ہے درد بیٹی کہاں پہ بولو
یہ کیسا چہرے پہ ہے پسینا اٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ

سِتم جو تم نے یہاں اٹھائے رِدا چھنی اور طمانچے کھائے
جو آئیں عمّو تو سب بتانا اُٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ

عدو نے بیٹی ستایا تم کو طمانچے مارے رُلایا تم کو
چچا سے اِن کو سزا دلانا اُٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ

او شہؑ کے سینے پہ سونے والی نظر کی ٹھنڈک او نُور زادی
غموں پہ کرنا ہے اب تو تکیا اٹھو سکینہ اٹھو سکینہ

میں گود میں آ لِٹا لوں تم کو تھپک کے بیٹی سلا دوں تم کو
زمیں پہ آخر یہ کیسا سونا اُٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ

ہے بیٹی گھر میں یہ نور تم سے اندھیرا ہوتا ہے دور تم سے
چراغ نظروں کے پھر جلانا اُٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ

اذیتیں جو اٹھائیں تم نے مُصیبتیں جو اٹھائیں تم نے
تم اپنے بابا کو سب بتانا اُٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ

یہ دیکھو کہتا ہے تم سے کوثرؔ مرے وہ روضے پہ شہؑ کے جا کر
شفا کی مٹی کا ہو بچھونا اُٹھو سکینہؑ اُٹھو سکینہؑ

☆☆☆

مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

ماں کہتی تھی رو کر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ
ہے ہے مرے دلبر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

کیوں ماں سے خفا ہو گئے اے ہنسلیوں والے
بولو مہہِ انور مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

کِس بات پہ ناراض ہو یہ ماں کو بتا دو
کیوں روٹھے ہو دِلبر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

کیا بات ہے میدان سے لوٹے نہیں بیٹا
رات آ گئی سر پر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

کِس طرح اکیلے بھلا تم رن میں رہو گے
بے چین ہے مادر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

جنگل میں نہ جھولا ہے نہ تکیہ نہ بچھونا
نیند آئے گی کیونکر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

میں تم کو مناتی ہوں بُلاتی ہوں مرے لال
آ جاؤ اے دلبر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

آتی ہیں کمانوں کے کڑکنے کی صدائیں
دل ہلتا ہے سُن کر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

ہے دشت میں ہر سمت اندھیرا ہی اندھیرا
ڈھونڈھوں تمھیں کیونکر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

رَن سے ابھی لوٹے نہیں بابا بھی تمھارے
بے چین ہے گھر بھر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

شبیرؑ ہیں اکبرؑ ہیں نہ عباسؑ نہ قاسمؑ
کوئی نہیں یاور مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

بے درد لعینوں نے جلا ڈالے ہیں خیمے
سایہ نہیں سر پر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

جلّادوں نے مارے ہیں سکینہؑ کو طمانچے
اور چھینے ہیں گوہر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

تا حشر تری پیاس پہ روئے گی تری ماں
اے وارث کوثر مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

کوثرؔ یہی دکھیا کی صدا آتی تھی رَن سے
اصغرؑ مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ مرے اصغرؑ

☆☆☆

مغربین کے بعد

صدا یہ گُونجی مدینے میں شورو شین کے بعد
رہا نہ رہنے کے قابل یہ اب حسینؑ کے بعد

نہ آنچ آنے دی سرورؑ پہ جیتے جی اُس نے
حسینؑ قتل ہوئے ہیں زہیر قینؑ کے بعد

یہ مائیں بچوں سے کہتی رہیں شبِ عاشور
تمھیں بھی مرنا ہے سرورؑ پہ ایک رین کے بعد

یہ مل کے آنکھوں کو کہتے ہیں دشت میں سرورؑ
رہا نہ نور نگاہوں میں نورِ عین کے بعد

تھا سُرخ خون سے اصغرؑ کے شاہؑ کا چہرہ
فلک بھی سُرخ ہوا شاہِؑ مشرقین کے بعد

علیؑ کی تیغ حسنؑ کی قبا نبیؐ کا عصا
چلے حسینؑ مدینے سے زیب و زین کے بعد

بتاؤ جل کے مریں یا برہنہ سر نکلیں
امام وقت ہو عابدؑ تمھیں حسینؑ کے بعد

مِلا نہ باپ کا سینہ تو کس طرح سوتی
سکینہؑ ڈھونڈھتی ہے شہؑ کو مغربین کے بعد

زمین کانپی ہِلا آسماں چلی آندھی
لہو برسنے لگا فاطمہؑ کے بین کے بعد

یہ جیسے کہتا تھا زینبؑ سے کوئی رہ رہ کر
حسینؑ بننا ہے زینبؑ تمہیں حسینؑ کے بعد

عزیز کہتے تھے کوثرؔ وصّیتیں کر لو
نہ کہہ سکا کوئی جملہ وہ یا حسینؑ کے بعد

☆☆☆

انگلیاں اصغرؑ

یہ رو کے کہتی ہے جنگل میں تیری ماں اصغرؑ
کہاں ہو تشنہ دہن میرے بے زباں اصغرؑ

اندھیری رات ہے جنگل ہے ہو کا عالم ہے
بتاؤ ایسے میں پاؤں تمھیں کہاں اصغرؑ

برستے تیروں میں ہنس کر مرے دلیر پسر
تمہیں نے بخشی ہے اِسلام کو اماں اصغرؑ

کہاں مِثالِ شہادت تری زمانے میں
حسینؑ سجدہ شہادت کا تم اذاں اصغرؑ

تری ہنسی کے تصدق ترے لبوں کے نثار
تری زبان ہے شمشیر بے اماں اصغرؑ

وہاں نہ تکیہ بچھونا ہے اور نہ جھولا ہے
رہو گے دشت میں کِس طرح میری جاں اصغرؑ

تمھیں بلاتی نہ بیٹا میں خود چلی آتی
تمھارے پاؤں کے مِلتے اگر نشاں اصغرؑ

بدل دُوں خوں بھرا کرتا ذرا چلے آؤ
دلِ ربابؑ شہیدوں کی روح و جاں اصغرؑ

جُھلا کے جھولا سکینہؑ تمھیں بلاتی ہے
لِپٹ کے روتی ہیں بچّی سے بیبیاں اصغرؑ

تمھارے باپ سے پوچھا ہے خط میں صُغرٰیؑ نے
پکڑ کے چلنے لگا ہو گا اُنگلیاں اصغرؑ

کِسی نے مارا طمانچوں سے اور دُرّوں سے
کِسی نے چھینیں سکینہؑ کی بالیاں اصغرؑ

گلے میں طوق ہے ہاتھوں میں ہتھکڑی بیٹا
پڑی ہیں پاؤں میں عابدؑ کے بیڑیاں اصغرؑ

ہیں بارہ خُشک گلے اک رسَن سے یوں جکڑے
کہ سانس لینے میں روتی ہیں بیبیاں اصغرؑ

سفینہ پار لگانا ہے تم کو کوثرؔ کا
تمہیں ہو کشتیٔ بخشش کے بادباں اصغرؑ

☆☆☆

زینبؑ کی تھی دُہائی

جنگل میں کربلا کے زینبؑ کی تھی دُہائی
نرغے میں دشمنوں کے تنہا ہے میرا بھائی
پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم
بھائی بھتیجے بیٹے اک دوپہر میں چھوٹے
پردیس میں لٹی ہے تیرے نبیؐ کی جائی
پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم
میّت پہ لاڈلوں کی شُکر خدا کیا تھا
سوچا تھا اِن کے بدلے زندہ رہے گا بھائی
پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم
کیسے میں دوں دِلاسہ اک رات کی دلہن کو
شادی کے پیرہن میں دولہا کی لاش آئی
پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم
عباسؑ کا جنازہ کروٹ بدل رہا ہے
سرورؑ گرے زمیں پر خواہر نے دی دہائی
پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

قاسمؑ نہ عونؑ و جعفرؑ عباسؑ ہیں نہ اکبرؑ
رو رو کے شاہِؑ دیں نے ننھی لحد بنائی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

جھولا پڑا ہے ویراں گودی ہے ماں کی خالی
تیرِ سِتم سے رَن میں اصغرؑ کو موت آئی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

فرویؑ پچھاڑیں کھا کر بے ہوش ہوگئی ہے
میداں سے ٹکڑے ٹکڑے قاسمؑ کی لاش آئی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

کیسے میں بھول جاؤں وہ بے کسی کا منظر
رکھ رکھ کے شاہِ دیںؑ نے لاشِ جواں اٹھائی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

پانی کا کر کے وعدہ بھائی گیا تھا میرا
عبّاسؑ باوفا کو دریا پہ موت آئی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

ظالم نے فرقِ سرورؑ سجدے میں کاٹ ڈالا
یہ بد نصیب زینبؑ دیتی رہی دُہائی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

سُوکھے گلے پہ شہؑ کے خنجر لعیں نے پھیرا
میں دیکھتی رہی اور مجھ کو نہ موت آئی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

اعداء نے چھینے گوہر مارے طمانچے منہ پر
سرورؑ کی لاڈلی نے مر کر نجات پائی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

ہے اِلتجا خُدایا زینبؑ کو موت دیدے
ہم سے نہ اُٹھ سکے گا یہ داغ بے ردائی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

کرب و بلا میں کوثرؔ زینبؑ کے بین سُنکر
جن و ملک بھی روکر دینے لگے دہائی

پروردگارِ عالم پروردگارِ عالم

☆☆☆

پہلی ذاکرہ زینبؑ

جانِ فاطمہ زینبؑ ہائے بے رِدا زینبؑ
روحِ کربلا زینبؑ ہائے بے رِدا زینبؑ

بگڑا شیر کا تیور تم نے لے لیا خنجر
شہؑ کا آسرا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

تم پہ ظُلم یوں ٹوٹے سارے اَقربا چھوٹے
جانِ سیّدا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

کُل جہان روتا ہے اپنی جان کھوتا ہے
غم کا مرثیا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

دے گیا ہے تنہائی مر کے شیر سا بھائی
تیرا باوفا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

اَقربا چُھٹے تیرے خیمے بھی جلے تیرے
وامُصیبتا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

ظُلم و جَور سہتی تھی مُنہ سے کچھ نہ کہتی تھی
مثلِ فاطمؑا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

دین کو بقا دے دی ظلم کو قضا دے دی
مثلِ مُرتضٰیؑ زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

شام کے اندھیرے میں دشمنوں کے ڈیرے میں
بانیٔ عزا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

زندگی کی راہوں میں دین کی نگاہوں میں
تم ہو سیّدا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

دشت کے اندھیرے میں موت کے بسیرے میں
ڈھونڈھتی ہو کیا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

درسِ حق دیا تم نے ذِکر شہؑ کیا تم نے
پہلی ذاکرا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

تیرا غمزدہ کوثؔر آئے تیرے روضے پر
ہونے کو فِدا زینبؑ ہائے بے ردا زینبؑ

گھر سوُ نا سوُ نا لگتا ہے

بانوؑ یہ پکاریں رو رو کر گھر سوُنا سوُنا لگتا ہے
آجاؤ پلٹ کر اے اصغرؑ گھر سونا سونا لگتا ہے

دَم گھُٹتا ہے میرا سینے میں پڑتی ہے نظر جب جھولے پر
چُبھتا ہے نظر میں ہر منظر گھر سونا سونا لگتا ہے

جھولے سے لپٹ کر روتی ہے منہ اشکوں سے اپنا دھُوتی ہے
کہتی ہے سکینہؑ رُو رُو کر گھر سونا سونا لگتا ہے

حیدرؑ کی شجاعت کے قِصّے میں کِس سے کہوں گی راتوں میں
کب آؤ گے آخر اے دلبر گھر سوُنا سُونا لگتا ہے

جھُولے پہ نظر جب جاتی ہے بے چینی مری بڑھ جاتی ہے
لوٹ آؤ خدارا اے اصغرؑ گھر سونا سونا لگتا ہے

میں کِس کو اٹھاؤں گودی میں، سینے سے لگا کر پیار کروں
دم گھُٹتا ہے میرا رہ رہ کر گھر سونا سونا لگتا ہے

ہر سِمت اندھیر پھیلا ہے اور دشت میں لاشے بکھرے ہیں
پُرحول ہے دنیا کا منظر گھر سُونا سُونا لگتا ہے

فریادِ سکینہؑ کرتی ہے رُو رُو کے اندھیری راتوں میں
روتے ہیں سبھی یہ سُن سُن کر گھر سونا سونا لگتا ہے

دیکھا نہ سکینہؑ اصغرؑ کو جس وقت کے ماں کی گودی میں
صُغراؑ بھی گریں غش میں کہہ کر گھر سُونا سُونا لگتا ہے

رُودادِ شہادت اصغرؑ کی جِس وقت سنائی بانوؑ نے
نوحہ تھا مدینے میں گھر گھر سُونا سُونا لگتا ہے

کوثرؔ کو بُلا لو روضے پر تم ہند سے جلدی اے اصغرؑ
کہتا ہے یہی رو کر کوثرؔ گھر سونا سونا لگتا ہے

رُلائی گئی زینبؑ

سر ننگے رسن بستہ پھرائی گئی زینبؑ
بازاروں میں دربار میں لائی گئی زینبؑ

جاری تھا لہو چھالوں سے تھے پاؤں برہنہ
تپتی ہوئی ریتی پہ چلائی گئی زینبؑ

ٹھہری جو کبھی راہ میں تھک کر کہیں دکھیا
دُرّوں سے لعینوں کے ستائی گئی زینبؑ

نیزے کی اَنی پُشت پہ ماری گئی اُس کے
یوں لاش سے بھائی کی اٹھائی گئی زینبؑ

سُن لیں سبھی اِس کا ہے لقب ثانئ زہراؑ
بیٹی ہے علیؑ کی یہ بتائی گئی زینبؑ

بازو تھے رسن بستہ رِدا سر پہ نہیں تھی
ہے ہے یوں ہی دربار میں لائی گئی زینبؑ

شبیرؑ کی خواہر ہے یہ عابدؑ کی پھوپھی ہے
دربار میں یہ کہہ کے دِکھائی گئی زینبؑ

بالوں سے چھُپائے ہوئے چہرے کو تھی اپنے
اِس حال سے دربار میں لائی گئی زینبؑ

معصوم سکینہؑ کو طمانچے گئے مارے
اور شمر کے درّوں سے ستائی گئی زینبؑ

بیٹی ہے پیمبرؐ کی یہ سوچا نہ کسی نے
بازاروں میں گلیوں میں پھرائی گئی زینبؑ

تھے جتنے بھی ممکن وہ ستم ڈھائے عدو نے
ہر گام پہ افسوس رُلائی گئی زینبؑ

کوثرؔ میں لکھوں حالِ مُصیبت بھلا کیونکر
ہر گام پہ ہر لمحہ ستائی گئی زینبؑ

☆☆☆

آپ کی تصویر کے ساتھ

رن میں وہ ظُلم ہوئے خواہر شبیرؑ کے ساتھ
جو بیاں ہو نہیں سکتے کسی تدبیر کے ساتھ

یا نبیؐ دیکھئے اکبرؑ کے لگی ہے برچھی
پیش یوں آئے عدو آپ کی تصویر کے ساتھ

لاشِ قاسمؑ پہ گری کہہ کے یہ مادر غش میں
ظلم یہ کیسا ہوا ہائے رے تقدیر کے ساتھ

چھِد گیا ماں کا جِگر تیرِ سِتم سے رن میں
تیر بازو پہ لگا گردنِ بے شیر کے ساتھ

چھینے گوہر تو کبھی مارے طمانچے مُنہ پر
پیش یوں آئے لعیں دُخترِ شبیرؑ کے ساتھ

پُشت و گردن سے ٹپکتا رہا عابدؑ کی لہو
لوتھڑے خون کے چپکے رہے زنجیر کے ساتھ

ماں کی اُمیدوں پہ یوں پھر گیا پانی رن میں
دفن اَرمان ہوئے قبر میں بے شیر کے ساتھ

بے رِدا پھرتی رہی آلِ پیمبرؐ دَر دَر
بے کسی روتی رہی زینبِؑ دلگیر کے ساتھ

کوئی چھینے گا رِدا کوئی رسن باندھے گا
تھی خبر شاہؑ کو ہونا ہے یہ ہمشیر کے ساتھ

سب کی نظریں رُخِ زینبؑ سے ہٹانے کے لئے
شہؑ نے قرآن پڑھا نیزے پہ تفسیر کے ساتھ

اپنے لہجے کا کیا تم نے یوں پردہ زینبؑ
لہجہ حیدؑر کا لیا شام میں تقریر کے ساتھ

دل میں کوثرؔ کے فقط ایک ہی حسرت ہے حسینؑ
تیرے روضے پہ مَرے خوبیٔ تقدیر کے ساتھ

☆☆☆

اگر چچا ہوتے

کہا سکینہؑ نے رو کر اگر چچا ہوتے
نہ چھنتے کانوں سے گوہر اگر چچا ہوتے

نہ جلتے خیمے نہ چھنتی رِدائیں کُنبے کی
نہ لٹتا بھائی کا بستر اگر چچا ہوتے

طمانچے لگتے نہ مجھ کو نہ بالیاں چھنتیں
نہ ہوتی آج کھُلے سر اگر چچا ہوتے

چراغِ خانۂ زہراؑ نہ رن میں گُل ہوتا
نہ چلتا حلق پہ خنجر اگر چچا ہوتے

رسن نہ بندھتی کِسی کے نہ چادریں چھنتیں
پھرائے جاتے نہ دَر دَر اگر چچا ہوتے

سوال آب کو جاتے نہ دشت میں بابا
شہید ہوتا نہ اصغرؑ اگر چچا ہوتے

لگاتا کوئی نہ درّے نہ گھُڑکیاں دیتا
لعیں رُلاتے نہ ہنس کر اگر چچا ہوتے

ترائی ہو گئی آباد گھر ہوا سونا
اُجڑتا یوں نہ مُقدر اگر چچا ہوتے

شہید ہوتے نہ اکبرؑ نہ اصغرؑ و سرورؑ
نہ بہتا خوں کا سمندر اگر چچا ہوتے

گُزرتے دھُوپ میں دِن اور نہ رات شبنم میں
نہ ہوتا خاک کا بستر اگر چچا ہوتے

اُجڑتا باغِ رِسالت نہ اِس طرح رن میں
شہید ہوتے نہ یاور اگر چچا ہوتے

چراغِ بیتِ رسولِؐ خدا نہ گُل ہوتا
شہید ہوتے نہ سرور اگر چچا ہوتے

برستا خون فلک سے نہ آندھیاں چلتیں
نہ چلتا شاہؑ پہ خنجر اگر چچا ہوتے

سکینہؑ کہتی تھی وقتِ اذان عابدؑ سے
شہید ہوتے نہ اکبرؑ اگر چچا ہوتے

پنہاتے بیڑیاں ظَالم نہ بھائی عابدؑ کو
نہ ہوتا طوق نہ لنگر اگر چچا ہوتے

عدو نہ کرتے یوں تاراج گُلشنِ زہراؑ
بِکھرتے یوں نہ گُلِ تر اگر چچا ہوتے

سکینہؑ مر گئی کوثرؔ یہ کہہ کے زنداں میں
بِگڑتا یوں نہ مُقدر اگر چچا ہوتے

☆☆☆

کیا جانئے کب سے بھوکے تھے

اسلام کی خاطر سر دینے شہؑ اپنے وطن سے نکلے تھے
ہمراہ نبیؐ کے گُلشن کی کچھ کلیاں تھیں کچھ غنچے تھے

پھر جائے زمانہ ہم سے مگر اس بات کی پروا کس کو ہے
شبیرؑ کا ماتم کرتے ہیں شبیرؑ کا ماتم کرتے تھے

احمدؐ کے گھرانے والوں کی یہ شان نظر آتی ہے کہ وہ
اسلام کی خاطر جیتے تھے اسلام کی خاطر مرتے تھے

تاریخ وفائے کون و مکان جس وقت پڑھی معلوم ہوا
عباسؑ وفا کے پیکر تھے عباسؑ وفا کے بندے تھے

جو حاصلِ دین و دنیا بھی اور خلد کی قیمت ٹھہرے ہیں
آنکھوں کی مری ان سیپوں میں انمول یہ موتی ڈھلتے تھے

یہ بعد شہؑ دین و دنیا منظر تھا بلا کے جنگل میں
چھنتی تھی ردائے اہل حرمؑ شبیرؑ کے خیمے جلتے تھے

عباسؑ و علی اکبرؑ قاسمؑ اور عونؑ کی ہیبت ایک طرف
فوجوں کو رلایا ہنس ہنس کر چھ ماہ کے اصغرؑ ایسے تھے

گردن بھی کٹی پیاسے بھی رہے اسلام کی خاطر کیا نہ سہا
آباد کیا زندانِ ستم کعبے کے محافظ ایسے تھے

دامادِ نبیؐ زاہد عالم جرّار غنی اور نفس خدا
حیدرؑ کی فضیلت دیکھو تو بستر پہ نبیؐ کے سوتے تھے

ہر آن نئے اوصاف ملے یوں ذات علیؑ میں دنیا کو
میدان میں غازی صفدر تھے منبر پہ سلونی کہتے تھے

اطفال نبیؐ کے بارے میں یہ سوچ کہ دل رو دیتا ہے
تھے سات محرم سے پیاسے کیا جانئے کب سے بھوکے تھے

تو پیاس پہ روتا تھا کوثرؔ شبیرؑ کا ماتم کرتے ہوئے
لے پیاس بجھالے کوثر سے یہ ساقئِ کوثر کہتے تھے

☆☆☆☆☆

نوحہ

گھاٹ پر عباسؑ پیاسا رہ گیا
دیکھکر حیران دریا رہ گیا

کربلا میں تیرے سجدے سے حسینؑ
آج تک دنیا میں سجدہ رہ گیا

جونؑ کے چہرے پہ اتنا نور تھا
چار سُو رَن میں اُجالا رہ گیا

تشنگی میں وہ ترا ہنسنا صغیرؑ
لشکرِ باطل کو سکتا رہ گیا

سر کٹایا شاہؑ نے بیعت نہ کی
ہو کے سر ظالم کا نیچا رہ گیا

وہ تو کہیئے قتل حیدرؑ نے کیا
اس لئے مرحب کا قصّا رہ گیا

کہکے حرؑ نے چھوڑ دی یہ فوج شام
بس مرا سرورؑ سے ناتا رہ گیا

کسطرح ہنسکر رُلادی فوجِ شام
ہمتِ اصغرؑ کا چرچا رہ گیا

روزِ عاشورہ بچایا یوں حسینؑ
آج تک کعبے کا رُتبا رہ گیا

دیکھکر اکبرؑ کے چہرے کا جمال
حُسنِ یوسفؑ کو بھی سکتا رہ گیا

تیرے ہوتے کربلا میں اے فرات
قافلہ یثرب کا پیاسا رہ گیا

جب فرس نے بھی نہیں پانی پیا
لیکے مُنھ اپنا سا دریا رہ گیا

دیکھ کر کوثؔر ہنسی بے شیر کی
حُرملہ بھی رن میں روتا رہ گیا

☆☆☆

عباسؑ میرے بھائی

زینبؑ پکاریں رو کر عباسؑ میرے بھائی
ہوتے ہیں قتل سرورؑ عباسؑ میرے بھائی
تنہا ہے تیری خواہر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

جب آئی تھی وطن سے تھے ساتھ میرے سرورؑ
قاسمؑ تھے عونؑ و جعفرؑ اکبرؑ تھے اور اصغرؑ
تھے ساتھ تم برادر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

سینے پہ کھا کے نیزہ اکبرؑ بھی مر چکے ہیں
تیرِ ستم سے رَن میں اصغرؑ بھی مر چکے ہیں
اب عونؑ ہیں نہ جعفرؑ عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

قاسمؑ کا میرے لاشہ پامال ہو چکا ہے
ہم شکلِ مصطفٰےؐ کے نیزہ یہیں لگا ہے
مارے گئے ہیں اصغرؑ عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

دیکھو لعیں ہمارے خیمے جلا رہے ہیں
اہلِ حرم کو اعدا قیدی بنا رہے ہیں
اب چھن رہی ہے چادر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

عابدؑ کو دیکھو ظالم قیدی بنا رہے ہیں
سجّادِؑ ناتواں کو بیڑی پنھا رہے ہیں
چھینا لعیں نے بستر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

چاروں طرف ہیں اعدا بے پردہ بیبیاں ہیں
سجّادِؑ ناتواں کے پیروں میں بیڑیاں ہیں
ہے بے کسی کا منظر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

بھائی بہن لُٹی ہے پردیس میں تمہاری
تقدیر کیسی پھُوٹی دیکھو یہاں ہماری
حد ہے کہ ہوں کھُلے سر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

سرورؑ کی لاڈلی کا کیا حال میں سناؤں
کانوں سے خون ہے جاری کِسکو بھلا دکھاؤں
اعدا نے چھینے گوہر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

نرغے میں دشمنوں کے بھائی تری بہن ہے
بازو پہ میرے دیکھو باندھی گئی رسن ہے
سر پر نہیں ہے چادر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

بھائی بُلا رہی ہے تم کو بہن تمھاری
بے کَس ہے تشنہ لب ہے ظلم و ستم کی ماری
آ جاؤ رن سے دلبر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

خاموش بیبیاں ہیں سہمے ہوئے ہیں بچّے
ہونٹوں پہ تشنگی ہے ہاتھوں میں سوکھے کوزے
دیکھو یہاں کا منظر عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

کربؔ و بلا میں ہر سو اندھیارا چھا رہا ہے
وہ دیکھو بھائی کوئی گھوڑے پہ آ رہا ہے
آجاؤ ابن حیدرؑ عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

کوثرؔ کو بخشوانا روزِ حساب بھیّا
لکھا ہے اس نے رو کر دیکھو ہمارا نوحا
شاعر ہے اپنا کوثرؔ عباسؑ میرے بھائی
عباسؑ میرے بھائی عباسؑ میرے بھائی

☆☆☆

مقدر کی لاش ہے

زینبؑ پکاریں رو کے برادر کی لاش ہے
مظلومِ کربلا شہِؑ صفدر کی لاش ہے

ماں بولی سر کو پیٹ کے دلبر کی لاش ہے
ہم شکلِ مصطفیٰؐ علی اکبرؑ کی لاش ہے

قاسمؑ کی لاش دیکھ کے کہتی تھیں بیبیاں
پامال ہائے کیسی گُلِ تر کی لاش ہے

ہیبت بتا رہی ہے ترائی سے بار بار
دیکھو یہ ابن فاتحِ خیبر کی لاش ہے

لاشِ جواں کو دیکھ کے کہتے ہیں اشقیا
محسوس ہو رہا ہے پیمبرؐ کی لاش ہے

بچّو مدد کو آؤ اکیلے ہیں شاہِؑ دیں
مِل کر اسے اٹھاؤ برادر کی لاش ہے

مادر پکاریں لٹ گئی برباد ہو گئی
قاسمؑ کی لاش میرے مُقدر کی لاش ہے

خیبر شکن نجف سے ذرا آؤ کربلا
ہاتھوں پہ اب حسینؑ کے اصغرؑ کی لاش ہے

شہ بولے رن میں لاشِ شبیہ رسولؐ پر
پیری شباب دے علی اکبرؑ کی لاش ہے

زینبؑ یہ بولیں بیبیو پُرسہ دو بھائی کا
دشتِ بلا میں میرے برادر کی لاش ہے

جبریلؑ سر کو پیٹ کے کہتے ہیں بار بار
بے گورو ہائے سبطِ پیمبرؐ کی لاش ہے

لاشہ پڑا ہوا ہے ترائی میں شیر کا
میداں میں بے کفن شہِؑ بے سر کی لاش ہے

سر پر ردا نہیں ہے مرے ہائے کیا کروں
بے گور کربلا میں برادر کی لاش ہے

کوثرؔ یہ شہؑ کی لاش پہ کہتی تھیں بیبیاں
ہے ہے یہ میرے مونس و یاور کی لاش ہے

☆☆☆

دو چار مر گیا

غُل ہے کہ شہؑ کی فوج کا سردار مر گیا
خیبر شکن کا لاڈلا جرّار مر گیا

دریا کا گھاٹ چھین کے فوجِ یزید سے
کر کے تباہ قوتِ اغیار مر گیا

عباسؑ نامدار علم دار کربلا
ہو کر اجل سے گھاٹ پہ دو چار مر گیا

گر کر علم اٹھا نہیں نہرِ فرات سے
فوجِ حسینؑ تیرا علم دار مر گیا

سر کو پٹک کے کہتی ہیں موجیں فُرات کی
پیاسا ہی ہائے گھاٹ پر خود دَار مر گیا

کہتے ہیں شہؑ کٹے ہوئے شانوں کو دیکھ کر
کرب و بلا کا جعفرِؑ طیّار مر گیا

ٹوٹی کمر کو تھام کے کہتے ہیں شاہِؑ دیں
ہاشمؑ کا چاند میرا مددگار مر گیا

تیرِ ستم سے دشت میں دستِ حسینؑ پر
کرب و بلا کا حیدرِؑ کرّار مر گیا

پُرسہ یہ کہہ کے دیتی ہیں عابدؑ کو بیبیاں
بابا تمھارا اے میرے غم خوار مر گیا

جنگل ہے سونی رات مُحافظ نہیں کوئی
اہل حرم کا قافلہ سالار مر گیا

سر ننگے بیٹھی خاک پہ کہتی تھی بیبیاں
ہے ہے ہمارا مونسِ و غم خوار مر گیا

کوثرؔ یہ رو کے کہتی ہے کوثر کی موج موج
تشنہ لبوں کا سیّد و سرادار مر گیا

☆☆☆

نہیں دیکھا جاتا

آلِ احمدؐ کو کھلے سر نہیں دیکھا جاتا
آنکھیں کہتی ہے یہ منظر نہیں دیکھا جاتا

روک لیتے نہ علیؑ تیغِ اگر میداں میں
جسم جبریلؑ پہ شہپر نہیں دیکھا جاتا

شاہؑ سے تیغ بھی مل جاتی اگر غازیؑ کو
عصر تک شام کا لشکر نہیں دیکھا جاتا

بس نِدا سنتے ہی لبیک کہا جاتا ہے
عشقِ شبیرؑ میں مڑ کر نہیں دیکھا جاتا

صورت و سیرت و گفتار میں جو مثل رسولؐ
ہائے دنیا سے وہ اکبرؑ نہیں دیکھا جاتا

عصر عاشور چھپا کہہ کے جہاں سے سورج
قتل شبیرؑ کا منظر نہیں دیکھا جاتا

بوسے لیتے تھے نبیؐ جس کے لب و گردن کے
اب وہ نیزے پہ کٹا سر نہیں دیکھا جاتا

پانی لے آؤ چچا رو کے سکینہؑ نے کہا
ہم سے عمّو رخِ اصغرؑ نہیں دیکھا جاتا

کلمہ گو ایک بھی دربار میں یہ کہہ نہ سکا
ہم سے زینبؑ کو کھلے سر نہیں دیکھا جاتا

جس کے صدقے میں سجائی گئی دنیا کوثرؔ
اہلِ دنیا سے وہی گھر نہیں دیکھا جاتا

☆☆☆

ہائے چچا عباسؑ دلاور

بالی سکینہؑ خیمے کے در پر
آس لگائے بیٹھی ہے مضطر
آنکھوں میں ہے خوں کا سمندر
ہائے چچا بس کہتی ہے رو کر
شام ہوئی تم آئے نہیں گھر
ہائے چچا عباسؑ دلاور

تم کو بتائیں عمو کیوں کر
رن میں ستم جو ہو گئے ہم پر
ظلم کا ٹوٹا ہم پر لشکر
مر گئے عونؑ و قاسمؑ و اکبرؑ
قتل ہوئے میدان میں سرورؑ
ہائے چچا عباسؑ دلاور

قاسمؑ بھیّا اکبرؑ چھوٹے
عونؑ و محمدؑ اصغرؑ چھوٹے
ہائے قیامت سرورؑ چھوٹے
کوئی نہیں سب یاور چھوٹے
تم بھی نہ پلٹے گھاٹ پہ جا کر
ہائے چچا عباسؑ دلاور

تم کو بتائیں عمّوؑ کیا کیا
کھایا کسی نے سینہ پہ نیزا
اور کسی نے تیر بھی کھایا
قاسمؑ اپنے خوں میں نہایا
فرقِ شہِؑ دیں شمر کا خنجر
ہائے چچا عباسؑ دلاور

روتی مائیں سہمے بچّے
رات اندھیری جلتے خیمے
چاروں طرف ہیں لاشے ہی لاشے
کون ہے جو فریاد کو پہونچے
کوئی نہیں اب مونس و یاور
ہائے چچا عباسؑ دلاور

آگ لگی اور جلتا ہے گھر
غش میں پڑے ہیں عابدؑ مُضطر
چھن گیا عمّو بھائی کا بستر
کھائے طمانچے چھن گئے گوہر
سر پہ نہیں ہے میرے چادر
ہائے چچا عباسؑ دلاور

گھاٹ سے عمّو جلدی آؤ
فوجوں کو تم آکے بھگاؤ
شِمر سے ہم کو آکے چھڑاؤ
اہلِ حرمؑ کی لاج بچاؤ
جل گئے خیمے چھن گئی چادر
ہائے چچا عباسؑ دلاور

نامحرم اور آل نبیؐ کی
عمّو ہم سب بن گئے قیدی
بارہ گلے اور ایک ہے رسّی
پاؤں میں ہے سجادؑ کے بیڑی
اور گلے میں طوق کا لنگر
ہائے چچا عباسؑ دلاور

شمر کو عمّو آکے سزا دو
آگ لگی ہے گھر میں بجھا دو
قید سے تم بھیّا کو چھڑا دو
میرے گوہر مجھ کو دلا دو
آکے دلا دو سب کی چادر
ہائے چچا عباسؑ دلاور

شمر کے دُرّے کھاتا ہے کوئی
خون میں ڈوبا جاتا ہے کوئی
چُپ ہے مگر تھراتا ہے کوئی
کھُل کے نہیں رو پاتا ہے کوئی
کیسی مصیبت آئی ہے ہم پر
ہائے چچا عباسؑ دلاور
دیکھ کے کوثرؔ حالِ سکینہؑ
اہلِ حرم میں حشر تھا برپا
جنّ و ملک بھی کرتے تھے گِریا
سب کے لبوں پر تھا یہی نوحا
روتا تھا ہر کوئی یہ سن کر
ہائے چچا عباسؑ دلاور

☆☆☆

علی اکبرؑ علی اکبرؑ

بَلا کے بَن میں رو رو کر بکا کرتی تھی اک مادر
کہاں ہو اے مرے بیٹے کہاں ہو اے مرے دلبر
اذاں کا وقت ہے بیٹا سُنا دو اب اذاں آ کر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

تمھارے بعد یہ ہم پر ستم ڈھائے گئے بیٹا
عدو کی فوج نے بچی کے کانوں سے گہر چھینا
لگے دُرّے جلے خیمے لُٹا سجادؑ کا بستر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

مدد کے واسطے شہؑ کی نہ جب باقی بچا کوئی
ترے بابا کی حالت پر زمین کربلا روئی
ہوا قربان سرورؑ پر مرا ننھّا علی اصغرؑ
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

طلب پانی کرو اِن سے کہا اصغرؑ سے سرورؑ نے
زباں کو پھیر کر لب پر کہا پیاسا ہوں اصغرؑ نے
جوابِ آب میں اس پر چلا تیرِ ستم گستر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

لعیں نے کُند خنجر سے گلا شبیرؑ کا کاٹا
کیا پا مال فوجوں نے شہؑ مظلوم کا لاشا
کیاسجدہ شہِؑ والا نے جس دم خاک پر گر کر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

یزیدی فوج نے بیٹا مری چادر کو لوُٹا ہے
سکینہؑ کے گہر چھینے گلا رسّی سے جکڑا ہے
مصیبت ہے یہاں کیا کیا تمہیں خود دیکھ لو آکر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

سکینہؑ کو تمھاری اشقیاء دُرّے لگاتے ہیں
تمھارے بھائی عابدؑکولعیں بیڑی پہناتے ہیں
چچا عباسؑ سے بیٹا بتا دو گھاٹ پر جا کر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

کھُلے سر خاک پر بیٹھی ہوئی کہتی تھیں یہ لیلیٰؑ
خدا کے واسطے آجاؤ رن سے اب تو اے بیٹا
بتاؤ ہو کہاں بیٹا منالوں میں تمھیں آکر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

یہاں مہنگا ہے پانی اور لہو سستا ہے اے بیٹا
سبھی کا پیاس سے اب تو جگر پھٹتا ہے اے بیٹا
ترائی سے نہیں پلٹے چچا عباسؑ بھی جاکر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

اندھیرا ہو گیا بیٹا چلو اب گھر چلے آؤ
پھوپھی زینبؑ بلاتی ہیں علی اکبرؑ چلے آؤ
سکینہؑ کو سنبھالو رو رہی ہے باپ سے چھٹ کر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

بیاں کیونکر کروں کوثرؔ میں حالِ مادرِ اکبرؑ
پسر کا نام لکھتی تھیں زمین گرم پر روکر
لہو آنکھوں سے جاری تھا یہی نوحہ تھا بس لب پر
علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

☆☆☆

نبیؐ کو نواسی نے رُو کر پکارا

نبیؐ کو نواسی نے روکر پکارا
مدینے سے آجاؤ نانا خدا را
نہیں اب سروں پر ہے کوئی سہارا
اکیلا ہے جنگل میں کنبہ تمھارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

بتائیں یہاں کیا ستم ہم پہ ٹوٹے
بس اک دوپہر میں سبھی ہم سے چھوٹے
غرض ہر ستم بس یہیں آہ ٹوٹے
ہوا قتل میداں میں بھائی ہمارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

یہاں رن میں قاسمؑ نے شادی رچائی
حسنؑ کی نشانی بھی خوں میں نہائی
جنازے پہ کبریٰؑ نے چوڑی بڑھائی
بھتیجی نے رو رو کے کنگنا اتارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

گیا لے کے مشک و علم میرا بھائی
وہ آیا نہ واپس خبر اُس کی آئی
سُنا اس نے جا کر ترائی بسائی
چھٹا شیر سا ہم سے بھائی ہمارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

گئے شاہِ دیںؑ رن میں اصغرؑ کو لیکر
رلایا لعینوں کو بچّے نے ہنس کر
پھرائی جو سوُکھی زباں اُس نے لب پر
سُنا حُرملہ نے اُسے تیر مارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

یہاں ہر طرف اِک اداسی ہے نانا
بیاباں میں ہر سو خموشی ہے نانا
اکیلی تمھاری نواسی ہے نانا
میں تنہا ہوں رَن میں مجھے دو سہارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

سکینہؑ سے جنگل میں سرورؑ چھٹے ہیں
جواں ہو کے لیلیٰؑ سے اکبرؑ چھٹے ہیں
قیامت ہے بانوؑ سے اصغرؑ چھٹے ہیں
مرے لاڈلوں کو لعینوں نے مارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

ہمیں یاد امّاں کی آتی ہے نانا
وہ شفقت پدر کی رُلاتی ہے نانا
جدائی حسنؑ کی ستاتی ہے نانا
بسا ہے نگاہوں میں چہرہ تُمہارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

یہیں ماں گی نانا کمائی لُٹی ہے
یہیں پر علیؑ کی نشانی مٹی ہے
یہیں سر سے زینبؑ کے چادر چھنی ہے
یہیں جیتے جی ہم کو قِسمت نے مارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

صدا پھر یہ آئی مدینے سے کوثرؔ
خبر سب ہے بیٹی جو گذری ہے تم پر
کرو صبر زینبؑ اُو جانِ پیمبرؐ
نہ لانا زباں پر یہ شِکوہ دوبارا

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

☆☆☆

مرجائے فرات

تھی کرب و بلا کے جنگل میں زہراؑ کی صدا یہ ہائے فرات
تو کام نہ آئی پیاسوں کے اور شرم نہ تجھکو آئے فرات
کیوں وارثِ کوثر ساحل سے پیاسا ہی پلٹ کر جائے فرات
ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات

تو کام نہ آئی پیاسوں کے یہ پانی کی رسوائی ہے
تو اپنے عمل پر کیا حاصل جو بعد میں اب پچھتائی ہے
بہتر ہے کہ اپنے پانی میں تو ڈوب کے خود مرجائے فُرات
ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات

کیوں لے کے بھلا پھر شاہِؑ زمن میدان میں جائیں اصغرؑ کو
بچّوں کی بجھادیں تشنہ لبی کچھ آب ملے گر سرورؑ کو
شبیرؑ کے خیموں کی جانب تو بہہ کے اگر آجائے فرات
ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات

کیوں ہاتھ میں لے کر مشک و علم عبّاسؑ دِلاور آیا ہے
کِس واسطے تیرے ساحل پر سرورؑ کا برادر آیا ہے
ہے بالی سکینہؑ تشنہ دہن کیا یہ بھی تجھے بتلائے فرات
ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات

جو تشنہ لبوں کی یاد لئے ساحِل پہ ترے گر آتا ہے
تکتا ہے حقارت سے تجھ کو منہ پھیر کے واپس جاتا ہے
ہر زائر شہؑ کی ٹھوکر سے تو آج بھی روندی جائے فرات
ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات
پُرحول بَلا کے جنگل میں زہراؑ کی دہائی تھی کوثرؔ
مقتل میں شہید ظلم ہوا شبیرؑ کے ہاتھوں پر اصغرؑ
بہتر ہے کہ اپنے ساحل کی تو خاک میں خود مل جائے فرات
ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات ہائے فرات

آجاؤ اب تو اصغرؑ

کرب و بلا کے بن میں بانوؑ پکاری روکر
ہر سمت ہے اندھیرا بولو کہاں ہو دلبر
پُرحول ہے بیاباں سو جاؤ گھر میں آکر
کب سے بلا رہی ہے تم کو تمہاری مادر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

تم کو خبر ہے بیٹا تم ہی مری خوشی ہو
دھڑکن ہو میرے دل کی آنکھوں کی روشنی ہو
کیونکر بتاؤں آخر تم میری زندگی ہو
تم سے بچھڑ کے بیٹا کیسے جئے گی مادر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

بیٹا تمہاری مادر پردیس میں لٹی ہے
اب زندگی ہماری برباد ہو چکی ہے
اصغرؑ جگر میں میرے اک آگ سی لگی ہے
کیا حال ہے ہمارا تم کو بتاؤں کیونکر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

سُنتی ہوں دشمنوں کو ہنس کر رلایا تم نے
ننھی زباں کو لب پر بیٹا پھرایا تم نے
پیاسے ہو تین دن کے یہ بھی بتایا تم نے
پھر بھی لگایا ناوک تھا کون وہ ستمگر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

مارے گئے ہیں رن میں زینبؑ کے ماہ پارے
سینے پہ کھا کے برچھی اکبرؑ جواں سدھارے
لوٹے نہیں ہیں رن سے اب تک چچا تمہارے
سوکھے گلے پہ شہؑ کے پھیرا گیا ہے خنجر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

سجدے میں شاہِؑ دیں کا سوکھا گلا کٹا ہے
ہمشکلِ مصطفےؐ کے نیزہ یہیں لگا ہے
قاسمؑ ہمارا رن میں پامال ہو گیا ہے
عباسؑ بھی نہ پلٹے دریا سے ہائے جا کر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

کیا ہو گیا ہے تم کو اے سورما ہمارے
تم ہی بتاؤ آخر کس کو یہ ماں پکارے
کیوں بولتے نہیں ہو اے میرے ماہ پارے
دیکھوں کہاں پہ تم نے کھایا ہے زخم دلبر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

دیکھو بہن سکینہؑ تم کو بُلا رہی ہے
بس بے خودی میں بیٹھی جُھولا جھلا رہی ہے
بیٹھی ہوئی زمیں پر آنسو بہا رہی ہے
تم سے بچھڑ کے بیٹا کیسے جئے گی خواہر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

بیٹا تمھاری ماں کو اعدا ستا رہے ہیں
تیری بہن کو ظالم دُرّے لگا رہے ہیں
اور ناتواں کو دیکھو قیدی بنا رہے ہیں
بلوے میں تیری ماں ہے سر پر نہیں ہے چادر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

بانوؑ کے دل کی حالت کیونکر بتاؤں کوثرؔ
برپا تھا کربلا میں اک شور ہائے اصغرؑ
ہر ایک رو رہا تھا نوحہ یہ ماں کا سُن کر
فریاد کر رہی تھی اصغرؑ کی ماں یہ رُو کر
آجاؤ اب تو اصغرؑ آجاؤ اب تو اصغرؑ

آؤ نجف سے حیدرؑ

بعدِ حسینؑ رن میں برپا ہے ایک محشر
نرغے میں دشمنوں کے تنہا ہے شہؑ کی خواہر
سب جل چکے ہیں خیمے اب چھن رہی ہے چادر
عباسؑ ہیں نہ باقی قاسمؑ نہ عونِؑ جعفرؑ
زینبؑ بُلا رہی ہے آؤ نجف سے حیدرؑ

ہم سب وطن سے آکر پردیس میں لٹے ہیں
بھائی بھتیجے بیٹے اور اقربا چھٹے ہیں
دریا پہ باوفا کے شانے یہیں کٹے ہیں
کس بیکسی سے رَن میں مارے گئے ہیں سرورؑ
زینبؑ بُلا رہی ہے آؤ نجف سے حیدرؑ

عباسؑ باوفا کے گُرز گراں پڑا ہے
اکبرؑ جواں کے رَن میں نیزہ یہیں لگا ہے
ناوک سے حُرملہ کے ننھا گلا چھدا ہے
سوکھے گلے پہ شہؑ کے پھیرا گیا ہے خنجر
زینبؑ بُلا رہی ہے آؤ نجف سے حیدرؑ

پردیس میں لُٹا ہے یوں کارواں ہمارا
باقی نہیں سروں پر اب کوئی بھی سہارا
ہر پیر و نوجواں کو ان ظالموں نے مارا
سب جل چکے ہیں خیمے سر پر نہیں چادر
زینبؑ بُلا رہی ہے آؤ نجف سے حیدرؑ

اسلام کا سفینہ بابا بچایا شہؑ نے
راہِ خدا میں اپنے گھر کو لُٹایا شہؑ نے
اصغرؑ کو خود لحد میں بابا لٹایا شہؑ نے
میداں میں سو رہے ہیں سر کو کٹائے سرورؑ
زینبؑ بُلا رہی ہے آؤ نجف سے حیدرؑ

ہر ایک بی بی اپنے دلبر کو رو رہی ہے
بالی سکینہؑ دیکھو سرورؑ کو رو رہی ہے
جھولے سے لپٹی بانوؑ اصغرؑ کو رو رہی ہے
لیلیٰؑ پکارتی ہے کڑیل جوان اکبرؑ
زینبؑ بُلا رہی ہے آؤ نجف سے حیدرؑ

دیکھو لعیں ہمارے خیمے جلا رہے ہیں
سجادِؑ ناتواں کو بیڑی پنہا رہے ہیں
سرورؑ کی لاڈلی کو دُرّے لگا رہے ہیں
دیکھو ہمارے سر سے اب چھن رہی ہے چادر
زینبؑ بُلا رہی ہے آؤ نجف سے حیدرؑ
فریاد کر رہی تھی زینبؑ یوں رن میں روکر
دیکھو تو آکے بابا کرب و بلا کا منظر
سجادؑ ناتواں سے اب چھن رہا ہے بستر
ہم لُٹ رہے ہیں بابا ہم کو بچا لو آکر
زینبؑ بُلا رہی ہے آؤ نجف سے حیدرؑ
زینبؑ یہ کہہ رہی تھی بابا سے اپنے کوثرؔ
کِس کو بھلا پُکاروں عبّاسؑ ہیں نہ اکبرؑ
سب مر چکے ہیں اب تو کوئی نہیں یاور
بابا پُکارتی ہے تم کو تمہاری دختر
زینبؑ بُلا رہی ہے آؤ نجف سے حیدرؑ

☆☆☆☆☆☆

زینبؑ کی چشم تر میں

صغراؑ نے دیکھا رو کر زینبؑ کی چشم تر میں
ہیں کربلا کے منظر زینبؑ کی چشم تر میں

دیکھے تو کوئی کیوں کر زینبؑ کی چشم تر میں
ہیں دل خراش منظر زینبؑ کی چشم تر میں

برچھی کا زخم کیوں کر بھولے گی ہائے دکھیا
دم توڑتا ہے اکبرؑ زینبؑ کی چشم تر میں

قاسمؑ کی لاش رن میں پامال ہو گئی ہے
بکھرا ہوا ہے پیکر زینبؑ کی چشم تر میں

غازیؑ کے بازؤں سے دریا پہ جو بہا تھا
ہے خوں کا وہ سمندر زینبؑ کی چشم تر میں

لاشہ پڑا ہے رن میں بے گور شاہؑ دیں کا
نیزہ پہ فرق سرورؑ زینبؑ کی چشم تر میں

آیا خیال جس دم زینبؑ کو لاڈلوں کا
مرجھائے پھول کھل کر زینبؑ کی چشم تر میں

بازار شام و کوفہ دربار بے ردائی
ہیں حادثوں کے منظر زینبؑ کی چشم تر میں

حجرہ جو یاد آیا بیٹوں کا غم زدہ کو
دو دو سجے ہیں بستر زینبؑ کی چشم تر میں

صغراؑ پچھاڑیں کھا کر بے ہوش ہوگئی ہے
دیکھی جو قبرِ اصغرؑ زینبؑ کی چشم تر میں

زندانِ شام میں ہے ننھی سی قبر جس کی
سرورؑ کی ہے وہ دختر زینبؑ کی چشم تر میں

بکھرے ہوئے ہیں لاشے کرب و بلا کے بن میں
ہیں بے کسی کے منظر زینبؑ کی چشم تر میں

بچّوں کے سوکھے کوزے نظروں میں گھومتے ہیں
اشکوں کا ہے سمندر زینبؑ کی چشم تر میں

جنگل ہے اور اندھیرا لاشے ہیں اور اداسی
سب آگیا سمٹ کر زینبؑ کی چشم تر میں

غش کھا کے گر پڑی ہیں صغراؑ زمیں پہ کوثرؔ
دیکھے جو سارے منظر زینبؑ کی چشم تر میں

الوداع

لختِ دلِ پیمبرؐ تشنہ دہن سدھارو
نورِ نگاہِ حیدرؑ تشنہ دہن سدھارو
اے فاطمہؑ کے دلبر تشنہ دہن سدھارو
اسلام کا مقدر تشنہ دہن سدھارو
کیونکر کہوں میں سرورؑ تشنہ دہن سدھارو

کیسے کروں میں رخصت اتنا بتا دو آقا
بس یہ خیال کر کے دل رو رہا ہے اپنا
جب کر سکے نہ خدمت جی بھر کے آہ مولا
آخر کہوں میں کیوں کر تشنہ دہن سدھارو
کیونکر کہوں میں سرورؑ تشنہ دہن سدھارو

ہر سمت ہے اندھیرا پُرحول ہیں فضائیں
اشکوں سے ہیں معطر چاروں طرف ہوائیں
ہم دل کی اپنے حالت کیونکر بھلا بتائیں
سب رو رہے ہیں سن کر تشنہ دہن سدھارو
کیونکر کہوں میں سروؑر تشنہ دہن سدھارو

بکھرے ہوئے ہیں گیسو ہر کوئی رو رہا ہے
خونِ جگر سے بیٹھا دامن بھگو رہا ہے
اشکوں میں زندگی کو اپنی ڈبو رہا ہے
دل رو رہا ہے سنکر تشنہ دہن سدھارو
کیونکر کہوں میں سرورؑ تشنہ دہن سدھارو

اشکِ عزا سے پُرنم ہونے لگیں ہوائیں
کیا ہے دلوں کی حالت کیونکر بھلا بتائیں
ہم غم کا اپنے قصّہ کس کو بھلا سنائیں
پائینگے چین مرکر تشنہ دہن سدھارو
کیونکر کہوں میں سرورؑ تشنہ دہن سدھارو

دیکھو غم جدائی ہر دل یوں سہہ رہا ہے
خونِ جگر سبھی کی آنکھوں سے بہہ رہا ہے
آنا پلٹ کے مولاؑ ہر کوئی کہہ رہا ہے
اے تشنہ لب سمندر تشنہ دہن سدھارو
کیونکر کہوں میں سرورؑ تشنہ دہن سدھارو

جی بھر کے تیری خدمت ہم کر سکے نہ مولا
ناراض تو نہیں ہو اِتنا بتا دو آقا
پھر آؤ گے پلٹ کر ہم سے کرو یہ وعدا
اے بیکسوں کے یاور تشنہ دہن سدھارو
کیونکر کہوں میں سرورؑ تشنہ دہن سدھارو

کوثرؔ کو کربلا تم پھر سے بُلا لو سرورؑ
کر کے طوافِ روضہ سجدہ کرے وہ دَر پر
ہمراہ انجمن کے نوحہ پڑھے وہ آکر
کیسے کہے یہ کوثرؔ تشنہ دہن سدھارو
کیونکر کہوں میں سرورؑ تشنہ دہن سدھارو

☆☆☆☆☆

مسدس

سبطِ پیمبرؐ سلام شاہ سلامٌ علیک
وارثِ حیدر سلام شاہ سلامٌ علیک
دین کے رہبر سلام شاہ سلامٌ علیک
یا شہؑ صفدر سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ درود و سلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

یا شہ عالی مقام شاہ سلامٌ علیک
تم پر درود و سلام شاہ سلامٌ علیک
تیرے یہ سارے غلام شاہ سلامٌ علیک
کہتے ہیں رو کر سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ درود و سلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

اے میرے پیاسے امام شاہ سلامٌ علیک
تشنہ لب و تشنہ کام شاہ سلامٌ علیک
کہتے ہیں سب خاص و عام شاہ سلامٌ علیک
پیاسے سمندر سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ درود و سلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

روحِ شریعت حسینؑ شاہ سلامُ علیک
شانِ اِمامت حسینؑ شاہ سلامُ علیک
دین کی عظمت حسینؑ شاہ سلامُ علیک
عزم کے پیکر سلام شاہ سلامُ علیک
تم پہ درود و سلام شاہ سلامُ علیک
شاہ سلامُ علیک شاہ سلامُ علیک
عرشِ شہادت حسینؑ شاہ سلامُ علیک
شانِ اطاعت حسینؑ شاہ سلامُ علیک
روحِ عبادت حسینؑ شاہ سلامُ علیک
زاہد و اطہر سلام شاہ سلامُ علیک
تم پہ درود وسلام شاہ سلامُ علیک
شاہ سلامُ علیک شاہ سلامُ علیک
ہونٹوں پہ ہے تشنگی شاہ سلامُ علیک
مشک علم سے بندھی شاہ سلامُ علیک
گھاٹ پہ پہنچا جری شاہ سلامُ علیک
وارثِ کوثر سلام شاہ سلامُ علیک
تم پہ درود و سلام شاہ سلامُ علیک
شاہ سلامُ علیک شاہ سلامُ علیک

گھاٹ پہ عباسؑ ہے شاہ سلامٌ علیک
ہونٹوں پہ بس پیاس ہے شاہ سلامٌ علیک
سب کی یہی آس ہے شاہ سلامٌ علیک
پیاسے سمندر سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ دروٗد و سلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

ہائے وہ کڑیل جواں شاہ سلامٌ علیک
جس نے کہی تھی اذاں شاہ سلامٌ علیک
مر گیا کھا کر سناں شاہ سلامٌ علیک
اے علی اکبرؑ سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ دروٗد و سلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

رن کو دِلاور گئے شاہ سلامٌ علیک
اِس طرح اصغرؑ گئے شاہ سلامٌ علیک
جیسے کہ حیدرؑ گئے شاہ سلامٌ علیک
یا علی اصغرؑ سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ دروٗد و سلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

تیغ سے گردن کی بات شاہ سلامٌ علیک
ہلنے لگی کائنات شاہ سلامٌ علیک
ہوگئی میداں میں رات شاہ سلامٌ علیک
یا تنِ اطہر سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ دروُد سلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

حشر ہے رن میں بپا شاہ سلامٌ علیک
کٹ گیا سوکھا گلا شاہ سلامٌ علیک
آئی فلک سے صدا شاہ سلامٌ علیک
یا تنِ بے سر سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ دروُد وسلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

خیمے جلائے گئے شاہ سلامٌ علیک
قیدی بنائے گئے شاہ سلامٌ علیک
دُرّے لگائے گئے شاہ سلامٌ علیک
عابدؑ مضطر سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ دروُد و سلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

شاہ کا کوثرؔ غلام شاہ سلامٌ علیک
تیرا ہے جنّت مقام شاہ سلامٌ علیک
تجھ پہ جہنم حرام شاہ سلامٌ علیک
ساقیٔ کوثر سلام شاہ سلامٌ علیک
تم پہ درود و سلام شاہ سلامٌ علیک
شاہ سلامٌ علیک شاہ سلامٌ علیک

☆☆☆☆☆

مُناجات

یا علیؑ مشکلکشا مُشکلکشا مشکلکشا

اے غریب و مفلس و لاچار کے حاجت روا

یا علیؑ مشکلکشا مُشکلکشا مشکلکشا

تھا سفینہ نوح کا طوفان میں جس دم پھنسا

اِس قدر طوفان تھا حق کا نبیؑ گھبرا گیا

ایسے عالم میں یہ سب نے نوحؑ کو کہتے سنا

میری کشتی کو خدارا جلد ہو ساحل عطا

یا علیؑ مشکلکشا مُشکلکشا مشکلکشا

واقعہ موسیٰؑ کا یوں قرآن میں ہمکو ملا

لشکرِ فرعون نے موسیٰؑ کا جب پیچھا کیا

راستے میں آپ کے جس وقت دریا آ گیا

ڈال کر اپنا عصا دریا میں موسیٰؑ نے کہا

یا علیؑ مشکلکشا مُشکلکشا مشکلکشا

دشمنوں کا عیسیٰؑ مریم پہ جب نرغا ہوا
ظالموں نے آپ کو سولی پہ جب لٹکا دیا
ایسے عالم میں یہی عیسیٰؑ نے دی رو کر صدا
سُن کے یہ فریاد اُن کو رب نے زندہ کر دیا

یا علیؑ مشکلکشا مُشکلکشا مشکلکشا

یا علیؑ فریاد ہے فریاد ہے فریاد ہے
اِن غلاموں کو ترے اب حاجتِ امداد ہے
قوم شیعہ غم زدہ ہے مُفلس و ناشاد ہے
کیجئے بہرِ خدا امداد اے حاجت روا

یا علیؑ مشکلکشا مُشکلکشا مشکلکشا

تم کو مولاؑ دے رہا ہے کب سے یہ کوثؔر صدا
سُن لو اب بہر خدا میری بھی اے مشکلکشا
اپنے روضے پر بلا لو ہے یہی میری دُعا
سر تری دہلیز پر ہو روح ہو تن سے جدا

یا علیؑ مشکلکشا مُشکلکشا مشکلکشا

مُتفرق اشعار

عدوئے آلؑ کی خاطر یہی خنجر نکلتے ہیں
علیؑ کی مدح میں الفاظ کے لشکر نکلتے ہیں
یہ بحر مدحِ حیدرؑ ہے زرا اس میں اُتر واعظ
یہاں پر ڈوبنے والے لب کوثر نکلتے ہیں

آرہے ہیں مُرسلِؐ اعظم نویدِ خاص پر
انبیاؑء اور اولیاؑء سارے بلائے جائیں گے
ہے میانِ کوثر وتسنیم اک محفل سجی
آج دونوں نور کے دریا ملائے جائیں گے

چھوٹی سی عمر اور فضائل ہیں بے حساب
کیونکر بتولؑ آپ کی پوتی کا ذکر ہو
الفاظ و نطقِ فکر پریشاں سے کس طرح
مظلومؑ کربلا کی چہیتی کا ذکر ہو

میدانِ کارزار میں حیدرؑ کا بانکپن
صبر و رضا کی راہ میں سبطِ نبیؐ کا دم
راہ وفا میں نام کوئی دوسرا نہیں
عباسؑ لکھ کے رُک گیا ہر دور کا قلم

کیا بتاتے ہو اُنھیں تم جو نظر رکھتے ہیں
ہم بھی اے شیخ عبادت کا ہنر رکھتے ہیں
تم جو سجدے میں یہ سر شام و سحر رکھتے ہو
ہم بھی بخشش کے لئے ساتھ میں زر رکھتے ہیں
آؤ محشر میں چلیں فیصلہ کرلیں واعظ
سجدے تم رکھو ہم اشکوں کے گہر رکھتے ہیں

شہید ہو کے سناں پر سخنوری کی ہے
مرے حسینؑ نے مقتل میں سروری کی ہے
درِ حسینؑ کا میں ہوں فقیر ابن فقیر
بڑے بڑوں نے یہاں پر گداگری کی ہے

یوں نصرت دین حق کے لئے شہؑ اپنے وطن سے نکلتے ہیں
ہمراہ نبیؐ کے گلشن کی کچھ کلیاں تھیں کچھ غنچے تھے
اطفالِ نبیؐ کے بارے میں یہ سوچ کے دل رو دیتا ہے
تھے سات محرم سے پیاسے کیا جانئے کب سے بھوکے تھے

اندھے نے رہنمائی کا بیڑا اُٹھا لیا
جاہل پکارا چیخ کے عالم ہوں میں بڑا
گونگا اکڑ کے بزم میں تقریر کو اُٹھا
ہکلے نے دعویٰ چرب زبانی کا کر دیا
یہ سب ملوکیت کی ہوس کے سبب ہوا
یعنی یزید شاہؑ سے بیعت طلب ہوا

میدان کارزار میں حیدرؑ کا بانکپن
صبر و رضا کی راہ میں سبط نبیؐ کا دم
راہِ وفا میں نام کوئی دوسرا نہیں
عباسؑ لکھ کے رُک گیا ہر دور کا قلم

شمع گل کردیں چلے جاؤ اُٹھا لی بیعت
بر سرِنوک سنا اگلا سفر میرا ہے

چٹکے ہوئے لبوں پر خراشوں نے لکھ دیا
اصغرؑ نے تین روز سے پانی نہیں پیا

بے رِدا زینب دلگیر کا ماتم کر لو
کر سکو جتنا بھی شبیرؑ کا ماتم کر لو

دیکھ کر چٹکے لبوں پر ایک تبسّم کی لکیر
حُرملہ سا سنگ دِل اللہ اکبر رو دیا

دیکھا تو پسر ہاتھوں پہ دم توڑ چکا تھا
کانوں میں صدا آئی تھی ایک تیر کی سَن سے

تھی فکرِ گھاٹ پہ غازیؑ کو کس طرح آخر
سما کے مَشک میں بچوں کو علقمہ دے دی

ہم عبور بحر بخشش کے لئے روز حساب
اپنے اشکوں کی بنا کر کشتیاں لے جائیں گے

سلطانؑ طوس آج زمانے میں آئے ہیں
صحرا کو مثل عرش معلیٰ کئے ہوئے
قندیل مہر و ماہ کی حاجت کہاں ہمیں
ذکر رضا ہے گھر میں اجالا کئے ہوئے

حدیث مخبر صادقؐ ہے جھوٹی ہو نہیں سکتی
سنی یہ حضرت واعظ کے منہ سے داستاں ہم نے
نبیؐ کہتے تھے عقد فاطمہؑ ہوگا تو حیدرؑ سے
علیؑ کے واسطے اللہ کو دے دی زباں ہم نے

آہٹ یہ کان دَر پہ نظر دل میں وَلولے
صغراؑ کو انتظار کی عادت ہے آج تک

کعبے کے برابر رتبہ ہے ایمان سکھایا جاتا ہے
یاں عرش کا رہنے والا ملک دربان بنایا جاتا ہے
کہتے ہیں جو کافر مومن کو وہ دیکھ لیں اپنی آنکھوں سے
یہ خانۂ بوطالبؑ ہے یہاں قران پڑھایا جاتا ہے

جو موج زن تھا بہترؑ نفس نفس میں لہو
بہا جو دشت میں دریا پہ اور قفس میں لہو
جو حق کی راہ میں کوثرؔ دیا تھا اصغرؑ نے
مِلا وہ روضۂ شبیرؑ کے کلس میں لہو

تلوار گر اٹھائے تو حیدرؑ دکھائی دے
کر لے جو صلح مثل پیمبرؐ دکھائی دے
آمد پہ اُسکی کیوں نہ ہوں ابتر منافقین
جلوہ میں جسکے سورۂ کوثر دکھائی دے

قلم زباں کو بنایا ورق لبوں کو کیا
خراشیں بن گئیں تحریر تشنگی اصغرؑ

علیؑ کا ذکر زباں پر جو بات بات میں ہے
کہ ذکر ساقیٔ کوثر تو واجبات میں ہے
لو پڑھ کے دیکھ لو تاریخ جنگ خیبر کی
علیؑ نہیں تو پیمبرؐ بھی مشکلات میں ہے

قریب آئے تو دریا بھی بھاپ بن جائے
لبوں پہ اُسکے سمندر بھی ایک قطرہ ہے
اب اُسکی پیاس کو کوثر بجھائے گا کیسے
جو چوس کر بھی زبانِ رسولؐ پیاسا ہے

تاریخ میں دنیا کی واحد یہی منظر ہے
ہنستا ہوا بچّہ ہے روتا ہوا لشکر ہے
کیا جنگ کروں اِن سے عباسِؑ جری بولے
اِن شام کی فوجوں پر بھاری مرا اصغرؑ ہے



کوثر زیدی اپنے فرزند
اشتر زیدی کے ساتھ
خانۂ خدا میں